بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال النبی ﷺ عذاب القبر حق

عذاب قبر کی حقیقت

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

شائع کردہ

مدرسۃ ام المؤمنین سیدۃ حفصۃ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلاک 38

کیماڑی کراچی موبائل: 0300-7062081

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال النبی ﷺ عذاب القبر حق

عذابِ قبر کی حقیقت

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

شائع کردہ
مدرسۃ ام المؤمنین سیدۃ حفصۃ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلاک 38
کیماڑی کراچی موبائل: 0300-7062081

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب کا نام .... عذاب قبر کی حقیقت

مصنف .... ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

اشاعت اول .... جنوری 1997ء (ایک ہزار)

اشاعت دوم .... نومبر 2000ء (دو ہزار)

اشاعت سوم .... مارچ 2010ء (2200)

ناشر: مدرسۃ ام المؤمنین سیدۃ حفصۃ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بلاک 38، کیماڑی کراچی موبائل: 0300-7062081

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	ابتدائیہ	
2	مقدمہ از الاستاذ حافظ زبیر علی زئی۔	9
3	تکفیری فرقوں کی حقیقت۔	13
4	باطل فرقوں کی ریشہ دوانیاں۔	17
5	تکفیری فرقہ خوارج کے خدوخال۔	19
6	تکفیری جماعتیں ہر دور میں پیدا ہوتی رہیں گی۔	22
7	باطل فرقے مدینہ منورہ کے مشرق کی طرف سے نکلتے رہیں گے۔	23
8	گمراہ کرنے والے امام۔	25
9	بیعت کی بدعت۔	29
10	حدیث رسول ﷺ پر ایمان لانا ایمانیات میں شامل ہے۔	31
11	کیا صحیح حدیث قرآن کے خلاف ہو سکتی ہے؟۔	35
12	اختلافات کے حل کا قرآنی اصول۔	39
13	عذاب قبر کیا ہے؟ عذاب قبر کی حقیقت۔	44
14	عذاب قبر کا تذکرہ قرآن مجید میں۔	47
15	عذاب قبر کا ذکر احادیث نبویہ میں۔	55
16	حدیث قرع نعال میں ڈاکٹر عثمانی کی تحریف۔	60

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

17	ایک خاص نکتہ کی وضاحت۔	71
18	دوسرا اہم نکتہ۔	73
19	قبر کسے کہتے ہیں؟	78
20	امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک قبر کی تعریف	82
21	ایک زبردست دلیل۔	90
22	عذاب القبر مرکب اضافی ہے۔	91
23	برزخ کیا ہے؟	92
24	برزخی قبر کا تصور کہاں سے آیا؟	94
25	دو زندگیاں اور دو موتیں۔	95
26	ڈاکٹر عثمانی تیسری زندگی کے قائل تھے۔	96
27	اللہ کے قانون میں تبدیلی۔	100
28	تین زندگیاں یا بے شمار زندگیاں۔	102
29	مرزا قادیانی اور ڈاکٹر عثمانی کے عقیدہ میں مماثلت۔	103
30	برزخی جسم کی حقیقت۔	105
31	الجواب بعون الوہاب۔	111
32	عذاب قبر کی کیفیت۔	122
33	ڈاکٹر موصوف کا سفید جھوٹ۔	122
34	تناسخ کیا ہے؟	124
35	حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کا فتویٰ۔	125

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

36	موت سے روح اور جسم کے درمیان جدائی واقع ہو جاتی ہے۔	126
37	موت کا مطلب۔	127
38	دو زندگیاں اور دو موتیں۔	128
39	روح کے جسم میں بار بار لوٹائے جانے سے یعنی اعادۂ روح سے نئی زندگی ثابت نہیں ہوتی۔	129
40	روح کے اخراج کے بعد انسان میت قرار پاتا ہے۔	132
41	صحیح بخاری میں کتاب الجنائز کے میت والے ابواب۔	133
42	مؤمن کی روح جنت میں اور کافر کی روح جہنم میں ہوتی ہے۔	135
43	عقیدۂ عذاب القبر پر اعتراضات۔	139
44	میت کو بغیر روح کے عذاب کیسے ممکن ہے؟	144
45	عذاب القبر کو سمجھنے کے لئے دو عمدہ مثالیں۔	145
46	چند مزید مثالیں۔	148
47	خاکستر شدہ انسان کا معاملہ یا جسے کوئی جانور کھا جائے۔	151
48	تین زندگیاں اور تین موتیں۔	163
49	ایک زبردست مغالطہ۔	154
50	حدیث عائشہ پر تحقیق مزید	157
51	برزخی قبر کس کے لئے؟	159
52	اعادۂ روح کا مسئلہ۔	159
53	قبر کی زندگی نیند سے مشابہ ہے۔	162

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

54	عثمانی فرقے کا طریقہ استدلال۔	163
55	دینی معاملات میں عقل کو معیار بنانا درست نہیں ہے۔	164
56	عقیدہ عذاب القبر سے عقیدۂ توحید کو نقصان۔	165
57	قہر رحمانی بر فرقہ عثمانی۔	167
58	عقیدۂ عذاب القبر اور منکرین حدیث۔	168
59	عذاب قبر مرنے کے بعد اور قیامت قائم ہونے سے پہلے تک ہوتا ہے	170
60	یوم الست میں ذریت آدم کے جسموں کا مسئلہ۔	173
61	درمیانی زندگی کا تصور؟	174
62	کیا آخرت کے معاملات دُنیا کی طرح ہیں؟	176
63	دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نافرمان قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔	178
64	احادیث رسول کے متعلق موصوف کے خود ساختہ اصول۔	180
65	کیا مشرکوں کی قبریں انسان؟	182
66	مختصر مختصر۔	185
67	شجرہ خبیثہ	187
68	چیلنج۔	190
69	مناظرہ	191

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

الحمدللہ! عقیدہ عذاب القبر پر راقم نے ''الدین الخالص'' کے نام سے جو پہلی قسط اور دوسری قسط اور دیگر مضامین تحریر کئے تھے، انہیں عوام وخواص نے بے حد پسند کیا۔لیکن یہ کتابیں ضخیم ہونے کی بناء پر عام لوگوں کی دسترس سے باہر تھیں لہٰذا کچھ دوستوں کے مشورہ سے میں نے ان مضامین کا اختصار پیش کر دیا اور یہ مختصر کتاب پہلی مرتبہ جنوری 1997ء میں شائع ہوئی اور دوسری مرتبہ نومبر 2000ء میں۔ پھر میں نے جب ان مضامین میں تحقیق مزید کی تو ایک انتہائی اہم اور مفید مضمون تیار ہو گیا اور کتاب کے آخر میں بعض اہم سوالوں کے جوابات بھی تحریر کئے گئے ہیں۔ اس مضمون میں سے ایک اہم مضمون'' دو زندگیوں کا منکر کون؟ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یا ڈاکٹر عثمانی'' کے عنوان سے الگ شائع کر دیا گیا ہے اور اسے مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس مضمون میں بعض انتہائی اہم باتوں کو ذکر کیا گیا تا کہ عوام الناس زیادہ سے زیادہ ان حقائق کو سمجھ سکیں اور عقل وفلسفہ اور اپنی ذہنی اختراعات کی وجہ سے ڈاکٹر عثمانی قرآن وحدیث سے جو بہت دور جا چکے ہیں اس کی اصل وجہ بھی لوگوں کی سمجھ میں آسکے۔ نیز لوگ اس فتنہ سے دور رہ کر اپنے عقیدہ کو قرآن وحدیث کے مطابق ڈھال سکیں۔

علاوہ ازیں کچھ منکرین حدیث نے قیامت سے پہلے عذاب قبر یا کسی بھی قسم کے عذاب کو تسلیم کرنے سے کلی طور پر انکار کر دیا ہے اور اس سلسلہ میں اب انہوں نے احادیث کے انکار کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی آیات کا بھی واضح طور پر انکار کیا ہے۔ اور اپنی ذہنی اختراعات کو انہوں نے قرآن فہمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں عذاب قبر کے نام سے ایک کتابچہ مجلس احباب کراچی نے شائع کیا ہے جس پر خیر خواہ بھائی کا تعاون بھی موجود ہے۔ یہ کتابچہ کسی محمد عاقل کا تحریر کردہ ہے، جس میں اس نے دعویٰ کیا ہے کہ عذاب قبر کا اس نے قرآن وحدیث سے مکمل جائزہ لیا ہے چنانچہ اس کے استدلال کا بھی دلائل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اور اسکے دلائل کی خامیوں اور تحریفات کو اچھی طرح واضح کیا گیا ہے۔

اس مضمون میں جو خیر وخوبی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے اور اسی کا فضل وکرم ہے اور جو خامی اور کمی ہے وہ مجھ ناچیز کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اسے میری مغفرت کا ذریعہ بنا دے اور اس کتاب کو منکرین حدیث، منکرین عذاب قبر اور بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے مشعل راہ بنا دے۔ آمین یارب العالمین۔

کتبہ ابو جابر عبداللہ دامانوی

۱۰۔ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی ﷾

گمراہوں اور باطل پرستوں کی ایک جماعت مثلاً ضرار بن عمرو، یحیٰی بن کامل اور بشر بن غیاث المریسی وغیرھم نے عذاب قبر کا انکار کیا ہے جبکہ یہ عقیدہ صحیح اور متواتر احادیث سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہے۔

جناب ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''شرح العقیدۃ الطحاویہ'' میں لکھتے ہیں:

وقد تواترت الاخبار عن رسول اللہ ﷺ فی ثبوت عذاب القبر و نعیمه لمن كان لذلك اهلا و سؤال الملكين فيجب اعتقاد ثبوت ذلك والايمان به ولا نتكلم فی كيفيته اذ ليس للعقل وقوف على كيفيته لكونه لا عهد له به فی هذا الدار والشرع لا يأتی بما تحيله العقول ولكنه قد يأتی بما تحار فيه العقول فان عود الروح الى الجسد ليس على الوجه المعهود فی الدنيا بل تعاد الروح اليه اعادة غير الاعادة المألوفة فی الدنيا

اور تحقیق رسول اللہ ﷺ سے عذاب القبر اور نعیم القبر اور قبر میں فرشتوں کے سوال کے متعلق تواتر کے ساتھ احادیث مروی ہیں اس شخص کے لئے جو اس کا مستحق ہو، ان پر اعتقاد رکھنا اور ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ البتہ ان کی کیفیت کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہیں گے اس لئے کہ عقل ان کی کیفیت معلوم کرنے سے قاصر ہے اور اس جہان میں اس کا علم ممکن نہیں نیز شریعت ایسی باتوں کا ذکر نہیں کرتی جس کو عقلیں محال سمجھتی ہیں البتہ ایسی باتوں کا ذکر کرتی ہے جس میں عقلیں حیران ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ روح کا جسم میں واپس آنا اس طرح کا نہیں ہے جس طرح دنیا میں معروف ہے بلکہ روح کا اعادہ اس کے خلاف ہے جو دنیا میں معلوم ہے......۔(ص:۴۵۰، ۴۵۱)۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقال حنبل قلت لابی عبداللہ فی عذاب القبر فقال هذه احاديث صحاح نؤمن بها و نقر بها كلما جاء عن النبی ﷺ اسناد جيد اقررنا به اذا لم نقر بما جاء به رسول اللہ ﷺ و دفعنا و رددنا على اللہ امره قال اللہ تعالى و ما اتاكم الرسول فخذوه قلت له و عذاب القبر حق؟ قال حق يعذبون فی القبور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قال و سمعت ابا عبداللہ یقول: نؤمن بعذاب القبر و بمنکر و نکیر وان العبد یسأل فی قبرہ "یثبت اللہ الذین امنو بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا و فی الآخرۃ" فی القبر

اور امام حنبل (بن اسحاق بن حنبل شیبانی) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے عذاب القبر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: عذاب القبر کے بارے میں احادیث صحیحہ موجود ہیں جن پر ہمارا ایمان ہے اور جن پر ہم ثابت قدم ہیں جب بھی نبی ﷺ سے اسناد جید کے ساتھ احادیث ہم تک پہنچیں گی ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے کیونکہ اگر ہم ایسی احادیث کو بھی ٹھکرا دیں گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹھکرا دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: "رسول ﷺ تمہیں جو کچھ دے اسے لے لو"۔ میں نے عرض کیا کہ کیا عذاب القبر حق ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں حق ہے وہ قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں اور میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ! "ہم عذاب القبر پر اور منکر نکیر پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات پر بھی کہ بندہ سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے اور آیت **یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا و فی الآخرۃ** (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ذریعے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے) قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے"۔ (کتاب الروح ص: ۸۰)

حافظ ربانی ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے تمام اہل السنۃ سے عذاب القبر کا اثبات نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ج ۳ ص: ۱۸۰)۔

اور صاحب شرح العقیدۃ للطحاویہ لکھتے ہیں:

و ذھب الی موجب ھذا الحدیث جمیع اھل السنۃ و الحدیث و لہ شواھد من الصحیح

"تمام اہل سنت اور اہل الحدیث اس حدیث کے قائل ہیں اور اس حدیث کے صحیح شواہد بھی موجود ہیں"۔ (ص ۳۴۷، تحقیق احمد شاکر طبع مکتبۃ الریاض الحدیثۃ بالریاض)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اعلم ان مذھب اھل السنۃ اثبات عذاب القبر و قد تظاھرت علیہ دلائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکتاب و السنة قال اللہ تعالیٰ: النار یعرضون علیھا غدوا و عشیا الآیة و تظاھرت به الاحادیث الصحیحة عن النبی ﷺ من روایة جماعة من الصحابة فی مواطن کثیرة ولا یمتنع فی العقل ان یعید اللہ تعالیٰ الحیاة فی جزء من الجسد و یعذبه و اذا لم یمنعنا لعقل و ورد الشرع به وجب قبوله و اعتقاده

"جان لے کہ اہل السنة کا مذہب یہ ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور اس پر کتاب وسنت کے واضح دلائل موجود ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "آگ ہے کہ جس پر وہ (فرعونی) صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں" ...... اور نبی ﷺ سے عذاب القبر کے سلسلہ میں بہت سی احادیث صحیحہ موجود ہیں جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے بہت سے موقعوں پر بیان کیا ہے اور عقل بھی اس بات کو محال نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ جسم کے کسی جزء میں زندگی لوٹا دے اور اس کو سزا دے اور جب عقل بھی اس کو ممتنع نہیں سمجھتی اور شرع میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے تو اس کو قبول کرنا اور اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے......"۔

اس مختصر تمہید سے معلوم ہوا کہ عذاب القبر کا عقیدہ کتاب وسنت سے ثابت ہے اور اس کا انکار اہلسنت سے خارج گمراہ لوگوں نے کیا ہے جبکہ اس کا ثبوت متواتر احادیث سے ملتا ہے۔ مثلاً دیکھئے: لقط اللآلی المتناثرة فی الاحادیث المتواترة للزبیدی ص ۲۱۳ تا ۲۱۶۔ نظم المتناثر من الحدیث المتواتر الکتانی ص ۱۳۲ وغیرھما۔

زبیر بن مجدد علی زئی
حضرو۔ مدرسة اھل الحدیث
ضلع اٹک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکفیری فرقوں کی حقیقت

موجودہ دور میں تکفیری فرقوں کی کثرت ہوتی جارہی ہے، ان فرقوں کی حقیقت جاننے کے لئے قرآن و حدیث کا مطالعہ بے حد ضروری ہے، چنانچہ اس سلسلہ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا و یمسی کافرا او یمسی مومنا و یصبح کافرا یبیع دینه بعرض من الدنیا

(نیک) اعمال میں جلدی کرو ان فتنوں کے پیش آنے سے پہلے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے (کہ اس وقت) آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اُٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ اپنے دین کو دنیا کی تھوڑی سی متاع کی خاطر بیچ ڈالے گا۔ (مسلم ترقیم دارالسلام ح ۳۱۳ کتاب الایمان، الترمذی ح ۲۱۹۵، مسند احمد ۲/ ۳۰۴، ۵۲۳، مشکوٰۃ المصابیح ح ۵۳۸۳، ابوعوانہ ۱/ ۵۰)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فتنوں کے دور میں ایمان کو بچانا اور اسے محفوظ رکھنا ایک مشکل کام ہوگا۔ کیونکہ ایسے فتنے سرگرم عمل ہو جائیں گے جو اَھوَاء (نفسانی خواہشات) کے تابع ہوں گے اور اہواء کے مطابق قرآن و حدیث کا مطلب بیان کریں گے اور اس سلسلہ میں عقل اور فلسفہ کا سہارا بھی لیں گے اور اس طرح وہ باطل فرقوں کی بھرپور ترجمانی کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کے تہتر فرقوں کا ذکر فرمایا جن میں بہتر جہنمی ہوں گے اور ایک جنتی، اور وہ جنتی (فرقہ) الجماعۃ (اہل حق کی جماعت) ہو گی، اس حدیث کے بعض الفاظ یہ ہیں:

وانه سیخرج فی امتی اقوام تجاری بهم تلك الاهواء کما یتجاری الکلب لصاحبه و قال عمرو الکلب بصاحبه لا یبقی منه عرق ولا مفصل الا دخله

میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن میں اہواء (نفسانی خواہشات کی پیروی) ایسے سما جائے گی جیسے باؤلے کتے کے کاٹنے سے ہڑک کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے (اس حدیث کے راوی) عمرو بن عثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہڑک کی بیماری انسان کی ہر رگ اور جوڑ میں سما جاتی ہے یعنی کوئی رگ اور جوڑ اس سے محفوظ نہیں رہتا۔ (ابوداؤد کتاب السنۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ح ۴۵۹۷، الصحیحہ ح ۲۰۴، المستدرک ۱/ ۱۲۸، مسند احمد ۴/ ۱۰۲، الدارمی ۲/ ۲۴۱۔ و قال الحافظ زبیر علی زئی: اسنادہ حسن (نیل المقصود ح: ۴۵۹۷)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس اُمت میں ایسی جماعتیں اور فرقے پیدا ہو جائیں گے جو ہواء (نفسانی خواہشات) کے غلام ہوں گے اور یہ خواہشات ان کے رگ و پے میں اس طرح داخل ہو جائیں گے جیسے ہڑک کی بیماری انسان کے رَگ و ریشہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ قرآن و حدیث کے وہ معنی و مطالب بیان کریں گے جن کا تقاضا ان کی نفسانی خواہشات کریں گی، اسی طرح یہ فرقے قرآن و حدیث کے معنی و مطالب کو بگاڑ دیں گے اور اصل دین سے دُور ہو جائیں گے اور لوگوں کو باور کروائیں گے کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں بس وہی قرآن و حدیث ہے اور جو لوگ ان کی آراء سے اختلاف کریں گے انہیں وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج (یا فاسق و فاجر) قرار دیں گے۔

ماضی میں اس کی مثالیں خوارج، روافض، جہمیہ، جبریہ، قدریہ، مشبہہ، معطلہ وغیرہ باطل فرقے ہیں اور موجودہ دَور میں بہت سی جماعتیں اسی مشن پر رواں دواں ہیں مثال کے طور پر منکرین حدیث کے مختلف فرقے، منکرین عذابِ قبر، عثمانی برزخی فرقہ، جماعت المسلمین رجسٹرڈ اور اہل خلافت وغیرہ، یہ فرقے بھی قرآن و حدیث میں تحریف کر رہے ہیں اور ان کے خود ساختہ معنی و مطالب بیان کرتے ہیں اور نفسانی خواہشات کے بُری طرح غلام بن چکے ہیں۔ نفسانی خواہشات کے متعلق قرآن کریم کی بعض آیات ملاحظہ فرمائیں:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ

پھر کیا تم نے اس شخص (کا حال بھی) دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنا لیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اللہ کے بعد اب کون اسے ہدایت دے گا؟ کیا تم لوگ کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتے؟؟۔ (الجاثیۃ: ۲۳)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی خواہشات نفس کا پیروکار بن جائے تو وہ علم کے باوجود گمراہ ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے کانوں اور دِل پر مہر لگا دے گا اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دے گا۔ ایسے شخص کو اللہ کے سوا اب کون ہدایت دے سکتا ہے؟ خواہشات نفس کو الٰہ بنا کر جہاں یہ شخص گمراہ ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے وہاں یہ مشرک بھی بن گیا۔ چنانچہ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (الشوریٰ:۲۱)

کیا ان کے لئے دوسرے ایسے شریک بھی ہیں جنھوں نے ان کے لئے دین میں سے وہ کچھ مقرر کیا ہے کہ جس کا اللہ نے انہیں حکم نہیں دیا؟

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُم مِّنۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّٰلِمِينَ (البقرۃ:۱۴۵)

اور اگر تم نے اس ''العلم'' کے بعد بھی جو تمہارے پاس آچکا ہے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو تب تمہارا شمار یقیناً ظالموں میں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ آپ صرف اس ''العلم'' یعنی قرآن و حدیث کی پیروی کریں جو اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی آپ پر نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ان لوگوں کی نفسانی خواہشات پر عمل کیا تو اس وقت آپ کا شمار بھی ظالموں میں سے ہو گا۔ گویا پوری اُمت کو آگاہ کر دیا گیا کہ قرآن و حدیث کی پیروی ضروری ہے اور نفسانی خواہشات سے دُور رہنا بھی ازحد ضروری ہے۔ نیز ملاحظہ فرمائیں البقرۃ:۱۲۰، الرعد:۳۷۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَٰوَٰتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَٰهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ (المؤمنون:۷۱)

اور اگر حق ہی ان کی خواہشات کا پیرو ہو جائے تو زمین و آسمان اور ان کے درمیان ہر چیز درہم برہم ہو جائے حق تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں ان کی نصیحت پہنچا دی ہے لیکن وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ (المتوفی ۷۳ھ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ستفترق أمتي على بضع و سبعين فرقة اعظمها فرقة قوم يقيسون الامور برأيهم فيحرمون الحلال و يحللون الحرام

میری اُمت ستر سے کچھ اُوپر فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں سب سے زیادہ افتراق کرنے والی وہ قوم ہوگی جو (دینی) اُمور میں اپنی رائے کو داخل کرے گی پس حلال کو حرام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور حرام کو حلال کر دے گی۔

(المستدرک ۴/۳۳، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/۵۱، وقال حمدی عبدالمجید السلفی: ومن طریقه رواه الخطیب فی الفقیه والمتفقه ۱۸۰، ۱۷۹/۱، ورواه الخطیب ایضاً فی تاریخ بغداد ۱۳/۳۰۷-۳۱۱، من طرق متعددة ورواه البیهقی فی المدخل ح ۳۵۳۴ وابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ۲/۱۶۳، وابن حزم فی الرسالة الکبری فی ابطال القیاس والبزار ۱۷۲ کشف الاستار وقال فی المجمع ۱/۱۷۹: "ورجاله رجال الصحیح" ورواه الحاکم ۴/۴۳۰، ح: ۸۳۳۵ وصححه علی شرط الشیخین (حاشیه المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/۵۰) (وهو حدیث حسن)۔

اور ان پر رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی بالکل صادق آتا ہے:

عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان الله لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤوسا جهالا فسئلوا فأفتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "بے شک اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اُٹھائے گا کہ لوگوں کے دل و دماغ سے اس کو نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اُٹھائے گا کہ علما (حق) کو اٹھا لے گا حتی کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے اور ان سے دین کی باتیں پوچھیں گے اور وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے"۔ (بخاری: ۱۰۰، مسلم: ۲۶۷۳ و ترقیم دار السلام: ۶۷۹۶)۔

باطل فرقوں کی ریشہ دوانیاں

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول سیدنا محمد ﷺ کو دینِ حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ اس دینِ حق یعنی اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ کو یہ بات منظور نہیں وہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی بری لگے۔ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اس دین کو سب ادیان پر غالب کر دے خواہ یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی ناگوار ہو۔ (التوبہ: ۳۲، ۳۳)

نیز ملاحظہ فرمائیں: الصف: ۸، ۹۔ الفتح: ۲۸۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین، اسلام کے نور کو بجھانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں اور کرتے رہیں گے لیکن وہ اللہ کے دین کو کبھی مٹا نہیں سکتے کیونکہ یہ دین دنیا میں غالب ہونے کے لئے آیا ہے مغلوب ہونے کے لئے نہیں۔

کفار و مشرکین کے علاوہ ایک تیسرا گروہ جسے منافقین کہا جاتا ہے اور جنہوں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اسلام کا لیبل اپنے اوپر چسپاں کر رکھا ہے، اس نے بھی اسلام کو نقصان پہنچانے اور مٹانے کے لئے خفیہ پروگرام مرتب کئے اور اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، منافقین نے ہمیشہ آستین کے سانپ کا کردار ادا کیا۔ اور انہوں نے اسلام کو کفار و مشرکین سے بھی زیادہ نقصان پہنچایا۔ اور اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات تک کو بدلنے کی مکروہ کوششیں کیں اور اسلام کے خلاف ایسی سازشیں کیں کہ جس کی وجہ سے لوگوں کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیا گیا۔ اور ایسی ایسی باتیں مشہور کی گئیں جس کا حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہ تھا۔ مثلاً یہ کہ خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی خلافت کی وصیت فرما دی تھی اور آپ وصیِ رسول تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے خلافت چھین لی تھی اور اسی طرح یہ بات کہ ”تمام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک)۔ سوائے تین صحابہ کرام کے“ اور ظاہر بات ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی مسلمان نہ رہے تو پھر ان کا پیش کردہ قرآن و حدیث کب درست اور حق ہو سکتا ہے؟ اس طرح ان منافقین نے شجر اسلام کی جڑیں کاٹنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس فرقہ کے علاوہ ایک دوسرا فرقہ بھی معرض وجود میں آیا جسے خوارج کہا جاتا ہے۔ اس فرقہ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور قرآن کریم کو ماننے کا زبردست دعویٰ کیا لیکن احادیث رسول ﷺ کا انکار کر دیا۔ اور توحید کا تو ایسا زبردست نعرہ لگایا کہ انہیں اپنے خود ساختہ نظریات کے علاوہ ہر چیز شرک نظر آنے لگی اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (حکم صرف اللہ کا چلے گا) کا نعرہ بلند کر کے انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس ہستیوں کو بھی کافر قرار دے ڈالا اور بالخصوص سیدنا علی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو کھلم کھلا کافر کہا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اس نعرے کے متعلق فرمایا تھا: ''كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدَ بِهَا بَاطِلٌ'' (یہ) کلمہ ہے لیکن ان کا ارادہ اس سے باطل ہے۔ (مسلم: ۱۵۷/۶۶ • ۱ و ترقیم دارالسلام: ۲۴۶۸) یعنی انہوں نے اس کا مفہوم غلط اخذ کر لیا ہے اور اسی غلط مفہوم کو وہ دوسروں پر بھی مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

تکفیری فرقہ خوارج کے خدوخال

اس تکفیری فرقہ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشن گوئی فرمائی تھی:

(۱) سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

يخرج قوم من امتي يقرء ون القرآن ليس قراء تكم الى قراء تهم بشئ و لا صلوتكم الى صلوتهم بشئ و لا صيامكم الى صيامهم بشيئ يقرؤن القرآن يحسبون انه لهم وهو عليهم لا تجاوز صلوتهم تراقيهم يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية

میری اُمت سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے ایسا کہ تمہارا قرآن پڑھنا ان کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہ رکھے گا اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابلے میں کچھ اہمیت رکھے گی اور نہ تمہارے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں کچھ حیثیت رکھیں گے وہ قرآن پڑھ کر یہ سمجھیں گے کہ قرآن اِن کے لئے حجت ہے جبکہ قرآن انکے خلاف حجت ہو گا۔ ان کی نماز ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے میں سے نکل جاتا ہے۔ (مسلم: ۱۵۶/۶۶ • ۱ و ترقیم دارالسلام: ۲۴۶۷)

(۲) صحیح بخاری کی ایک روایت میں سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''عنقریب ایک قوم نکلے گی اور تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے اور تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے، وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ دین سے اس طرح بالکل نکل جائیں گے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گے جیسے زوردار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے اس تیر کے پھل کو اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز (خون وغیرہ) نظر نہ آئے گی اور تیر کے دیگر حصوں میں بھی کچھ نظر نہ آئے گا۔ بالکل اسی طرح ان لوگوں پر بھی دین کی کوئی علامت موجود نہ ہوگی''۔ (صحیح بخاری: ۳۶۱۰)

(۳) ایک اور روایت میں ہے کہ ''وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اور اگر میں ان کو پالوں تو انہیں قوم عاد کی طرح قتل کر دوں گا''۔ (صحیح بخاری: ۳۳۴۴)

(۴) سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

''وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے''۔

ثم لا یعودون فیه و هم شر الخلق والخلیقة

اور پھر وہ دین میں واپس پلٹ کر نہیں آئیں گے اور وہ ساری مخلوق سے بدتر ہوں گے۔

(مسلم: ۱۰۶۷، دارالسلام ۲۴۶۹، ابن ماجہ: ۱۷۰)۔

(۵) سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

سیخرج قوم فی آخر الزمان احداث الأسنان سفهاء الاحلام یقولون من خیر قول البریة لا یجاوز ایمانهم حناجرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة فأینما لقیتموهم فاقتلوهم فان فی قتلهم اجرا لمن قتلهم یوم القیامة

آخری زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو نوعمر، کم عقل (جاہل، بے وقوف) ہوں گے، بات تو سب مخلوق سے اچھی کریں گے (لوگوں کی خیر خواہی و بہتری کی بات کہیں گے) لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ تم ان کو جہاں بھی پاؤ قتل کر ڈالو بے شک ان کے قتل کرنے والوں کے لئے قیامت کے دن اجر ہے۔

(صحیح بخاری کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم باب ۶ قتل الخوارج والملحدین ح ۶۹۳۰، کتاب المناقب باب ۲۵، علامات النبوة ح ۳۶۱۱، صحیح مسلم ح ۱۰۶۶، دارالسلام: ۲۴۶۲، مشکوٰۃ المصابیح ح ۳۵۳۵)۔

(سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی یہ الفاظ ہیں:

یخرج فی آخر الزمان قوم کأن هذا منهم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آخری زمانہ میں ایک قوم نکلے گی گویا کہ یہ اسی میں سے ہے (جس نے نبی ﷺ پر اعتراض کیا تھا) یہ لوگ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ (النسائی: ۴۱۰۸، واسنادہ حسن)۔

(۶) سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

الخوارج کلاب النار

خوارج جہنم کے کتے ہیں۔ (ابن ماجہ: ۱۷۳، وھو حدیث حسن)۔

اور سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اس طرح کے الفاظ مروی ہیں۔ (الترمذی: ۳۰۰۰ وسندہ حسن، ابن ماجہ: ۱۷۶، المشکوۃ: ۳۵۵۴ وقال الحافظ زبیر علی زئی: اسنادہ حسن)۔

تکفیری جماعتیں ہر دور میں پیدا ہوتی رہیں گی

(۷) سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال

''یہ (خارجی، تکفیری) ہمیشہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے آخری لوگ دجال کے ساتھ نکلیں گے''۔

(النسائی: ۴۱۰۸، مسند احمد ۴/۴۲۱، ۴۲۵، المستدرک ۲/۱۴۸، و قال الاستاذ حافظ زبیر علی زئی: اسنادہ حسن و اخرجہ ابن ابی شیبہ ۳۲۰/۱۵، ۳۲۱، واحمد ۴/۴۲۱، ۴۲۵، من حدیث حماد بن سلمۃ وھو فی السنن الکبری للنسائی ح ۳۵۶۶ ... وللحدیث شواھد (عمدۃ المساعی فی تخریج احادیث سنن النسائی رقم ح ۴۱۰۸)۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں ان تکفیری جماعتوں کا دعویٰ کتاب اللہ کے ماننے کا ہوگا لیکن اہل اسلام کی دشمنی کی وجہ سے ان پر ایسا وقت بھی آ جائے گا کہ یہ کتاب اللہ کو چھوڑ کر کھلم کھلا کفر (و تکفیر) کے علمبردار بن جائیں گے۔

یہ باطل فرقے مدینہ کے مشرق کی طرف سے نکلتے رہیں گے

(۸) عن سھل بن حنیف سمعت النبی ﷺ یذکر الخوارج فقال سمعتہ و اشار بیدہ نحو المشرق قوم یقرء ون القرآن بألسنتھم لا یعدو تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خوارج کا ذکر فرماتے ہوئے سنا، پس آپ ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا، اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا: (یعنی مشرق سے) ایک قوم نکلے گی جو اپنی زبانوں سے قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے ہوکر نکل جاتا ہے۔ (مسلم: ۱۰۶۸، وترقیم دارالسلام: ۲۴۷۰)۔

(۹) صحیح بخاری و مسلم میں روایت ہے:

عن سالم عن ابیه عن النبی ﷺ انه قام الی جنب المنبر فقال الفتنة ههنا الفتنة ههنا من حیث یطلع قرن الشیطان او قال قرن الشمس

(صحیح بخاری: ۷۰۹۲، مسلم: ۴۷/ ۲۹۰۵ وترقیم دارالسلام: ۷۲۹۴، کتاب الفتن)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ منبر کے ایک طرف کھڑے ہوئے اور فرمایا: فتنہ اس طرف (ادھر) ہے فتنہ اس طرف سے ہے جدھر شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے یا ''سورج کا سینگ'' فرمایا:

شیطان طلوع اور غروب کے وقت اپنا سر سورج کے پاس رکھ دیتا ہے تاکہ سورج پرستوں کا سجدہ شیطان کے لئے ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مشرق کی طرف رُخ کئے ہوئے تھے۔ (بخاری: ۷۰۹۳)۔ اور ایک روایت میں ہے: فتنہ اس طرف سے آئے گا اور آپ ﷺ نے مشرق کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم: ۵۰/ ۲۹۰۵، وترقیم دارالسلام: ۷۲۹۷)۔

مدینۃ النبی (ﷺ) سے مشرق کی طرف عراق، ایران، پاکستان و ہندوستان وغیرہ کے علاقے ہیں، عراق سے خوارج، روافض وغیرہ کے فتنے برآمد ہوئے، اسی طرح تاتاریوں کا فتنہ بھی مشرق سے نکلا، اور اس طرح کے مزید فتنے مشرق کی طرف سے برابر نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ دجال کا فتنہ اور یاجوج ماجوج کا فتنہ بھی یہیں سے برآمد ہوگا۔ ہماری آنکھوں کے سامنے پندرہویں صدی میں عثمانی برزخی اور جماعت المسلمین کے تکفیری فتنے یہیں پاکستان سے برآمد ہوئے اور عثمانی برزخی فرقے سے مزید منکرین حدیث کے فرقے نکل رہے ہیں جو کھلم کھلا احادیث اور اسلامی تعلیمات کا انکار کررہے ہیں اور ان عقائد کی باقاعدہ تبلیغ کررہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دُعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے شام میں ہمیں برکت دے، ہمارے یمن میں ہمیں برکت دے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے نجد میں بھی؟ نبی ﷺ نے پھر فرمایا: اے اللہ! ہمارے شام میں ہمیں برکت دے، ہمارے یمن میں ہمیں برکت دے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے نجد میں؟ (صحابی فرماتے ہیں) میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگ (دجال) طلوع ہوگا۔ (بخاری: ۷۰۹۴)

علامہ عینی حنفی شرح صحیح بخاری میں امام خطابی سے نقل کرتے ہیں کہ:

نجد من جهة المشرق و من كان بالمدينة كان نجده بادية العراق و نواحيها و هي مشرق أهل المدينة و أصل نجد ما ارتفع من الارض

نجد سے مراد مشرق کی طرف والا نجد ہے، جو آدمی مدینہ میں ہو تو اس کے لئے عراق اور اس کے اردگرد کا علاقہ نجد ہے وہی مدینہ والوں کا مشرق ہے۔ اصل میں نجد اس زمین کو کہتے ہیں جو بلند ہو۔ (عمدۃ القاری ۲۴ / ۲۰۰ ح ۷۰۹۴)

لہٰذا اس حدیث میں نجد سے مراد عراق ہے جو مدینہ سے بلندی پر واقع ہے اور جیسا کہ اوپر کی احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ یہاں نجد سے حجاز کا نجد مراد نہیں ہے کیونکہ فتنوں کی سرزمین کوفہ عراق ہے۔ اور حدیث اور تاریخ کے طالب علم اس بات سے بخوبی واقف ہیں۔ اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ خارجی و تکفیری فتنوں کا مقام ولادت مشرق کے علاقے ہوں گے اور نبی ﷺ نے ان پرفتن مقامات کے لئے دعا کرنے سے بھی اجتناب فرمایا اور وضاحت فرمادی کہ ان علاقوں میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور سب سے بڑا فتنہ دجال بھی یہیں سے نکلے گا۔ دجال کا مقام ولادت ایران کا شہر خراسان ہوگا۔ (سنن ترمذی: ۲۲۳۷، واسنادہ صحیح، وسنن ابن ماجہ: ۴۰۷۲، المختارہ: ۳۳، ۳۷۔ الصحیحہ: ۱۵۹۱)۔

گمراہ کرنے والے امام

(۱۱) عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ انما اخاف على امتي الائمة المضلين رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی اُمت پر خوف ہے گمراہ کرنے والے ائمہ (اماموں، پیشواؤں، راہنماؤں، قائدین) کا (کہ وہ میرے اُمتیوں کو گمراہ کریں گے) (ابوداؤد: ۴۲۵۲ وللفظ له، وسندہ صحیح۔ صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم:۲۸۸۹)۔

عن ابی هريرة يقول قال رسول الله ﷺ يكون في آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم من الاحاديث بما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم فإياكم و اياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: آخری زمانہ میں دجال (دھوکا دینے والے، جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانے والے) کذاب (جھوٹ بولنے والے، جان بوجھ کر غلط خبر دینے والے، حق و صحیح بات کو جھٹلانے والے، خلاف حقیقت بات کرنے والے) لوگ پیدا ہوں گے، وہ تمہارے پاس ایسی احادیث (نئی نئی باتیں) لائیں گے کہ جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباؤ اجداد نے۔ پس تم خود کو ان سے اور ان کو اپنے سے دُور رکھنا، تاکہ نہ تو وہ تمہیں گمراہ کر سکیں اور نہ ہی کسی فتنے میں مبتلا کر سکیں۔ (صحیح مسلم: المقدمۃ باب ۴، ح ۱۷/ ۷۸)۔

یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ جیسے جیسے قیامت قریب سے قریب تر ہوتی چلی جائے گی دنیا دجل و فریب کے ماہرین اور جھوٹے لوگوں سے بھرتی چلی جائے گی اور یہ لوگ اپنی فنکارانہ مہارتوں اور پرفریب اور خوش آئند باتوں سے لوگوں کو نہ صرف فتنے میں مبتلا کریں گے بلکہ گمراہ بھی کر دیں گے اور وہ لوگوں کو باور (ظاہر) کروائیں گے کہ اگر حق و صداقت کسی چیز کا نام ہے تو وہ انہی کے پاس ہے اور وہی حقیقی مسلم ہیں اور ان کے علاوہ دنیا میں کوئی بھی مسلم نہیں ہے۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۰ھ) نے اس ضمن میں بہت ہی عمدہ بات کہی، وہ فرماتے ہیں:

ان هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم

بے شک یہ (کتاب و سنت کا) علم، دین ہے پس جب تم اس کو حاصل کرو تو دیکھ لو کہ کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو؟ (صحیح مسلم، ترقیم دارالسلام: ۲۶)۔

(۱۳) سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے شر (فتنہ) کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

دعاة على أبواب جهنم من أجابهم إليها قذفوه فيها قلت يارسول الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا و يتكلمون بألسنتنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگ اس طرح گمراہی پھیلائیں گے کہ گویا وہ جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہیں اور جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا اسے جہنم میں گرا دیں گے (سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ان لوگوں کی کچھ صفات بیان فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہماری قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں گفتگو کریں گے۔ (صحیح بخاری: ۷۰۸۴، صحیح مسلم: ۱۸۴۷)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گمراہی کی طرف دعوت دینے والے اپنی ہی قوم کے لوگ ہوں گے لیکن تکفیری اور گمراہ فرقوں میں شامل ہونے کی وجہ سے جہنم کے داعی بن جائیں گے اور لوگوں کو قرآن و حدیث کی شاہراہ سے ہٹا کر انہیں نفس و شیطان کا بندہ بنا دیں گے۔

سید وقار علی شاہ صاحب جو ایک عرصہ تک جماعت المسلمین کی صف اوّل کے داعیوں میں سے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں دینی شعور عطا فرمایا تو پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں اس جماعت کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ اور اس طرح کی بہت سی متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ہر دور میں دین کے نام پر گمراہ کرنے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے، اپنے عقائد قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کریں گے لیکن قرآن و حدیث کی غلط تاویلات کر کے لوگوں کو گمراہ کریں گے اور اس طرح سے امت مسلمہ میں فتنہ، فساد، انتشار، تعصب، نفرت اور گمراہی پھیلا دیں گے۔ بظاہر بہت دین دار، دین کو سمجھنے اور اس کا علم رکھنے والے نظر آئیں گے اور اسی بنیاد پر لوگوں کی کم علمی اور دین سے محبت و عقیدت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے انہیں مرعوب کر کے اپنے جال میں پھانس لیں گے، لیکن دین ان کے حلق سے نیچے بھی نہیں اُترا ہو گا یعنی وہ صحیح طور پر نہ تو دین ہی پر عمل کر رہے ہوں گے اور نہ ہی انہیں دین کی صحیح سمجھ، شعور، فہم اور معرفت ہو گی''۔ (تحقیق مزید ص: ۱۰)۔

تنبیہ: سید وقار علی شاہ صاحب ایک فرقے سے نکل کر اب دوسرے فرقے میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور سخت تکفیری بن گئے ہیں۔ اوپر جو کچھ ہم نے نقل کیا ہے یہ تمام باتیں موصوف جماعت المسلمین کا رد کرتے ہوئے پوری تفصیل سے نقل کر چکے ہیں لیکن افسوس کہ عہدہ و شہرت کے لالچ کی وجہ سے ان حقائق کو جاننے کے باوجود بھی وہ دوسری تکفیری جماعت کے رکن بن گئے اور اس شعور کے بعد بھی کہ وہ تمام حقائق سے اچھی طرح واقف اور آگاہ ہیں اس کے علی الرغم بھی وہ اس دلدل میں دوبارہ کود گئے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ دنیا کی یہ شہرت اور چمک دمک عارضی اورفانی ہے۔اور ہمیشہ رہنے والا مقام صرف آخرت ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (القصص:۸۳)

آخرت کا یہ گھر ہم انہی لوگوں کو عنایت کرتے ہیں جو زمین میں بڑائی نہیں چاہتے، اور نہ فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔اور بہترین انجام تو متقین ہی کیلیے ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ موصوف پر حجت تمام ہو چکی ہے اور کل وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی بھی عذر پیش نہ کر سکیں گے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ وہ اس مہلت کو غنیمت جان کر جلد از جلد پلٹ جائیں ورنہ کل پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔اب معلوم ہوا ہے کہ موصوف اس جدید فرقے کے امیر بن چکے ہیں کیونکہ اس کے امیر اول بیمار ہو کر قومہ میں چلے گئے ہیں اور اس طرح سخت امتحان اور فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

موجودہ دور میں دو نوزائیدہ فرقے تکفیری میدان میں بہت ہی سرگرم ہیں جن میں سے ایک فرقہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کا ہے جسے برزخی عثمانی فرقہ کہا جاتا ہے۔یہ فرقہ عذاب قبر کا سخت منکر ہے لیکن لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اس بات کا بھی اقرار کرتا ہے کہ عذاب قبر حق ہے۔اس فرقہ کے بانی نے جہنم میں روح کے عذاب والی اور جنت میں روح کے راحت و آرام والی احادیث پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جنت و جہنم ہی اصل قبریں ہیں اور احادیث میں قبروں میں عذاب کی جو روایات آئی ہیں ان کی انتہائی بھونڈی تاویلات کر کے ان کا انکار کر دیا ہے کیونکہ اس کے مطابق قبروں میں عذاب و ثواب کو مان لینے سے قبر پرستی کے نظریئے کو تقویت ملتی ہے، جس کی تفصیل کے لئے دیکھئے ہماری کتاب ''الدین الخالص'' حصہ اول و دوم۔ والحمد للہ۔

دوسرا فرقہ جماعت المسلمین (رجسٹرڈ) ہے جس کے بانی مسعود احمد بی ایس سی ہیں اور اس کی تفصیل ہماری کتابوں ''الفرقۃ الجدیدۃ'' اور ''خلاصۃ الفرقۃ الجدیدۃ'' میں موجود ہے اور تیسرا فرقہ خلیفہ والی جماعت المسلمین کا ہے۔اس جماعت کے متعلق ہم یہاں کچھ باتیں ذکر کریں گے۔

بیعت کی بدعت

جیسے جیسے قیامت قریب آتی جا رہی ہے ویسے ویسے اُمت مسلمہ میں مختلف فتنوں اور فرقوں کی کثرت ہوتی جا رہی ہے اور ہر فرقہ اپنے خود ساختہ عقائد و نظریات کو درست ثابت کرنے کے درپے ہے۔کچھ عرصہ پہلے جماعت المسلمین کے نام سے مسعود احمد بی ایس سی نے ایک جدید فرقہ کی بنیاد رکھی اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرقہ جدیدہ کا نام اس نے جماعت المسلمین (رجسٹرڈ) رکھا۔ موصوف کے نزدیک کوئی شخص چاہے کتنا ہی صحیح العقیدہ اور نیک اعمال کا پیکر کیوں نہ ہو نیز وہ کسی جماعت یا فرقہ میں بھی شامل نہ ہو اور صرف قرآن وحدیث ہی پر عامل ہو لیکن اگر اس نے موصوف کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت المسلمین (رجسٹرڈ) میں شمولیت اختیار نہیں کی تو وہ شخص موصوف کے نزدیک غیر مسلم ہے۔ مسلم اور جماعت المسلمین کہلانے کے مستحق صرف وہی لوگ ہیں کہ جو موصوف کی رجسٹرڈ جماعت میں شامل ہیں۔ موصوف نے بھی خلفاء اور حکام کے سلسلہ میں آئی ہوئی احادیث کو (جن میں بیعت اور امیر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے) اپنی خودساختہ امارت اور کاغذی جماعت پر چسپاں کر دیا ہے۔ اور اس طرح وہ اپنے چاہنے والوں کے بے تاج بادشاہ بن بیٹھے۔ حالانکہ خلافت کی احادیث کو اپنی کاغذی تنظیم پر چسپاں کرنا گویا احادیث اور دین اسلام کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔ پھر لوگوں سے دین کے نام پر بیعت لینا سخت گمراہی اور بدعت ہے۔ اور بیعت والی بدعت پر اکثر باطل فرقوں کا عمل رہا ہے۔ ابھی اُمت مسلمہ اس فتنہ سے دوچار ہی تھی کہ اس نوعیت کا ایک دوسرا فتنہ ظہور پذیر ہوا۔ اس جدید فرقہ نے بھی اپنے فرقہ کا نام جماعت المسلمین رکھا۔ البتہ انہوں نے اپنے امیر کو امیر یا امام کے بجائے خلیفہ قرار دیا اور خلافت کے سلسلہ کی تمام احادیث کو اس خودساختہ خلیفہ پر چسپاں کر دیا۔ خلیفہ صاحب تو اب ٹونی بلیئر کے دیس لندن میں مقیم ہیں اور وہاں سے وہ اپنی خلافت کا جال پاکستان میں پھیلا رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح وہ تمام اہل اسلام کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرلیں گے اور سب کو متحد کر دیں گے اور اس طرح اختلاف و افتراق کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اگرچہ مخلص مسلمانوں کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان متحد و متفق ہو جائیں اور ہر جماعت بھی یہ دعویٰ کرتی چلی آئی ہے کہ وہ اپنے جھنڈے تلے تمام اہل اسلام کو متحد کریں گے۔ خلیفہ والی جماعت نے جس طریقہ سے اپنے خلیفہ کا انتخاب کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کا سلسلہ جاری کیا ہے یہ ایک انوکھی اور عجیب سی بات لگتی ہے کیونکہ دنیا کی تاریخ میں آج تک ایسا کوئی خلیفہ نہیں گذرا جو کہ مسند خلافت کے بغیر ہی خلیفہ بن گیا ہو اور اس کے لئے خلافت کی بیعت بھی لی جارہی ہو۔ اس سلسلہ میں انہیں خلفائے راشدین کے اسوۃ کی طرف دیکھنا ہوگا اس لئے کہ جب خلفائے راشدین کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تو وہ فوری طور پر تخت خلافت پر بھی براجمان ہو گئے تھے۔ یعنی خلافت پہلے ہی موجود تھی لہٰذا خلافت کی بیعت لینا درست عمل تھا اور یہاں نام نہاد خلیفہ کی جو بیعت لی جارہی ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ایک شخص کسی دکان سے کوئی ایسی چیز خریدنا چاہتا ہے کہ جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دکان میں موجود ہی نہیں ہے۔ بے اختیار خلیفہ کی حقیقت جاننے کے لئے "الحدیث" کے شمارہ نمبر ۲۲ کا مطالعہ فرمائیں اور اب ہم یہاں منکرین عذاب قبر پر گفتگو کرتے ہیں۔

حدیث رسول ﷺ پر ایمان لانا ایمانیات میں شامل ہے

عذاب قبر کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے اور باطل فرقوں کے علاوہ کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ اور جن فرقوں نے اس عقیدہ کا انکار کیا انہیں اس مقصد کے لئے احادیث کا بھی انکار کرنا پڑا ہے۔ حالانکہ احادیث صحیحہ کا انکار قرآن ہی کا انکار ہے۔ قرآن و حدیث دونوں وحی ہیں اور ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار وحی کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (الاعراف:۳)

"جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی اتباع کرو اور اس کے علاوہ دوسرے اولیاء کی اتباع نہ کرو مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو"۔

معلوم ہوا کہ اتباع صرف اس کی ہے جو رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اس کے سوا کسی اور کی اتباع ممنوع ہے۔ مگر اس نصیحت کو کم لوگ ہی مانتے ہیں۔ کیونکہ کوئی اپنے بڑوں کی اتباع و پیروی کرتا ہے اور کوئی اپنے خود ساختہ امام یا امیر کی۔ اور کوئی اپنے نفس کی اتباع کرتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد:۳۳)

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور (ان کی اطاعت سے منہ موڑ کر) اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو"۔

اللہ تعالیٰ یا رسول ﷺ میں سے کسی ایک کی اطاعت سے انکار اعمال کو ضائع (و برباد) کرنے کے مترادف ہے۔ اور اطاعت کے لحاظ سے دونوں اطاعتوں میں کوئی فرق نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:۸۰)

"جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی"۔

اور رسول اللہ ﷺ اپنے جی سے کوئی بات نہیں کہتے تھے بلکہ وہ جو فرماتے تھے وحی کی بناء پر فرمایا کرتے تھے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى (النجم: ۳-۴)
وہ (نبی ﷺ) اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے بلکہ ان کا بولنا تو وحی کی بناء پر ہے کہ جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔

ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ کی حیثیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
اور ہم نے آپ (ﷺ) پر ذکر نازل فرمایا ہے تاکہ جو کچھ ان کے لئے نازل کیا گیا ہے آپ (ﷺ) اس کی تشریح و وضاحت کر کے لوگوں کو بتا دیں اور تاکہ لوگ غور و فکر کریں''۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ قرآن کریم کے احکامات اور فرامین کی نبی ﷺ اپنے قول و عمل کے ذریعے تشریح و توضیح فرمانے پر مقرر کیے گئے تھے بلکہ آپ ﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے۔ چنانچہ سیدنا سعد بن ہشام رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اُمّ المؤمنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق خبر دیجیے؟ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کان خلقه القرآن یعنی آپ ﷺ کا خلق قرآن تھا۔ کیا تم نے قرآن کریم کا مطالعہ نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ''بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر فائز ہو''۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۹۱ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص: ۴۰۲)۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حکم فرمایا:

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ   اور نماز قائم کرو۔

اب نماز کس طرح قائم کی جائے اس کا مکمل طریقہ سیدنا محمد رسول ﷺ نے عملاً سکھایا یعنی استنجاء، وضو، نماز کی ادائیگی کا مکمل طریقہ، قیام، رکوع، سجود، قراءت، فرائض، نوافل، اذان، اقامت، پنج وقتہ نمازیں وغیرہ وغیرہ۔ غرض نماز کے ہر ہر مسئلہ کی تشریح و وضاحت نبی ﷺ نے قولاً و فعلاً فرما دی اور اُمت سے ارشاد فرمایا:

صلوا کما رأیتمونی اصلی
''نماز اس طرح پڑھو جیسا کہ مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو''۔ (بخاری ۱: ۶۳۱)۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَآتُوا الزَّكٰوةَ یعنی ''اور زکوٰۃ ادا کرو''۔

اب زکوٰۃ کب ادا کی جائے اور کتنے مال میں سے ادا کی جائے۔ اس کا مکمل طریقہ نبی ﷺ نے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث میں بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح دین کے دوسرے معاملات کی وضاحت بھی نبی ﷺ نے اپنے قول وعمل کے ذریعے فرمادی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ دین قرآن وحدیث کا نام ہے۔

اب اگر کوئی شخص اپنے کسی باطل عقیدہ کی وجہ سے کسی حدیث کا انکار کردے تو اس نے حدیث کا انکار کرکے گویا نبی ﷺ کے فرمان کا انکار کردیا اور فرمان رسول ﷺ کا انکار کرنے والا درحقیقت قرآن کا انکار کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو قرآن کریم کی من مانی تشریح بیان کریں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تشریح وتفسیر کی ذمہ داری نبی ﷺ ہی کے ذمے لگادی اور قیامت تک کسی کو بھی اس بات کا حق نہیں دیا کہ وہ قرآن کریم کی کوئی جدید تشریح بیان کرے۔ اور جو لوگ خوارج، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، مرجیہ، پرویز، عثمانی، مسعود، منکرین حدیث وغیرہ کی کسی تشریح پر راضی ہو چکے ہیں تو گویا انہوں نے قرآن کریم کا انکار کردیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کو بھی قرآن کی تشریح کا حق حاصل نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ حدیث کا انکار کرنے والے نہ صرف منکرین حدیث ہیں بلکہ وہ منکرین قرآن بھی ہیں اور جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم قرآن کریم کو تو مانتے ہیں لیکن حدیث کا انکار کرتے ہیں تو انہوں نے قرآن کریم کو بھی نہیں مانا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا (النساء:۱۵۰تا۱۵۲)

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر وایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لئے ہم نے وہ سزا مہیا کر رکھی ہے جو انہیں ذلیل وخوار کردینے والی ہوگی بخلاف اس کے جو لوگ اللہ اور اس کے تمام رسولوں کو مانیں اور ان کے درمیان تفریق نہ کریں، ان کو ہم ضرور ان کے اجر عطا کریں گے اور اللہ بڑا درگذر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے“۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسولوں کو ماننے کا مطلب یہی ہے کہ سب پر ایمان رکھا جائے اور ان میں سے کسی کے درمیان بھی تفریق نہ کی جائے یعنی اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کو مانتا ہوں لیکن رسولوں کا انکار کرتا ہوں تو یہ بھی ماننا نہ ہوا۔ اور کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں بعض رسولوں کو مانتا ہوں اور بعض کا انکار کرتا ہوں تو یہ بھی کھلا کفر ہے۔ اسی طرح کسی کا یہ دعویٰ کہ میں قرآن کریم کو تو مانتا ہوں لیکن حدیث رسول ﷺ کو نہیں مانتا تو واضح رہے کہ ایسا شخص قرآن کریم کا بھی انکاری ہے کیونکہ اس نے قرآن کریم کے حکم **واطیعوا الرسول** یعنی ''اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو'' کا انکار کر دیا ہے۔

کیا صحیح حدیث قرآن کے خلاف ہو سکتی ہے؟

بعض لوگ یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ فلاں حدیث قرآن کریم کی فلاں آیت سے ٹکراتی ہے یا اس کا مضمون قرآن کریم کے فلاں مضمون کے خلاف ہے تو یہ لوگ بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں اور حدیث کو قرآن کریم سے ٹکرانے والے فرق باطلہ ہی تھے۔ اور انہوں ہی نے یہ اصول وضع کئے تھے۔ واضح رہے کہ یہ باطل عقیدہ بھی شیعہ کا ہے چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی میں ہے:

فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ

''پس جو (حدیث) کتاب اللہ کے موافق ہو تو اسے لے لو اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو''۔ (اصول کافی ج ۱ ص: ۵۵)۔

اب اگر کوئی یہ اصول بیان کرے تو سمجھ لیں کہ وہ شیعہ مذہب کی تبلیغ کر رہا ہے۔ کیا امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہ دین سے اس قدر ناواقف تھے کہ انہوں نے قرآن کریم کے خلاف آئی ہوا احادیث کو اپنی اپنی کتابوں میں جگہ دی؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ احادیث قرآن کے خلاف نہیں ہیں بلکہ قرآن کریم کی توضیح و تفسیر بیان کرتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے:

''میرے بارے میں حدیثیں پھیل جائیں گی پس تمہارے پاس میری کوئی حدیث قرآن کے مطابق پہنچے تو وہ میری حدیث ہے اور تم تک میری طرف سے جو روایت قرآن کے مخالف پہنچے تو وہ میری حدیث نہیں ہے'' (الرد علی سیر الاوزاعی ص ۲۴، ۲۵)۔

اس روایت میں ایک راوی ابو جعفر عبداللہ بن منصور الہاشمی کذاب ہے۔ لہٰذا یہ روایت موضوع اور جھوٹی ہے۔ اور یہ کتاب بھی امام ابو یوسف سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماہنامہ الحدیث حضرو شمارہ نمبر ۲۸، صفحہ ۲۰، ۲۱۔ نیز اس مضمون کی دیگر روایات کا بھی یہی حال ہے۔ یعنی سب کی سب جھوٹی اور من گھڑت ہیں منکر حدیث تمنا عمادی جس نے مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء کو رحمۃ اللہ علیہ تک لکھا ہے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (انتظار مہدی و مسیح علیہ السلام ص ۲۲۳) یعنی مہدی اور مسیح علیہ السلام کے سلسلہ میں آئی ہوئی بخاری و مسلم تک کی روایات موصوف کے نزدیک ناقابل اعتبار ہیں اور یہ من گھڑت اور جھوٹی روایت موصوف کا زبردست سہارا ہے۔ ویا للعجب۔

اور اس کتاب کا ابتدائیہ لکھنے والے نظام الدین خان نے اس روایت پر بخاری کا حوالہ پیش کیا تھ اور بعد کی اشاعت میں اس نے بخاری کا حوالہ غائب کر دیا اور اس کی جگہ الرد علٰی سیر الاوزاعی کا حوالہ پیش کر دیا۔ لیکن اس کا اصرار ہے کہ یہ روایت بھی بخاری میں بھی تھی۔ گویا موصوف کے نزدیک بھی صحیح بخاری ایسی مقدس کتاب ہے کہ اگر یہ روایت بخاری میں ہوتی تو موصوف کا زبردست سہارا ہوتی۔

جو لوگ حدیث کو قرآن مجید کے خلاف قرار دیتے ہیں اُن کو سمجھانے کے لئے ایک مثال پیش کی جاتی ہے:

مثال کے طور پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ تم پر تو حرام کیا گیا ہے مردہ (البقرہ: ۱۷۳)

نیز ملاحظہ فرمائیں المائدہ: ۳، الانعام: ۱۴۵، اور النحل: ۱۱۵۔

قرآن کریم کی اس آیت سے واضح ہوا کہ مردہ (یعنی جو حلال جانور اپنی طبعی موت مر جائے) حرام ہے۔ اور اب کسی بھی مردہ کو کھانے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ وہ حرام ہے۔ لیکن حدیث میں ہے:

ھو الطھور ماءہ والحل میتتہ

(رواہ مالک والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ والدارمی مشکاۃ المصابیح حدیث: ۴۷۹۔ وسندہ صحیح)

سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا "مردہ" (مچھلی) حلال ہے"۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مچھلی اگرچہ مردہ ہے لیکن اس کا کھانا حلال ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ حدیث قرآن کریم کے خلاف ہے لیکن قرآن و حدیث میں بظاہر تضاد ہوگا تو ان میں تطبیق دی جائے گی۔ یعنی اگرچہ ہر مردہ حرام ہے لیکن مچھلی مردہ ہونے کے باوجود بھی حلال ہے کیونکہ یہ ایک استثنائی صورت ہے اور دیکھا گیا ہے کہ منکرین عذاب القبر اور منکرین حدیث بھی اس "مردہ" کو مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احلت لنا میتتان و دمان المیتتان الحوت و الجراد و الدمان الکبد و الطحال (مسند احمد: ۲/ ۹۷، ابن ماجہ، دارقطنی، مشکوۃ المصابیح باب ما یحل اکلہ و ما یحرم حدیث نمبر ۴۱۳۲۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وقال الاستاذ حافظ زبیر علی زئی صحیح۔ وقال الالبانی: اسنادہ جید۔ وقال الشیخ شعیب الارنووط: حدیث حسن۔ (مسند الامام احمد بن حنبل مع الموسوعہ الحدیثیہ ج:۱۰ صفحہ: ۱۶، ۱۷)

ہمارے لئے دو مردے اور دو خون حلال کئے گئے ہیں یعنی مچھلی اور ٹڈی اور جگر اور تلی۔

سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات یا چھ جہاد ایسے کئے ہیں کہ جس میں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹڈیاں کھائی ہیں۔ (بخاری کتاب الذبائح والصید باب ۱۳ اکل الجراد حدیث نمبر ۵۴۹۵)۔

مچھلی سمندر کا جانور ہے جبکہ ٹڈی خشکی کا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خشکی کے اس ''مردہ'' کو بھی کھایا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ قرآن و حدیث پر سچے دل سے ایمان رکھا جائے اور ان پر شک وشبہ نہ کیا جائے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (الحجرات: ۱۵)

''حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے لوگ ہیں''۔

احادیث کے متعلق اگر ذرا بھی ایمان متزلزل ہو جائے تو پھر گویا اس شخص کا پورا اسلام ہی مشکوک ہو جائے گا اور جو لوگ انکار حدیث کی تبلیغ کر رہے ہیں تو وہ اس سلسلہ میں یہود و نصاریٰ اور دشمنانِ اسلام کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہوئے ہیں اور یا وہ اسلام کی پابندیوں سے جان چھڑانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مردم شماری میں ان کا نام مسلمانوں کی لسٹ میں بھی رہے اور دوسری طرف وہ اسلام کی پابندیوں سے بھی آزاد رہیں۔

بعض لوگ یہ بے بنیاد پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں کہ احادیث دراصل عجمی سازش ہیں حالانکہ اس دور کے محدثین میں سے بعض عجمی ہونے کے باوجود بھی عربی زبان پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور پھر وہ انتہائی مخلص اور سچے مسلمان تھے۔ جبکہ موجودہ دور کے منکرین حدیث کے دین و ایمان کا بھی کچھ پتہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ پھر یہ خود بھی عجمی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی قبیلہ قریش سے تعلق نہیں رکھتا۔ لہٰذا اصلی عجمی سازشی یہی لوگ ہیں۔

اختلافات کے حل کا قرآنی اصول

جب کسی مسئلہ میں لوگوں کے درمیان اختلاف ونزاع ہو جائے اور لوگ اس مسئلہ کے متعلق مختلف آراء و نظریات رکھتے ہوں تو ایسی صورت میں اس کے حل کی کیا صورت ہوگی؟ اس کا جواب قرآن کریم نے اس طرح دیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء:۵۹)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے"۔

معلوم ہوا کہ جب بھی کسی مسئلہ میں اہل اسلام کے درمیان اختلاف ہوگا تو اس کے حل کی صورت یہ ہوگی کہ اس مسئلہ کا حل قرآن وحدیث سے دریافت کیا جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قرآن و حدیث کو حکم قرار دیا ہے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان کا دعویدار ہے تو وہ اختلافی مسائل کا حل قرآن وحدیث ہی میں تلاش کرے گا۔ بصورت دیگر ایسے شخص کا دعویٰ ایمان ہی مشکوک ہے۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ مختلف فرقے اختلافی مسئلہ کا حل قرآن وحدیث کے بجائے اپنی منظورِ نظر شخصیات سے حاصل کرتے ہیں۔ اور جو حل انہیں اپنے امام، اپنے قائد اور اپنے امیر جماعت سے مل جائے تو وہ اسے قبول کرتے ہیں اور قرآن وحدیث کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ حنفی اپنے امام کی بات کو حرفِ آخر سمجھتا ہے اور احادیث صحیحہ کو خاطر میں لانے کے لئے تیار نہیں۔ اسی طرح مالکی اپنے امام، شافعی اپنے امام، حنبلی اپنے امام، خوارج، معتزلہ، جہمیہ، مرجیہ، پرویزی، عثمانی، مسعودی وغیرہ اپنے اپنے بانی وامام کی بات کو حجت اور حرفِ آخر سمجھتے ہیں اور وہ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ کی بجائے فَرُدُّوْهُ اِلَى الْاِمَامِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا اِلَى الْاَمِيْرِ الْجَمَاعَةِ پر عمل پیرا ہیں۔علی ھذا القیاس اسی طرح ایک عثمانی کے سامنے جب عذاب قبر کی صحیح احادیث پیش کی جاتی ہیں تو وہ نبی ﷺ کے ان ارشادات کو ڈاکٹر عثمانی کے کہنے پر رد کر دیتا ہے۔ گویا ڈاکٹر عثمانی کی شخصیت اس کے لئے حجت و دلیل بن چکی ہے اور نبی ﷺ کی شخصیت اس کی نگاہ میں اپنا مقام کھو چکی ہے۔اس طرزِ عمل کو اب کیا نام دیا جائے اور کس کفر یا شرک۔سے اسے تعبیر کیا جائے۔کیا نبی ﷺ کے ارشادات کا انکار کر کے کوئی شخص مومن رہ سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء:٦٥)

''پس نہیں اے محمد (ﷺ) تمہارے رب کی قسم! یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سربسر تسلیم کر لیں''۔

ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو اختلافی مسائل میں حکم نہ ماننے والا ایمان سے خارج ہے چاہے وہ اپنے آپ کو لاکھ مسلم یا توحیدی کہے۔

اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد، آپ کی حدیث اختلافی مسائل میں حکم کا درجہ رکھتی ہے۔اور صحیح حدیث کے جاننے کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس حدیث میں شک وشبہ کا اظہار کرتا ہے یا اس حدیث کو اپنی رائے کے خلاف سمجھتے ہوئے جھٹلا دیتا ہے یا اپنی تنظیم کے امیر کی بات اور رائے کو حدیث پر مقدم سمجھتا ہے تو بس سمجھ لیں کہ یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے اور اس کا دعویٰ ایمان جھوٹا ہے چاہے وہ اپنے آپ کو لاکھ توحیدی اور مسلم کہے، کیونکہ وہ اپنے دعویٰ ایمان میں غلط ثابت ہو چکا ہے۔اور اب یہ صرف دکھاوے کے لئے مسلم بنا ہوا ہے۔اور حقیقتاً یہ اپنی کسی محبوب شخصیت کے عقائد ونظریات کا گرویدہ ہو چکا ہے اور قرآن وحدیث اس کے سامنے اب ثانوی حیثیت اختیار کر چکے ہیں بھلا ہدایت کی راہ واضح ہو جانے کے بعد بھی جو شخص راہِ ہدایت کو اختیار نہ کرے بلکہ اپنی یا اپنی کسی محبوب شخصیت کی رائے پر مصر ہو تو ایسا شخص ایمان والا کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:١١٥)

''اور جو شخص رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اور اہل ایمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے راستہ کے سوا کسی دوسرے راستہ پر چلے تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین جائے قرار ہے"۔

قرآن وحدیث کی راہ ہدایت ہے اور اس راہِ ہدایت پر چلنا ہر مسلم پر لازم ہے لیکن جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد یعنی حدیث رسول ﷺ معلوم ہو جانے کے بعد بھی آپ ﷺ کے فرمان کو ترک کر دیتا ہے تو وہ رسول ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے اور مومنین یعنی صحابہ کرام کے راستے کو چھوڑ کر کسی دوسری راہ پر چل پڑا ہے تو اس کا انجام ظاہر ہے یعنی جہنم کے سوا اس کا اور کون سا ٹھکانہ ہو سکتا ہے؟ اس آیت سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہدایت ہے اور اس کی مخالفت جہنم میں جانے کا سبب ہے۔

اور پھر جو شخص آپ کے ایک فرمان کا نہیں بلکہ احادیثِ متواترہ کا عملاً انکاری ہو۔ کیونکہ عذاب قبر کے سلسلہ میں اس قدر احادیث مروی ہیں کہ جو لاتعداد ہیں۔ ان تمام احادیث کا انکاری مومن کیسے ہو سکتا ہے؟ فاعتبروا یااولی الابصار۔

اور جو شخص احادیث رسول ﷺ کا انکار اپنی رائے سے کرے اور اپنی رائے کو قرآن وحدیث پر مقدم سمجھے تو ایسے شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ

پھر کیا تم نے اس شخص کا حال بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ (معبود) بنا لیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اللہ کے بعد اب کون اسے ہدایت دے گا؟ کیا تم لوگ کوئی سبق نہیں لیتے۔

قرآن وحدیث راہ ہدایت ہے اور اس راہ پر چلنا ہر مسلم پر لازم ہے لیکن جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد یعنی قرآن وحدیث کے دلائل معلوم ہو جانے کے باوجود اس دلیل کو نہیں مانتا اور سنت کی دلیل معلوم ہو جانے کے بعد بھی سنت کو ترک کر دیتا ہے تو وہ رسول ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے اور مومنین یعنی صحابہ کرام کے راستے کو چھوڑ کر کسی دوسری راہ پر چل پڑا ہے تو اس کا انجام ظاہر ہے یعنی جہنم کے سوا اس کا اور کونسا ٹھکانہ ہو سکتا ہے؟ اس آیت سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہدایت ہے اور اس کی مخالفت جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ اور ایسا شخص مشرک بھی ہے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مقابلے میں کسی دوسری شخصیت کو حجت ودلیل مان لیا ہے:

أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُاْ شَرَعُواْ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ ٱلْفَصْلِ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (الشوریٰ:۲۱)

کیاان کے لئے دوسرے ایسے شریک بھی ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین میں سے وہ کچھ مقرر کیا ہے کہ جس کا اللہ نے انہیں حکم نہیں دیا؟

معلوم ہوا کہ ایسا شخص مشرک بھی ہو چکا ہے چاہے وہ اپنے آپ کو لاکھ توحیدی کہتا رہے کیونکہ وہ شرک کی ایسی دلدل میں پھنس چکا ہے کہ جس سے نکلنا اُس کے لئے بہت مشکل ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (النور:۶۳)

پس جولوگ رسول (ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو (کسی ناگہانی) آفت یا دردناک عذاب کے نازل ہونے سے ڈرنا چاہیئے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے منکرین ضرور کسی فتنہ اور عذاب الیم میں مبتلا ہوں گے۔ اس مضمون کی دیگر آیات بھی موجود ہیں لیکن ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

عقیدہ عذاب القبر

احادیث رسول ﷺ پر سچا ایمان لانے کے بعد اب جو شخص بھی ان احادیث کا مطالعہ کرے گا تو وہ اس حقیقت کو پالے گا کہ قبر کا عذاب ایک حقیقت ہے۔ عذاب القبر کا تعلق چونکہ مشاہدے سے نہیں بلکہ اس کا تعلق ایمان بالغیب سے ہے اس لئے کہ حواس اس کا ادراک نہیں کرسکتے۔ بس یوں سمجھ لیں کہ جیسے فرشتوں، جنات، جنت وجہنم کو ہم اللہ اور رسول ﷺ کے کہنے سے تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح عذاب القبر کو بھی ہمیں تسلیم کرلینا چاہیے کیونکہ عذاب القبر کے متعلق بے شمار احادیث صحیحہ موجود ہیں جو درجہ تواتر تک پہنچتی ہیں اور ان احادیث کا انکار گویا قرآن کریم کے انکار کے مترادف ہے۔

احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ مرنے کے بعد جب میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اُس کے پاس دوفرشتے آتے ہیں اور اسے قبر میں اُٹھا کر بٹھاتے ہیں اور پھر اس سے سوالات پوچھتے ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مومن ان سوالوں کا صحیح جواب دیتا ہے چنانچہ اس کے لئے جنت کو پیش کیا جاتا ہے اور قیامت تک اسے قبر میں راحت و آرام حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ کافر و مشرک و منافق ان سوالوں کے جواب نہیں دے سکتا تو اس پر جہنم پیش کی جاتی ہے اور قیامت قائم ہونے تک اسے قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ اس عقیدہ کا ذکر کتاب و سنت کے تمام علماء کرام نے ہر دور میں اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے اور اس عقیدہ کے انکاری کو کافر قرار دیا ہے مگر باطل فرقوں نے ہر دور میں اہل حق کا مقابلہ کیا اور اس صحیح عقیدہ سے کیڑے نکالنے شروع کر دیئے۔ اور اسے غلط ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اپنے باطل عقائد و نظریات کی تائید کے لئے قرآن کریم کی آیات سے بھی غلط استدلال کیا۔ لیکن علماء حق نے قرآن و حدیث کے ٹھوس دلائل پیش کر کے ان کے مغالطوں کو صاف کیا اور اس مسئلہ کو اظہر من الشمس کیا۔

عذاب القبر کیا ہے؟ عذاب القبر کی حقیقت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک تشہد کے لئے بیٹھے تو اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں سے پناہ طلب کرے اور اس طرح کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ

اے اللہ! میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں عذاب جہنم سے اور عذاب قبر سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد باب ما یستعاذ منہ فی الصلاۃ حدیث نمبر ۵۸۸)۔

اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: (صحیح بخاری کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام (۸۳۲) مسلم ایضاً (۳۲۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے تھے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم ایضاً ۵۹۰، مشکاۃ المصابیح کتاب الصلوۃ باب الدعاء فی التشھد)۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر بدکا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو ان چار چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا تھا۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح)۔ یہ روایت آگے آ رہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث میں چار چیزوں سے پناہ مانگنے کی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ خاص طور پر نماز کے آخر میں عذاب جہنم اور عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کے جنازہ پر ایک دعا پڑھی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

واعذہ من عذاب القبر و من عذاب النار (مسلم: ۹۶۳)

اے اللہ اسے عذاب قبر سے اور عذاب جہنم سے بچا (محفوظ رکھ)۔

اوپر کی حدیث میں نبی ﷺ نے جن چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ان کی تعداد آپ نے چار بیان کی ہے اور ظاہر بات ہے کہ یہ چاروں چیزیں ایک دوسرے سے بالکل الگ الگ ہیں۔ اس وضاحت سے بھی یہ حقیقت ثابت ہوگئی کہ عذاب جہنم الگ اور عذاب قبر الگ الگ دو حقیقتیں ہیں۔ یہ امر قابل غور اور قابل توجہ ہے کہ جو لوگ عذاب جہنم کو عذاب قبر ثابت کرنے کے درپے ہیں انہیں اس بات پر غور و تدبر کرنا چاہیئے کہ اگر یہ ایک ہی عذاب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دو عذاب کیوں قرار دیا؟ نبی ﷺ تو وحی کے بغیر کلام نہیں فرمایا کرتے تھے اور جب آپ ﷺ انہیں الگ الگ عذاب قرار دے رہے ہیں تو پھر آپ کی منشاء کے خلاف اگر کوئی دو کو ایک قرار دے گا تو اس طرح آپ کی مخالفت لازم آئے گی اور آپ کی مخالفت کرنے والے کا جو انجام ہوگا اسے اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے:

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء: ۱۱۵)

اور جو شخص رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اور اہل ایمان کے راستہ کے سوا کسی دوسرے راستہ پر چلے تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین جائے قرار ہے۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

پس اے محمد (ﷺ) آپ کے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں (النسا: ۶۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روح کے قبض ہونے اور قبر کے سوال و جواب کے بعد کافر و منافق اور نافرمان کی روح کو جہنم میں داخل کر دیا جاتا ہے جہاں وہ عذاب سے دوچار ہوتی رہتی ہے۔ یہی عذاب جہنم ہے اور اس کی میت کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے اور یہ عذاب قبر ہے۔ اور جب قیامت قائم ہوگی تو عذابِ قبر ختم ہو جائے گا اور صرف عذابِ جہنم باقی رہ جائے گا۔ نبی ﷺ کا ان دونوں عذابوں سے پناہ مانگنا واضح کرتا ہے کہ یہ دونوں عذاب الگ الگ ہیں لیکن بعض کوتاہ فہموں نے عذاب جہنم کی احادیث ذکر کر کے اسے ہی عذاب قبر کہنا شروع کر دیا اور قبر کے عذاب کا بالکل انکار کر دیا۔ جبکہ عذاب جہنم کا تعلق روح کے ساتھ اور عذاب قبر کا تعلق میت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور احادیث اس سلسلہ میں بالکل واضح ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی ان دعاؤں سے بھی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے۔

عذاب القبر کا تذکرہ قرآن مجید میں

۱) اللہ تعالیٰ کافروں اور مشرکوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (الانعام: ۹۳)

’’کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جبکہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ لاؤ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائیگا جو تم اللہ پر تہمت لگا کر ناحق بکا کرتے تھے اور اسکی آیات کے مقابلے میں سرکشی دکھاتے تھے‘‘۔

موت کے بعد سے قیامت کے دن تک جو عذاب اللہ کے نافرمان بندوں کو دیا جائے گا اسی کا نام عذاب القبر ہے۔ مرنے کے بعد میت کو عموماً زمین میں ہی گڑھا کھود کر دفن کر دیا جاتا ہے اور پھر قیامت کے قائم ہونے تک نافرمانوں کو قبر کے اندر عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے لہٰذا اسی مناسبت سے اس عذاب کو عذاب القبر کا نام دیا گیا ہے۔

حالانکہ عذاب کا یہ سلسلہ حالت نزع ہی سے جب کہ میت ابھی چارپائی پر ہوتی ہے شروع ہو جاتا ہے اور فرشتے اس کے چہرے اور پیٹھ پر ضربیں لگانی شروع کر دیتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ اس عذاب کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کوئی حصہ دنیا والوں پر ظاہر کر دیتا تو پھر چارپائی نظر آتی اور نہ ہی اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے لوگ دکھائی دیتے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس عذاب کا تعلق غیب کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ زندہ انسانوں کے سامنے ابھی اسے ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ لہٰذا عموم بلوہ کی وجہ سے اس عذاب کا نام نبی ﷺ نے عذاب قبر رکھا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک شخص ہسپتال میں لوگوں کا علاج کرتا ہے تو لوگ اسے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں اب یہی شخص نماز پڑھے تو لوگ کہتے ہیں کہ ''ڈاکٹر صاحب نماز پڑھ رہے ہیں'' حالانکہ نماز پڑھتے ہوئے یہ شخص ڈاکٹری کا کوئی کام نہیں کر رہا ہوتا۔ اب تو اسے نمازی صاحب کہنا زیادہ مناسب تھا لیکن اس شخص کو کوئی عمل کرتے ہوئے کوئی شخص بھی دیکھے گا تو وہ بے ساختہ یہی کہے گا کہ ڈاکٹر صاحب فلاں کام کر رہے ہیں۔ اس مثال سے واضح ہوا کہ اس شخص کا نام ''ڈاکٹر'' عموم بلوہ کی وجہ سے پڑ گیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین کرام رحمہم اللہ نے بھی یہ اور اس طرح کی دیگر آیات کو عذاب قبر کے باب میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ عذاب قبر کا باب یوں قائم کرتے ہیں:

باب ما جاء فی عذاب القبر و قوله تعالیٰ .... وہ (آیات و احادیث) جو عذاب قبر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اسی آیت کو عذاب قبر کے سلسلہ میں بیان کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا خاص طور پر ذکر ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ موصوف کا دعویٰ ہے کہ وہ امام بخاری و امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں جبکہ دلائل سے ثابت ہوگا کہ موصوف امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی کیا کسی بھی محدث کے ساتھ نہیں ہیں بلکہ موجودہ دور میں انہوں نے باطل فرقوں کے بوسیدہ دلائل میں پھر سے جان ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

(۲) دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (الانفال:۵۰)

''کاش تم اس حالت کو دیکھ سکتے جبکہ فرشتے کافروں کی روحیں قبض کر رہے ہوتے ہیں وہ ان کے چہروں اور ان کے کولہوں پر ضربیں لگاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں ''لو اب جلنے کی سزا بھگتو''۔

(۳) اسی طرح کا مضمون سورۃ محمد میں بھی ہے:

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ (محمد:۲۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''پھر اس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے''۔

(۴) ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (المؤمن:۴۵،۴۶)

''اور آل فرعون خود بدترین عذاب کے پھیر میں آ گئے جہنم کی آگ ہے جس پر وہ صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہو جائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کردو''۔

(۵) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کو بھی عذاب قبر کے باب میں بیان کیا ہے۔فرعون جس کی لاش اللہ تعالیٰ نے عبرت کے لئے محفوظ فرمادی ہے:

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (یونس:۹۲)

''پس آج ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لئے نشانی بنے اگرچہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون کی لاش کو عبرت کے لئے محفوظ فرمادیا جیسا کہ مرتد کاتب وحی جسے زمین نے اپنے اندر جگہ نہیں دی اور دفن کے بعد زمین نے اسے باہر اُگل دیا تھا (صحیح بخاری)۔

اب اگرچہ ان لاشوں پر عذاب کے کوئی اثرات ہمیں نظر نہیں آتے جیسا کہ قبض روح کے وقت مرنے والے پر عذاب یا پٹائی کا کوئی اثر ہم نہیں دیکھتے اور عذاب قبر کی واضح احادیث جن میں دفن کے بعد میت کے مبتلائے عذاب ہونے کا ذکر موجود ہے (اور جن کا بیان تفصیل سے عنقریب کیا جائے گا ان شاء اللہ العزیز) لیکن ان تمام معاملات کا تعلق پردہ غیب سے ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔اس آیت میں آل فرعون صبح و شام جس آگ پر پیش کئے جا رہے ہیں وہی عذاب قبر ہے جس میں اجسام (میتوں) کو آگ پر پیش کیا جا رہا ہے جبکہ روحیں اول دن سے جہنم میں داخل ہو کر سزا بھگت رہی ہیں۔اور قیامت کے دن وہ جس اشد العذاب میں داخل ہوں گے اس سے جہنم کا عذاب مراد ہے جس میں وہ روح و جسم دونوں کے ساتھ داخل ہوں گے۔کیونکہ قیامت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دن عذاب قبر ختم ہو جائے گا اور صرف عذاب جہنم باقی رہ جائے گا۔

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ (التوبۃ:۱۰۱)

عنقریب ہم انہیں دوہرا عذاب دیں گے، پھر انہیں بڑے عذاب کے لئے (جہنم کی طرف) لوٹایا جائے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کو بھی عذاب قبر کے باب میں بیان کیا ہے اس آیت میں دوہرے عذاب سے دنیا اور پھر قبر کا عذاب مراد ہے۔ اور عذاب عظیم سے قیامت کے دن کا عذاب مراد ہے۔

(۶) قوم نوح کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا

''اپنے گناہوں کے سبب سے وہ غرق کر دیئے گئے پھر (جہنم کی) آگ میں داخل کر دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا انہوں نے اپنے لئے کوئی بھی مددگار نہ پایا''۔(نوح:۲۵)

اس آیت سے واضح ہوا کہ قوم نوح غرق ہوتے ہی جہنم کی آگ میں داخل ہوگئی اور عذاب کا سلسلہ ان پر جاری ہوگیا۔

(۷) سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام کی بیویوں نے ان پیغمبروں کی بات نہ مانی اور کفر پر مر گئیں۔ چنانچہ موت کے وقت ان سے کہا گیا: وَقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ اور ان سے کہا گیا کہ تم دونوں جہنم میں داخل ہو جاؤ داخل ہونے والوں کے ساتھ (التحریم:۱۰)

(۸) اہل السنۃ والجماعۃ کا عذاب قبر کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ عذاب جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد روح جنت یا جہنم میں داخل کر دی جاتی ہے جبکہ جسم اپنی قبر میں عذاب یا ثواب سے ہمکنار ہوتا رہتا ہے اور یہی عقیدہ کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ اس لئے کہ اگر روح جسم میں واپس آ جائے تو پھر یہ عذاب مردہ کو نہیں بلکہ زندہ کو ہوا جبکہ احادیث صحیحہ وضاحت کرتی ہیں کہ عذاب قبر میت (مردہ) کو ہوتا ہے۔ البتہ سوال وجواب کے لئے میت کی طرف روح کو کچھ دیر کے لئے لوٹایا جاتا ہے اور یہ ایک استثنائی حالت ہے اور روح کے لوٹ جانے کی وہ کیفیت نہیں ہوتی جو دنیا میں تھی بلکہ یہ اعادہ دنیا کے اعادہ کی طرح نہیں ہوتا جیسا کہ عقیدہ طحاویہ کے شارح نے ذکر فرمایا ہے۔

سورۃ نوح کی آیت ۲۵ سے معلوم ہوا کہ پانی میں جسم غرق ہوئے اور جہنم میں جسموں کو نہیں بلکہ ان کی روحوں کو داخل کیا گیا۔ البتہ جسم بھی روح کے ساتھ عذاب میں شریک ہیں۔ جیسا کہ عذاب قبر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث سے یہ مسئلہ واضح ہے اور ہمارے لئے عذاب کے ان اثرات کو دیکھنا اور محسوس کرنا ناممکن ہے کیونکہ یہ غیب کا معاملہ ہے جسے حواس محسوس کرنے سے قاصر ہیں۔

راحت قبر کے متعلق بھی چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر:۲۷۔۳۰)۔

''اے نفس مطمئن: چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔شامل ہو میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میت سے اس طرح کا خطاب موت کے وقت کیا جاتا ہے۔ملاحظہ فرمائیں: (مسند احمد (۲/ ۳۶۴)، سنن النسائی کتاب الجنائز: ۱۸۳۳، صحیح ابن حبان رقم ۳۰۰۳، مستدرک لامام حاکم (۱/ ۳۵۲، ۳۵۳)۔

(۹) سورۃ یٰسین میں ایک مردمؤمن کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس نے پیغمبروں کی حمایت کی اور اپنی قوم کے سامنے اپنے ایمان کا برملا اظہار کیا اور جس کی پاداش میں اسے شہید کر دیا گیا۔آگے ارشاد ہوتا ہے:

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (یٰسین:۲۷۔۲۸)

''اُس شخص سے کہا گیا کہ ''جنت میں داخل ہو جاؤ'' اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے باعزت لوگوں میں کر دیا''۔

(۱۰)

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (سورۃ النحل:۳۲)

وہ پاک (صالح) لوگ کہ جن کی روحیں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام علیکم (تم پر سلام ہو) تم جو عمل کرتے رہے ہو ان کے بدلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قبض ارواح کے بعد ہی ارواح کو جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔تلک عشرۃ کاملۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوپر جو آیات نقل کی گئی ہیں ان کے انداز سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عذاب وثواب میں پورا انسان یعنی جسم اور روح دونوں شریک ہیں۔

قرآن کریم کی ان آیات کو سلف صالحین نے ثواب و عذاب قبر کے سلسلہ میں پیش فرمایا ہے۔

عذاب قبر کی واضح اور مکمل تفصیلات احادیث صحیحہ میں بیان کی گئی ہیں۔

قبر کا حقیقی مفہوم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے

قرآن کریم کی طرح احادیث میں بھی قبر کا لفظ اسی ارضی قبر کے لئے استعمال کیا گیا ہے اگر ہم صرف صحاح ستہ ہی کی احادیث نقل کریں تو مضمون کافی طویل ہو جائے گا لہٰذا ہم عثمانی صاحب کی کتاب "یہ قبریں یہ آستانے" ہی سے چند احادیث نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں

عن جندب رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی ﷺ یقول الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیاءھم و صالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھا کم عن ذالک (مشکوۃ ص:۶۹ (رواہ مسلم)

جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگو! کان کھول کر سن لو کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں، انہوں نے اپنے انبیاء اور اپنے اولیاء کی قبروں کو عبادت گاہ اور سجدہ گاہ بنایا تھا۔ سنو! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں اس فعل سے تم کو منع کرتا ہوں۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال نھی رسول اللہ ﷺ ان یجصص القبر و ان یبنی علیہ وان یقعد علیہ (رواہ مسلم۔ مشکوۃ ص:۱۴۸)

جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ قبر کے اوپر کوئی عمارت بنائی جائے یا قبر پر بیٹھا جائے۔ (مسلم)۔

عن ثمامۃ بن شفی قال کنا مع فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ بارض روم بر ودس فتوفی صاحب لنا فامر فضالۃ بقبرہ فسوی ثم قال سمعت رسول اللہ ﷺ یامر بتسویتھا (مسلم)

ثمامہ بن شفی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ارض روم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جزیرہ رودس (Rhodes) میں تھے کہ ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوگیا۔ فضالہ رضی اللہ عنہ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان کی قبر کو برابر کردیں پھر فرمایا کہ میں نے نبی کو ایسا ہی حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔ (مسلم جلد ص ۳۱۵ مصری)۔

عن ابی الھیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثك علی ما بعثنی علیه رسول الله ﷺ ان لا تدع تمثالا الا طمسته ولا قبرا مشرفا الا سویته (رواہ مسلم)

ابوالہیاج اسدی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالہیاج کیا میں تم کو اس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کام کے لئے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اور وہ کام یہ ہے کہ جاؤ اور جو تصویر تم کو نظر آئے اس کو مٹا دو اور جو قبر اونچی ملے اسے برابر کردو۔ (مشکوۃ ص ۱۴۸، مسلم)۔

(بحوالہ یہ قبریں آستانے ص ۲، ۵، ۶)

ان احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ قبروں سے مراد یہی ارضی قبریں ہیں اور کتاب کا نام ''یہ قبریں یہ آستانے'' بھی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ''یہ قبریں'' میں یہ اسم اشارہ قریب کے لئے ہے جو انہیں ارضی قبروں کی طرف اشارہ کررہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ موصوف نے یہ کتابچہ بھی قبر پرستی کے خلاف ہی لکھا ہے۔ عوام انہی قبروں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور وہاں جاکر نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں، کوئی شخص بھی کسی برزخی قبر پر یہ سب کچھ کرنے کے لئے نہیں جاتا۔

عذاب القبر کا ذکر احادیث نبویہ ﷺ میں

عذاب قبر کے سلسلہ میں بے شمار احادیث موجود ہیں جن میں سے ہم صرف چند ہی احادیث کا یہاں ذکر کرتے ہیں اور مزید تفصیل ہماری مفصل کتاب ''الدین الخالص پہلی قسط اور دوسری قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

① **پہلی حدیث:** سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آیت:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے قول ثابت کے ذریعے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی''۔ (ابراہیم: ۲۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت عذاب القبر کے بارے میں نازل ہوئی۔ (قبر میں میت سے) کہا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ پس وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی سیدنا محمد ﷺ ہیں۔ پس یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے قول ثابت کے ذریعے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی''۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا و اھلھا باب عرض المقعد علی المیت و عذاب القبر نیز ملاحظہ فرمائیں صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر)۔

صحیح بخاری میں جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب مومن کو اس کی قبر میں اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں پھر وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے پس یہی مطلب ہے آیت: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ کا۔ (بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر)۔

اور ایک روایت میں ہے کہ مسلم سے جب قبر میں سوال پوچھا جاتا ہے تو وہ لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شہادت دیتا ہے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ ''اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھتا ہے اہل ایمان کو قول ثابت کے ذریعے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی۔ (بخاری کتاب التفسیر باب: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ۴۶۹۹)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ عذاب القبر کا ذکر قرآن کریم میں بھی موجود ہے اور سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۲۷ عذاب القبر ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور قبر میں میت کو اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے (جیسا کہ صحیح بخاری کی اسی حدیث میں یہ بات موجود ہے) اور اس سے سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ قبر کا سوال و جواب حق ہے اور اہل اسلام میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ تمام اہل ایمان قبر کے سوال و جواب پر ایمان رکھتے ہیں۔ سوال و جواب کے وقت روح کو بھی قبر کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ اور قبر کے مسئلے کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے اس لئے اسے دنیا کی زندگی پر قیاس کرنا گمراہی اور جہالت ہے کیونکہ میت کی دنیاوی زندگی ختم ہو چکی ہے اور اب وہ آخرت کے مراحل سے گذر رہی ہے۔

منکرین عذاب القبر احادیث کے انکار میں اس قدر آگے نکل چکے ہیں کہ وہ حدیث پر تنقید کرتے ہوئے نبی ﷺ کی توہین کا بھی ارتکاب کر جاتے ہیں اور یہ تک نہیں سمجھتے کہ ان کے قلم نے کیا لکھ مارا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر عثمانی صاحب کا ایک انتہائی اندھا مقلد اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اسی طرح یہ فرقہ پرست اور قبر پرست قرآن کی مندرجہ ذیل آیت سے ارضی قبر کی زندگی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو دنیا میں بھی ثابت قدم رکھے گا اور آخرت میں بھی۔ یعنی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ایمانداروں کی مدد کرے گا۔ چونکہ اس آیت کا ذکر بخاری کی حدیث میں عذاب القبر کے ساتھ کیا گیا ہے اس لئے بعض جاہل اور گمراہ بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے عقیدے (مردہ قبر میں زندہ ہو جاتا ہے) (حالانکہ کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں۔ ابوجابر) کا ثبوت قرآن کی یہ آیت ہے"۔ (دعوت قرآن اور یہ فرقہ پرستی ص ٦٧)

یہ ہے ابوانور گدون کی "دعوت قرآن" اور ان کا "ایمان خالص"۔ اس آیت کے متعلق خود نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ اس کا تعلق عذاب القبر کے ساتھ ہے لیکن موصوف نے فتویٰ لگایا ہے "فرقہ پرست" "قبر پرست" "جاہل" "گمراہ" ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کی اس قدر توہین کرنے والا کبھی مومن نہیں ہو سکتا اور ایسے شخص کی موت کفر کے علاوہ کسی اور چیز پر نہیں ہو سکتی۔ اور شیطان رُشدی جیسے لوگوں کا انجام اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ وذالک جزاء الظالمین۔ تفصیل کے لئے ہماری کتاب "دعوت قرآن کے نام سے قرآن و حدیث سے انحراف" ملاحظہ فرمائیں۔

(۲)۔ **دوسری حدیث:** سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے پیٹھ موڑ کر لوٹتے ہیں اور وہ ابھی ان کی جوتیوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تو اس شخص یعنی محمد (ﷺ) کے متعلق کیا کہتا ہے؟ پس مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول (ﷺ) ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنا ٹھکانہ جہنم میں دیکھ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے جنت کے ٹھکانے سے بدل دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ سیدنا قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ پھر اس کی قبر ستر ہاتھ چوڑی کر دی جاتی ہے اور اسے قیامت تک سرسبز و شادابی سے بھر دیا جاتا ہے۔ پھر سیدنا قتادہ رحمہ اللہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف پلٹے یعنی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی بقیہ حدیث بیان کی۔ (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: اور منافق یا کافر سے کہا جاتا ہے کہ تو اس شخص (محمد ﷺ) کے متعلق کیا کہتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ پس وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ میں وہی کہتا ہوں جو لوگ کہتے تھے۔ پس اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے عقل سے پہچانا اور نہ قرآن پڑھا (اور اس سے رہنمائی حاصل کی) یہ کہہ کر اُسے لوہے کے گرزوں سے مارا جاتا ہے اور اس کے چیخنے چلانے کی آواز جنوں اور انسانوں کے سوا قریب کی تمام چیزیں سنتی ہیں''۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز۔ باب ما جاء فی عذاب القبر۔ صحیح مسلم کتاب الجنۃ۔ سیدنا قتادہ رحمہ اللہ کا قول صحیح مسلم میں ہے)۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسے قبر میں اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے اور اس سے سوال و جواب ہوتا ہے۔ مومن کو قبر میں راحت و آرام ملتا ہے جبکہ منافق و کافر کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ میت دفن کر کے واپس جانے والے ساتھیوں کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے اور یہ ایک استثنائی حالت ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ میت یہ جان لے کہ جس اہل و عیال کے لئے اس نے آخرت کو فراموش کر رکھا تھا آج وہ اسے تنہا چھوڑ کر جا رہے ہیں اور قبر میں ایمان اور نیک اعمال کے سوا کوئی چیز اسے نجات نہیں دلا سکتی۔

بعض حضرات نے حدیث کے اس حصہ کو خلاف قرآن قرار دے دیا ہے حالانکہ یہ حدیث خلاف قرآن نہیں بلکہ ایک استثنائی صورت ہے۔ جیسا کہ ہم نے مردار کی مثال پچھلے اوراق میں بیان کی تھی۔ نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے کہ ''آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے''۔ یعنی مردوں کو سنانا آپ کے اختیار میں نہیں ہے لیکن جوتوں کی چاپ مردوں کو اللہ تعالیٰ سناتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

ان اللہ یسمع من یشآء

بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سنا دے۔

گویا اللہ تعالیٰ اگر کسی مردے کو کچھ سنانا چاہے تو وہ اس بات پر قادر ہے جیسا کہ وہ مردوں کو دفن کے بعد جوتوں کی آواز سناتا ہے لہٰذا اس حدیث پر منکرین کا اعتراض سرے سے غلط ہے۔ میت کے جوتیوں کی آواز سننے کا ذکر بہت سی احادیث میں ہے اور یہ صحیح ترین احادیث ہیں لہٰذا ان احادیث کا انکار گویا نبی ﷺ کا انکار ہے۔

عثمانی فرقہ کے بانی ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی نے بھی اس حدیث کو صحیح مانا ہے لیکن اس کی تاویل کی ہے۔ اس کا پہلے یہ کہنا تھا کہ اس حدیث میں حقیقت نہیں بلکہ مجاز بیان کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوتیوں کی آواز سنی جا سکتی ہے کہ میت کے پاس فرشتے آجاتے ہیں اور یہ تاویل اس نے بعض دیو بندی علماء کی کتابوں سے اخذ کی ہے۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اس حدیث کی دوسری تاویل یہ پیش کی کہ میت فرشتوں کے جوتیوں کی چاپ سنتی ہے۔ لیکن (اول) تو اس حدیث کا سیاق و سباق ہی اس کا ساتھ نہیں دیتا۔ (دوم) اس کے بعد والی صحیح بخاری کی حدیث اس حدیث کی مزید وضاحت وتشریح بیان کرتی ہے۔ اور (سوم) صحیح مسلم کی مختصر حدیث اس بات کی تاویل کا بھانڈا بیچ چوراہے میں پھوڑ دیتی ہے اور وہ حدیث یہ ہے: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ لیسمع خفق نعالھم اذا انصرفوا

''بے شک جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے جبکہ وہ (اسے دفنا کر) واپس لوٹتے ہیں''۔ (صحیح مسلم کتاب الجنتہ)۔

اس حدیث میں فرشتوں کے آنے کا ذکر ہی نہیں ہے اور صرف دفن کر کے واپس لوٹنے والوں کا ذکر ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے وہ باطل مفروضہ پاش پاش ہو جاتا ہے مگر افسوس کہ جو لوگ قرآن و حدیث کے بجائے ڈاکٹر موصوف پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ ڈاکٹر موصوف کی اس باطل تاویل کو درست مانتے ہیں اور صحیح حدیث کو رد کر دیتے ہیں۔ قل بئسما یامرکم بہ ایمانکم ان کنتم مومنین۔

حدیث قرع نعال میں ڈاکٹر عثمانی کی تحریف

ڈاکٹر موصوف نے بخاری کی اس حدیث ''اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَ تُوُلِّیَ وَ ذَھَبَ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اَتَاہُ مَلَکَانِ فَاَقْعَدَاہُ'' جب بندہ قبر میں رکھ دیا گیا اور اس کا معاملہ اختتام کو پہنچ گیا اور اس کے ساتھی چلے گئے یہاں تک کہ وہ یقینی طور پر اُن کی (فرشتوں کی) جوتیوں کی آواز سنتا ہے کہ دو فرشتے آجاتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں...... (ایمان خالص نمبر ۲ ص: ۲۴)۔ اس ترجمہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ گویا کسی گزرے ہوئے شخص کا حال بیان کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہے۔ موصوف نے اس حدیث میں زبردست خیانت کی ہے اور مغالطہ دیا ہے۔ حالانکہ اس حدیث کا یہ ترجمہ بالکل نہیں ہے۔ اور اس حدیث کے کئی طرق بھی موجود ہیں جس سے اس حدیث کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس حدیث کا آسان سا ترجمہ اس طرح ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے پیٹھ پھیرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ابھی ان کی جوتیوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ دو فرشتے اس کے پاس آجاتے ہیں اور اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں''۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقال ابن التین انه کرر اللفظ والمعنی واحد

ابن التین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یہ الفاظ (تولی اور ذھب) مکرر آئے ہیں اور دونوں الفاظ کا معنی ایک ہی ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۳ ص:۱۶۱)۔

آگے فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

و سیأتی فی روایة عیاش بلفظ و تولی عنه اصحابه وهو موجود فی جمیع الروایات عند مسلم وغیره

اور عنقریب جناب عیاش (ابن الولید) رحمہ اللہ کی روایت **وتولی عنه اصحابه** کے الفاظ کے ساتھ آگے آرہی ہے اور یہ الفاظ (**وتولی عنه اصحابه**) (جو اوپر والی احادیث کے مفہوم کو صحیح طور پر متعین کرتے ہیں)۔ صحیح مسلم وغیرہ کی تمام روایات میں موجود ہیں۔ (ایضا: ۳/۱۶۱)۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے جس روایت کی نشاندہی کی ہے اس کے الفاظ یوں ہیں:

ان العبد اذا وضع فی قبره و تولی عنه اصحابه و انه لیسمع قرع نعالهم اتاه ملکان فیقعدانه (بخاری کتاب الجنائز باب جاء فی عذاب القبر: ۱۳۷۴ و مسلم: ۲۸۷۰)

بے شک بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں تو ابھی وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے کہ دو فرشتے اس کے پاس آجاتے ہیں اور اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں۔

اس واضح تفصیل کے باوجود ڈاکٹر موصوف نے اس حدیث کا جو عجیب وغریب ترجمہ کیا ہے وہ ان کے الفاظ میں دوبارہ ملاحظہ فرمائیں:

''قتادہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب قبر میں رکھ دیا گیا اور اس کا معاملہ اختتام کو پہنچ گیا اور اس کے ساتھی چلے گئے یہاں تک کہ وہ یقینی طور پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان کی (فرشتوں کی) جوتیوں کی آواز سنتا ہے کہ دوفرشتے آجاتے ہیں اوراس کو بٹھاتے ہیں"۔(ایمان خالص نمبر ۲ ص:۲۶)۔

اس عجیب وغریب ترجمہ کو ملاحظہ کریں۔اس ترجمہ سے ایسا لگتا ہے کہ گویا نبی ﷺ نے کسی ایک بندے کا ذکر کیا تھا کہ جسے قبر میں رکھ دیا گیا اور اس کے ساتھ یہ تمام حالات پیش آئے۔حالانکہ یہ واقعہ یوں نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں ایک عام قانون بیان کیا جارہا ہے کہ"بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے۔آگے کے الفاظ"وَتُوُلِّیَ وَ ذَهَبَ اَصْحَابُهٗ"کا ترجمہ جو موصوف نے کیا ہے وہ ایک شاہکار ہے، لکھتے ہیں:"اوراس کا معاملہ اختتام کو پہنچ گیا اور اس کے ساتھی چلے گئے"۔حالانکہ تولی کا یہ ترجمہ انتہائی غلط اور سخت قسم کی دھاندلی ہے۔اور بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے کہ یہ دونوں الفاظ ہم معنی ہیں اور ان کو مکرر لایا گیا ہے۔اور پھر اس کی وضاحت عیاش بن الولید کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جس کے الفاظ اس طرح ہیں:"وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ"اور اس کے ساتھ اس سے منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

قرآن مجید کی بعض آیات کی وضاحت جس طرح دوسری آیات کرتی ہیں یعنی قرآن اپنی تفسیر خود کرتا ہے، بالکل اسی طرح احادیث بھی ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔اور دوسری حدیث کے پیش نظر اس حدیث کا معنی بالکل واضح ہوجاتا ہے اور موصوف کی تحریف بھی واضح ہوتی ہے۔اس حدیث میں آگے الفاظ ہیں:حَتّٰی اِنَّهٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَکَانِ موصوف نے اس کا ترجمہ کیا ہے:"یہاں تک کہ وہ یقینی طور پر ان کی (فرشتوں کی) جوتیوں کی آواز سنتا ہے کہ فرشتے آجاتے ہیں"۔یہاں بھی موصوف نے زبردست خیانت کا ارتکاب کیا ہے اور ھم (جمع) کی ضمیر کو ملکان (تثنیہ) کی طرف پھیر دیا جو کسی طور بھی درست نہیں ہے۔ان الفاظ کا سادہ سا ترجمہ یہ ہے:"یہاں تک کہ وہ ابھی ان (ساتھیوں) کی جوتیوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ دو فرشتے اس کے پاس آجاتے ہیں۔یعنی ھم کی ضمیر اصحاب کی طرف پلٹے گی کیونکہ فرشتے تو ابھی آئے بھی نہیں تو ضمیر کس طرح ان کی طرف پلٹے گی۔اور اس کی وضاحت بھی صحیح مسلم کی روایت سے ہوتی ہے۔امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو عبد بن حمید کی سند سے ذکر کیا ہے جس کے الفاظ یوں ہیں:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَ تَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ قَالَ یَأْتِیْهِ مَلَکَانِ فیقعدانه ...... (مسلم:۲۸۷۰)

"بے شک بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے منہ پھیر کر جاتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں''۔

اس حدیث میں اِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ پر جملہ ختم ہو جاتا ہے لہٰذا لامحالہ ھم کی ضمیر اصحاب کی طرف ہی پلٹتی ہے اور آگے قال یأتیه ملكان سے نیا جملہ شروع ہوتا ہے جس میں ملائکہ کے آنے کا ذکر ہے۔ یہ روایت شیبان ابن عبدالرحمن کے واسطے سے ہے جسے اس نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں اوپر کا جملہ اس بات پر ختم ہو گیا تھا کہ میت ان (ساتھیوں) کی جوتیوں کی چاپ سنتی ہے اور اس کے بعد والا جملہ اس طرح شروع ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس (میت) کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پھر قبر میں فرشتے اصلی شکل وصورت میں آتے ہیں، انسانوں کی طرح جوتے پہن کر نہیں آتے کہ ان کی جوتیوں کی چاپ سنی جا سکے۔ فافہم۔ اور اس طرح کی ایک مزید روایت کی وضاحت بھی امام مسلم رحمہ اللہ نے کی ہے کہ جسے سعید نے قتادہ سے روایت کیا ہے اور ایک اور روایت جو عمرو بن زرارہ کی سند سے ہے اور اس وضاحت سے موصوف کا مفروضہ بالکل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ چنانچہ عمرو بن زرارہ رحمہ اللہ کی سند سے جو روایت ہے اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اِنَّ الْمَيِّتَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ اِذَا انْصَرَفُوْا (مسلم: ۲۸۷۰)

بے شک جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے جبکہ وہ (اسے دفنا کر) واپس پلٹتے ہیں۔

اس حدیث میں ملائکہ کے آنے کا ذکر ہی نہیں ہے بلکہ صرف دفن کر کے واپس جانے والوں کا ذکر ہے جس سے روز روشن کی طرف واضح ہو گیا کہ میت واپس جانے والے ساتھیوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔ اس حدیث کے بھی بہت سے شواہد موجود ہیں۔

(۳) **تیسری حدیث:** سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ بنو نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے کہ اچانک آپ ﷺ کا خچر بدکا اور قریب تھا کہ آپ ﷺ کو گرا دے ناگہاں چھ یا پانچ یا چار قبریں معلوم ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں (جانتا ہوں)۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کب مرے ہیں؟ وہ بولا شرک کے زمانے میں۔ پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان هذه الامة تبتلى فى قبورها فلولا ان لا تدا فنوا لدعوت الله ان يسمعكم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

من عذاب القبر الذی اسمع منه

''یہ اُمت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے پس اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم (مردوں کو) دفن کرنا ہی چھوڑ دو گے تو میں ضرور اللہ سے یہ دعا کرتا کہ وہ تم کو بھی قبر کا عذاب سنا دے جس طرح میں سنتا ہوں''۔

اس کے بعد آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔ ہم نے کہا کہ ہم جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہو۔ ہم نے کہا ہم قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ظاہر اور باطن فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔ ہم نے کہا ہم ظاہر اور باطن فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگو''۔ ہم نے کہا: ہم دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں''۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ، مشکاۃ المصابیح، مسند احمد ۵/ ۱۹۰، مصنف ابن ابی شیبہ ۳☆۳۷۳)۔

اس حدیث کو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سیدنا ابوسعید الخدری نے بیان کیا ہے۔ اس واقعہ کو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۳/ ۲۹۶، الصحیحۃ ۱☆۲۴۳) سیدہ اُمّ مبشر رضی اللہ عنہا (مسند احمد ۶/ ۳۶۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۳/ ۳۷۳، صحیح ابن حبان، الصحیحۃ ۳/ ۴۳۰) اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۳/ ۲۰۱۔ ۱۰۳۔ ۱۵۳۔ ۱۷۵۔ ۲۸۴۔ ۱۱۱۔ ۱۷۶۔ ۲۷۲۔ النسائی: ۱/ ۲۹۰، صحیح ابن حبان: ۷۸۶) بھی بیان کرتے ہیں۔ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے متعدد روایات میں یہ واقعہ مروی ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بنو نجار کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے:

فسمع صوتا من قبر فسأل عنه متی دُفن هذا فقالوا یارسول اللّٰهدُفن هذا فی الجاهلیة و أعجبه ذلك و قال .... تو آپ نے ایک قبر میں سے عذاب کی آواز سنی تو آپ نے اس شخص کے متعلق پوچھا کہ یہ کب دفن کیا گیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ یہ دورِ جاہلیت میں دفن ہوا۔ پس آپ ﷺ یہ بات سن کر خوش ہوئے (کہ شکر ہے کہ یہ کوئی مسلمان نہ تھا)۔ اور پھر فرمایا کہ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ تم مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذاب قبر سنا دے۔ (مسند احمد ۳/ ۱۰۳، ۱۱۴، ۲۰۱۔ سنن النسائی ۲۰۵۸، ابن حبان: ۳۱۲۶۔ ثبات عذاب القبر للبیہقی: ۱۰۴۔ وقال الالبانی وشعیب الارنووط واسنادہ صحیح (مسند للامام احمد مع الموسوعۃ ۱۹/ ۲۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح علیزئی فی عمدۃ المساعی فی تحقیق سنن النسائی: ۲۰۶۰)۔ تفصیل ''الدین الخالص'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ میت کو اسی ارضی قبر میں عذاب ہوتا ہے اور نبی ﷺ کی یہ تمنا تھی کہ جس طرح آپ ﷺ عذاب قبر کو سنتے ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی اُمت بھی عذاب قبر کو سنے لیکن پھر اس خوف سے کہ لوگ عذاب کو سن کر مردے دفن کرنا چھوڑ دیں گے لہٰذا آپ ﷺ نے یہ دعا نہ فرمائی۔ ظاہر ہے کہ مردے اسی ارضی قبر ہی میں دفن ہوتے ہیں، اسی لئے آپ ﷺ نے اس تمنا کا اظہار فرمایا۔ لیکن ڈاکٹر موصوف نے اس حدیث کے اہم حصہ کو نقل ہی نہیں کیا اور اسے شیر مادر سمجھ کر ڈکار گئے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''یہ اُمت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے، پس اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم (مردوں کو) دفن کرنا ہی چھوڑ دو گے تو میں ضرور اللہ سے یہ دُعا کرتا کہ وہ تم کو بھی قبر کا عذاب سنا دے جس طرح میں سنتا ہوں''۔ ظاہر ہے کہ ان الفاظ کے نقل کرنے سے موصوف کی تاویل کی قلعی کھل جاتی لہٰذا اسی بنا پر اس نے یہ الفاظ ہی نقل نہیں کئے اور حدیث کے آدھے حصے کا جواب دینے ہی پر اکتفاء کیا۔ نیز سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ وضاحت بھی ہے کہ آپ نے قبر سے عذاب کی آواز سنی اور پھر صحابہ کرام سے پوچھا کہ یہ شخص کب دفن ہوا ہے؟۔ آپ ﷺ نے ھذا اسم اشارہ قریب استعمال کیا اور صحابہ کرام نے بھی جواب میں ھذا کا لفظ ہی استعمال کیا۔ اب عذاب قبر کی اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں ہے۔ فافہم۔

(۴) **چوتھی حدیث:** اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی پس اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا اور اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

نعم عذاب القبر حق جی ہاں قبر کا عذاب حق ہے۔ (بخاری: ۱۳۷۲، مسند احمد ۶/ ۱۷۴، سنن النسائی کتاب السھو۔ باب: ۶۴۔ ح: ۱۳۰۸۔ الصحیحۃ: ۱۳۷۷)۔

اور دوسری روایت میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مدینہ کی دو بوڑھی عورتیں ان کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: **ان اھل القبور یعذبون فی قبورھم** ۔ بے شک قبر والے اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں۔

پس میں نے ان عورتوں کو جھوٹا قرار دیا اور مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ میں ان کی بات کو سچ مانوں۔ پھر وہ عورتیں چلی گئیں اور نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ دو بوڑھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتیں میرے پاس آئی تھیں اور میں نے پورا واقعہ بیان کیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا:

صدقتا انھم یعذبون عذابا تسمعه البھائم کلھا۔

''ان دونوں نے سچ کہا ہے۔ بے شک قبر والوں کو (ان کی قبروں میں) عذاب ہوتا ہے جسے تمام چوپائے سنتے ہیں''۔

پس اس (واقعہ) کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگی۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب التعوذ من عذاب القبر ۶۳۶۶، مسلم ۱۳۲۱)

۱۔ اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ مردوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔

۲۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس عذاب کو تمام چوپائے سنتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کی دیگر احادیث بھی موجود ہیں۔ ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

یسمع من یلیه غیر الثقلین (بخاری ۱۳۳۸، ۱۳۷۴)۔

(قبر میں میت کو جب لوہے کے گرز سے مارا جاتا ہے تو) اس کے چیخنے چلانے کی آواز کو (قبر کے) قریب کی تمام چیزیں سنتی ہیں سوائے انسان و جنات کے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جب میت چارپائی پر چیختی چلاتی ہے:

یسمع کل شئی الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق (بخاری: ۱۳۱۶)۔

اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے لیکن انسان نہیں سن سکتا اور اگر انسان اسے سن لیتا تو بے ہوش ہو جاتا۔

اوپر والی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ قبر کے قریب کی تمام چیزیں عذاب قبر کو سنتی ہیں۔ اس حدیث کا اگر یہ مطلب ہوتا کہ عذاب کسی اور مقام پر ہو رہا ہے تو پھر من یلیه کا کیا مطلب ہوگا؟ لہٰذا یہ حدیث دوٹوک الفاظ میں عذاب قبر کو ثابت کرتی ہے۔ اور اس کے بعد والی حدیث بھی ثابت کرتی ہے کہ اسی میت کو عذاب ہوتا ہے کیونکہ میت چارپائی پر ہی چیخنے چلانے لگتی ہے۔ (کیا لوگ چارپائی بھی برزخ میں اٹھائے پھرتے ہیں؟) اب اس سے زیادہ عذاب قبر کی وضاحت کس طرح ممکن ہے؟ نیز ان احادیث سے جانوروں اور ہر چیز کے عذاب قبر کی آواز کو سننے کی بھی تصدیق ہوتی ہے۔ یعنی قبر کے قریب کی ہر چیز عذاب قبر کو سنتی ہے۔

مثال: بلی کی بصارت انسان کی نسبت بہت زیادہ ہے اور وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی ہے۔ چوپایوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سونگھنے، سننے اور محسوس کرنے کی حس انسان سے کہیں زیادہ ہے۔ لہٰذا وہ عذاب قبر سن سکتے ہیں جیسا کہ آجکل موبائل فون کی ٹرانسمیشن انتہائی زیادہ ہے جو کہ انسانی سماعت سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ ٹرانسمیشن انسانی کان تو نہیں سن سکتا لیکن موبائل فون اُس کو سن لیتا ہے اور پھر اُسی ٹرانسمیشن کو انسانی سماعت کے مطابق ڈھال کر ہمیں سنا دیتا ہے۔

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں: پہلی بات یہ کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی پہلے عذاب قبر کو نہیں مانتی تھیں لیکن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تو وہ فوراً اس پر ایمان لے آئیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار کی وجہ غالباً یہود سے ہر معاملے میں مخالفت بھی تھی۔ لہٰذا وہ سمجھیں کہ اس مسئلہ میں بھی ان سے مخالفت ہوگی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں یہود کی موافقت کی۔

مسند احمد میں یہ واقعہ مزید تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ چنانچہ سیدنا سعید بن عمرو بن سعید اُموی بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کیا کرتی تھی۔ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ انہوں نے یہودیہ سے اس کے سوا کوئی نیکی کی بات نہیں پائی کہ اس نے کہا: (اے عائشہ) اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم هل للقبر عذاب قبل یوم القیامة کیا قیامت سے قبل قبر میں بھی عذاب ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں...... عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہودیہ کا واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود نے جھوٹ کہا اور اللہ پر بھی جھوٹ بات کہی ہے۔ قیامت کے عذاب کے علاوہ (اس سے قبل) کوئی عذاب نہیں ہے۔ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ اس واقعہ کے کچھ دن بعد جتنا کہ اللہ نے چاہا ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نصف النہار کے وقت نکلے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا لپیٹے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سرخ تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے کہا: ”اے لوگو! تم پر فتنے سیاہ رات کی طرح سایہ افگن ہوں گے۔ اے لوگو! اگر تم ان حقیقتوں کو جان لو کہ جنہیں میں جانتا ہوں تو تمہارا رونا زیادہ ہو جائے اور ہنسنا کم ہو جائے۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ فان عذاب القبر حق پس بے شک قبر کا عذاب برحق ہے۔ (مسند احمد (۶/ ۸۱) قال ابن حجر العسقلانی: رواہ احمد باسناد علی شرط البخاری (فتح الباری (۳/ ۲۳۶)۔ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔

اس تفصیلی روایت سے یہ وضاحت بھی ہوگئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس واقعہ سے پہلے عذاب قبر کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تفصیلات سے واقف نہ تھے چنانچہ اس واقعہ کے چند دن بعد اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی نبی ﷺ کو عذاب قبر کے متعلق اطلاع دی جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت ایک یہودی عورت میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگی کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کانپ گئے اور فرمایا کہ یہود آزمائے جائیں گے۔ پھر چند راتیں گزر گئیں تو پھر

قال رسول اللہ ﷺ ھل شعرت انه اوحی الی انکم تفتنون فی القبور قالت عائشة فسمعت رسول اللہ ﷺ بعد یستعیذ من عذاب القبر

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تجھے معلوم ہے کہ مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی ہے کہ تمہاری قبروں میں آزمائش ہوگی؟

اُم المومنین عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے اس دن سے نبی ﷺ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔ (صحیح مسلم۔ کتاب المساجد باب استحباب التعوذ من عذاب القبر :۱۹: ۱۳۱۹۔ مسند احمد ۶/ ۸۹)۔

بخاری و مسلم میں یہ واقعہ مزید تفصیل کے ساتھ موجود ہے چنانچہ عمرۃ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودیہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سوال کرتے ہوئے آئی اور کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا لوگ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **عائذا باللہ من ذٰلك** ۔ میں اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر ایک دن آپ ﷺ صبح کے وقت اپنی سواری پر سوار ہوئے پھر (اس دن) سورج کو گرہن لگ گیا۔ (آپ ﷺ نے نماز کسوف ادا فرمائی یہاں تک کہ) سورج روشن ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انی قد رایتکم تفتنون فی القبور کفتنة الدجال ...... اسمع رسول اللہ ﷺ بعد ذالك یتعوذ من عذاب النار و عذاب القبر

بے شک میں نے دیکھا کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے دجال کے فتنے کی طرح۔...... میں نے اس دن کے بعد سے رسول اللہ ﷺ کو عذاب جہنم اور عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔ اور صحیح بخاری میں یہ الفاظ بھی ہیں:

فقال ما شاء اللہ ان یقول ثم امرھم ان یتعوذوا من عذاب القبر

پھر آپ نے (خطبہ میں) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو حکم دیا کہ وہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگیں۔ (صحیح بخاری کتاب الکسوف باب التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف جلد ا صفحہ ۱۴۳ عربی ح:۱۰۴۹۔ صحیح مسلم کتاب الکسوف ج ا صفحہ ۲۹۷ عربی ح:۲۰۹۸)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت آئیں جب کہ سورج کو گرہن لگ چکا تھا اور لوگ کھڑے ہوئے نماز ادا کر رہے تھے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نماز ادا کر رہی تھیں۔ .... (سورج کے روشن ہو جانے اور نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ جب مڑے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جسے میں نے اس مقام پر نہ دیکھ لیا ہو یہاں تک کہ جنت اور جہنم کو بھی اور میری طرف یہ وحی بھی کی گئی کہ بے شک تم قبروں مین دجال کے فتنہ کے مثل یا اس کے قریب آزمائے جاؤ گے۔ اور قبر میں تمہارے پاس فرشتے آئیں گے اور تم سے کہا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟ جو مومن یا موقن (یقین رکھنے والا) ہوگا وہ کہے گا وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور ہمارے پاس کھلے دلائل اور ہدایت لے کر آئے پس ہم نے مان لیا اور ہم ایمان لے آئے اور ہم نے اتباع اختیار کی۔ پس اس سے کہا جائے گا کہ آرام سے سو جا۔ ہمیں معلوم تھا کہ آپ یقین رکھنے والے ہیں۔ اور جو منافق یا مرتاب (شک کرنے والا) ہوگا وہ کہے گا کہ میں نہیں جانتا۔ میں تو وہی کہتا ہوں کہ جو لوگ کہتے تھے۔ (بخاری کتاب الکسوب باب صلوۃ النساء مع الرجال فی الکسوف ح:۱۰۵۳۔ مسلم کتاب الکسوف باب ۳۔ ح:۲۱۰۳)۔

ایک خاص نکتے کی وضاحت

عذاب قبر کا ذکر قرآن کریم کی بہت سی آیات میں موجود ہے جیسے سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر:۲۷ میں ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے قول ثابت کے ذریعے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی''۔ (ابراہیم:۲۷)۔

رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے متعلق فرمایا کہ یہ عذابِ قبر کے متعلق نازل ہوئی ہے (بخاری)۔ اور ان آیات میں کفار اور مشرکین کے عذاب کا ذکر کیا گیا اور یہ مکی دور کی آیات تھیں۔ لیکن ان آیات میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بات کی وضاحت نہیں تھی کہ اہل ایمان کو بھی قبر کا عذاب ہوگا۔ بلکہ اس آیت میں اہل ایمان کا ثابت قدم اور مضبوط رہنا واضح ہو رہا ہے۔ جس سے یہ مفہوم سمجھا گیا کہ اہل ایمان کو قبر کا عذاب نہیں ہوگا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب یہودیہ نے عذاب قبر کے متعلق خبر دی اور ان سے کہا کہ اللہ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے تو انہوں نے (مسلمانوں کے لئے) عذاب قبر کا انکار کیا۔ لیکن جب نبی اکرم ﷺ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ قبر کا عذاب (اہل اسلام کے لئے) بھی ممکن ہے اور گناہوں کی وجہ سے انہیں بھی عذاب ہوگا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کو تسلیم کر لیا۔ یہ واقعہ احادیث کی بہت سی کتب میں مفصل اور مختصر بیان ہوا ہے جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہلی مرتبہ ایک یہودی عورت نے عذاب القبر کے متعلق بتایا لیکن انہوں نے اس کی تصدیق نہ کی۔ نبی ﷺ نے بھی یہود کو جھوٹا قرار دیا بعد میں آپ ﷺ پر وحی بھیجی گئی اور آپ ﷺ کو عذاب القبر کے بارے میں بتایا گیا۔ اسی دن سورج کو گرہن لگ گیا اور آپ ﷺ کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال بھی ہو گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسی دن سورج گہن کی نماز صلوٰۃ الکسوف پڑھائی۔ اور پھر خطبہ دیا۔ اور اس خطبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عذاب القبر کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ ماہر فلکیات نے سورج گرہن کی نسبت سے اسے ۱۰ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے۔ گویا نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے واقعات میں سے آخری دنوں کا واقعہ ہے۔ پھر نبی ﷺ ہر نماز کے بعد برابر عذاب القبر سے پناہ مانگنے لگے اور صحابہ کرام کو بھی اس سلسلہ کی دعا سکھائی اور انہیں حکم دیا کہ وہ بھی ہر نماز کے آخر میں عذاب القبر سے پناہ مانگا کریں۔ معراج کا واقعہ نبی ﷺ کی مکی زندگی میں پیش آ چکا تھا اور معراج میں آپ ﷺ کو نافرمان انسانوں کو عذاب دیئے جانے کے کچھ مشاہدات بھی کرائے گئے تھے جیسا کہ خواب میں آپ ﷺ نے کچھ نافرمانوں کو مبتلائے عذاب دیکھا تھا ان واقعات کا تعلق عام عذاب سے ہے خاص عذاب القبر سے نہیں عام عذاب کا مطلب یہ ہے کہ یہ ارواح کے عذاب کے مشاہدات تھے اور روح کے جہنم میں مبتلائے عذاب ہونے کے مشاہدات آپ ﷺ کو کرائے گئے اور صلوٰۃ الکسوف کے دوران یہ مشاہدہ بھی کرایا گیا۔ جیسے عمرو بن لحی الخزاعی کی روح کو عذاب جہنم ہوتے ہوئے دکھایا گیا۔ اور یہ احادیث بتا رہی ہیں کہ عذاب القبر ایک بالکل الگ شے ہے جیسا کہ ان احادیث کے مطالعہ سے یہ حقیقت الم نشرح ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ عذاب القبر اور عذاب جہنم دونوں الگ الگ حقیقتیں ہیں جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ لیکن ڈاکٹر موصوف عذاب جہنم والی احادیث پیش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر کے اسے ہی عذاب قبر قرار دینے پر مصر ہے۔ اور عذاب قبر کی جو خاص احادیث ہیں ان کے انکار کے درپے ہے۔ نبی ﷺ عذاب جہنم اور عذاب قبر دونوں سے پناہ مانگا کرتے تھے اور اس طرح آپ نے واضح فرما دیا کہ عذاب جہنم اور عذاب قبر دونوں الگ الگ حقیقتیں ہیں۔ لیکن اس کا کیا جائے کہ موصوف کو یہ اتنی آسان سی بات بھی سمجھ میں نہیں آئی۔ نبی ﷺ کو عذاب جہنم کے علاوہ عذاب قبر کی حقیقت سے بھی آگاہ کیا گیا اور آپ ﷺ کو اس کا مشاہدہ بھی کروایا گیا جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں:

انی قد رأیتکم تفتتنون فی القبور

بے شک میں نے دیکھا کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔

دوسرا اہم نکتہ

ان احادیث سے ایک خاص بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ عذاب جہنم اور عذاب قبر دونوں الگ الگ حقیقتیں ہیں۔ میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور وہ یہاں عذاب سے دوچار ہوتی ہے اور اس کی روح کو جہنم میں داخل کر دیا جاتا ہے اور وہ جہنم میں عذاب سے دوچار ہوتی ہے۔ اور جب قیامت قائم ہوگی تو پھر عذاب قبر کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور صرف عذاب جہنم باقی رہ جائے گا اور پھر جسم و روح کے مجموعے (مکمل انسان) کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ ڈاکٹر موصوف جس چیز کو ''برزخی قبر'' سے تعبیر کرتے ہیں وہ یہی عذاب جہنم ہے کہ جس سے انہیں مغالطہ ہوا ہے یا وہ مغالطہ دے رہے ہیں اور اس عذاب کا ان کو اقرار ہے مگر عذاب قبر کے وہ انکاری ہیں اور وہ اسی عذاب جہنم کو عذاب قبر ثابت کرنے کے درپے ہے اور اس کے لئے اسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم تک کی احادیث سے انکار کرنا پڑ رہا ہے۔

نبی ﷺ نے عقیدہ عذاب القبر کے متعلق مزید وضاحت بیان فرمائی کہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اسے تمام جانور بھی سنتے ہیں اور دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ جن وانس کے علاوہ تمام چیزیں اس عذاب کی آواز کو سنتی ہیں۔ (صحیح بخاری)۔ اور جن وانس چونکہ مکلف مخلوق ہیں لہٰذا وہ نہیں سن سکتے۔

(۵) **پانچویں حدیث**: سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ دو قبروں پر سے گذرے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور انہیں ایسی چیز میں عذاب نہیں دیا جا رہا کہ جس سے بچنا ان کے لئے کوئی بڑی بات تھی بلکہ ان میں سے ایک تو پیشاب سے بچاؤ اختیار نہیں کرتا تھا (اور مسلم: ۲۹۲ کی ایک روایت میں لا یستنزہ من البول کے الفاظ ہیں۔ جس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطلب ہے کہ وہ پیشاب کی چھینٹوں سے اپنے آپ کو دور نہیں رکھتا تھا۔

اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک ترٹہنی لی اور اسے درمیان میں سے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہو جائیں اس وقت تک اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں تخفیف کر دے گا''۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوۃ المصابیح باب آداب الخلاء)۔ (بخاری رقم: ۲۱۶، ۲۱۸، ۱۳۶۱، ۱۳۷۸، ۶۰۵۲، ۶۰۵۵۔ مسلم: ۲۹۲)۔

صحیح مسلم میں جناب جابر بن عبداللہ ؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب قبر میں کمی نبی ﷺ کی دعا اور شفاعت کے ذریعے ہوئی تھی۔ (صحیح مسلم۔ ۲/۴۱۸ عربی حدیث: ۳۰۱۲)

بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ لوگ ان گناہوں کو معمولی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بڑے گناہ ہیں۔ بعض منکرین عذاب قبر نے اس روایت کی بڑی عجیب توجیہہ بیان کی ہے ان کا کہنا ہے کہ ان قبر والوں کو یہاں نہیں بلکہ برزخی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا لیکن یہ حدیث ان کی اس باطل تاویل کی متحمل نہیں ہو سکتی کیونکہ صحیح بخاری کی بعض روایتوں میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

اما هذا فكان لا يستتر من بوله و اما هذا فكان يمشي بالنميمة

رہا یہ شخص تو پس یہ پیشاب سے بچاؤ اختیار نہیں کرتا تھا اور رہا یہ شخص پس یہ چغل خوری کیا کرتا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الغيبة)۔

اس روایت کے اگلے الفاظ یہ ہیں:

ثم دعا بعسيب رطب فشقه باثنين فغرس على هذا واحدا و على هذا واحدا

..... (بخاری ۶۰۵۲)

پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک ترٹہنی منگوائی اور اسے دو حصوں میں تقسیم کیا پھر ایک ٹہنی کو اس (قبر) پر اور دوسری ٹہنی کو اس (دوسری قبر) پر گاڑھ دیا۔

ایک روایت میں آخری الفاظ اس طرح ہیں:

فجعل كسرة في قبر هذا و كسرة في قبر هذا (بخاری: ۶۰۵۵، کتاب الادب)

پس آپ ﷺ نے ایک ٹکڑے کو اس قبر پر اور دوسرے کو اس (دوسری) قبر پر گاڑھ دیا۔

اس حدیث میں اسم اشارہ قریب ''ھذا'' کا استعمال کر کے آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ ان دونوں قبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والوں کو انہی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور اس کی وضاحت سے ڈاکٹر عثمانی کی باطل تاویلات بھی دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔

اس حدیث میں دونوں اشخاص کے لئے ھذا کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور ھذا اسم اشارہ قریب کے لئے آتا ہے یعنی اس شخص کو اور اس شخص کو! اس اس بنا پر عذاب ہو رہا ہے۔ اور دوسری حدیث کے مطابق ٹہنی کا ایک حصہ اس قبر پر اور دوسرا اس قبر پر۔ لہٰذا ان احادیث کی بناء پر منکرین کے تمام شبہات غلط ثابت ہو جاتے ہیں اور پھر برزخی قبر کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے لہٰذا حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کو کون تسلیم کرے گا؟

(۶) **چھٹی حدیث:** سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب میت کو چارپائی پر رکھ دیا جاتا ہے اور مرد اس کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ میت نیک ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ مجھے آگے لے چلو اور اگر وہ نیک نہیں ہوتی تو اپنے گھر والوں سے کہتی ہے کہ ہائے بربادی مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ اس میت کی آواز ہر چیز سنتی ہے سوائے انسان کے اور اگر کوئی انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول المیت و ھو علی الجنازۃ، باب کلام المیت علی الجنازۃ۔ مسند احمد ۳/ ۴۱، ۸۵)۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں تین مقامات پر کتاب الجنائز میں موجود ہے۔ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

"جب نیک آدمی کو اس کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے "مجھے آگے لے چلو، مجھے آگے لے چلو"۔ اور جب برے آدمی کو اس کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے "ہائے بربادی و افسوس مجھے تم کہاں لے جا رہے ہو"۔ (سنن النسائی کتاب الجنائز باب السرعۃ بالجنازۃ، صحیح ابن حبان ۳۰۶۴، مسند احمد ۲/ ۲۹۲، ۵۰۰)۔

اور البیہقی کی روایت میں مومن اور کافر کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ (السنن الکبریٰ ج ۴ ص ۲۱)

اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ عذاب میت کو ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ میت گفتگو کرتی ہے اور عذاب کو دیکھ کر چیختی چلاتی ہے جسے انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ چونکہ انسان و جنات کو عذاب سنانا مصلحت کے خلاف ہے لہٰذا ان سے اس عذاب کو پردہ غیب میں رکھا گیا ہے۔ اور یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکلف مخلوق اس عذاب کو نہیں سن سکتی۔

ان احادیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) میت کو عذاب اسی ارضی قبر میں ہوتا ہے اور ان احادیث میں یہی عام قانون بیان ہوا ہے منکرین عذاب القبر چند استثنائی صورتیں ذکر کر کے جو عذاب القبر کا انکار کرتے ہیں تو یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ اس طرح منکرین عذاب القبر اپنی عقل پر تو ایمان رکھتے ہیں اور قرآن وحدیث کا انکار کرتے ہیں اور عملاً وہ اپنے نفس کی پوجا کر رہے ہیں۔

(۲) عذاب القبر میت کو ہوتا ہے زندہ کو نہیں اور میت کا مطلب ہے مردہ، لاش کہ جس میں روح موجود نہیں ہوتی۔ اور احادیث میں قبر کے عذاب کا ذکر میت ہی کے متعلق ذکر ہوا ہے۔ لیکن منکرین عذاب القبر کا خیال ہے کہ بغیر روح کے عذاب کیا معنی رکھتا ہے گویا منکرین عذاب القبر میت کے بجائے زندہ کے عذاب کے قائل ہیں۔ اور یہ فلسفہ ڈاکٹر عثمانی کا خود ساختہ ہے۔

(۳) احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت عذاب کی وجہ سے چیختی چلاتی ہے اور اس کے چیخنے چلانے کی آواز جن وانسان کے علاوہ قریب کی ساری مخلوق سنتی ہے اور جن وانسان چونکہ مکلف مخلوق ہے اس لئے ان کو عذاب کا سنانا مصلحت کے خلاف ہے البتہ کبھی کبھی عذابِ قبر کی کوئی جھلک اللہ تعالیٰ عام لوگوں کو دکھا بھی دیتا ہے۔

(۴) منکرین عذاب قبر لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم عذاب قبر کو مانتے ہیں لیکن پھر اسی لمحہ عذاب قبر کا انکار کرتے ہوئے گویا ہوتے ہیں کہ عذاب اس گڑھے میں یا دنیاوی قبر میں نہیں ہوتا بلکہ برزخی قبر میں ہوتا ہے۔ تو ان کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹ ہے اس لیے کہ قبر اسی مقام کو کہتے ہیں کہ جس میں میت دفن کی جاتی ہے اور برزخ میں اگر کوئی قبر ہے تو اس میں کون دفن ہوتا ہے؟ کیا روح کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار - یہ جہالت کی انتہاء ہے۔ پھر برزخی قبر کا تصور شیعہ مذہب کی پیداوار ہے۔

قبر کسے کہتے ہیں؟

میت کو دفن کرنے کی جگہ کو قبر کہتے ہیں۔ اور جس میت کو دفن نہ کیا گیا ہو تو وہ بھی آخر کار زمین میں لوٹا دی جاتی ہے اور زمین ہی میں اس کی قبر بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ضابطہ اور قانون بھی یہی ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن انسان زمین ہی سے زندہ ہو کر نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو واپس لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوسری بار (قیامت کے دن) نکالیں گے۔ (طٰہٰ:۵۵)۔

سیدنا نوح علیہ السلام کی تمام اُمت پانی کے عذاب سے غرقاب ہوگئی تھی اور ان میں سے کسی کو بھی دفن ہونا نصیب نہ ہوا تھا۔ لیکن سیدنا نوح علیہ السلام نے وحی کے بل بوتے پر انہیں خبر دی تھی کہ وہ مرنے کے بعد زمین میں واپس چلے جائیں گے اور جس کے الفاظ اس طرح ہیں:

وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا (نوح:۱۷،۱۸)

اور اللہ نے تم کو زمین سے اُگایا (پیدا کیا) ہے پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور اسی سے تمہیں (قیامت کے دن) نکالے گا۔

ہر انسان کی قبر زمین ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ (عبس:۲۱،۲۲)

پھر اس (انسان کو) موت دی اور قبر میں پہنچایا۔ پھر جب چاہے گا تو اسے (قبر سے) اٹھا کھڑا کرے گا۔

اقبرہ کا مطلب ہے کہ اسے قبر میں پہنچایا یا قبر میں رکھوایا۔ امام بخاری رحمہ اللہ اقبرہ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **اقبرہ اقبرت الرجل** اقبرہ کے معنی ہیں میں نے اس کے لئے قبر بنائی۔ **قبرتہ** کے معنی ہیں: میں نے اسے قبر میں دفن کیا۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز)

اقبرہ کا مطلب ہے: ''اس کو قبر میں رکھوایا''۔ اقبرہ اقبار (باب افعال) سے ہے جس کے معنی قبر میں رکھنے اور رکھوانے کے ہیں۔ ماضی کا واحد مذکر غائب۔ (لغات القرآن:۱/ ۱۸۳)۔

قبر مصدر ہے۔ **قَبَرَ يَقْبِرُ** (باب ض۔ن) سے ہے۔ **قَبَرَ** اُس نے دفن کیا فعل ماضی معروف واحد مذکر غائب۔ اور **قَبَرَ** سے **قُبِرَ** وہ دفن کیا گیا فعل ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ ایک حدیث میں ہے:

عن انس قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ بَعْدَ مَا قُبِرَ (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ۳۲، ح:۱۵۳۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر اس (میت) کے دفن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے بعد نماز پڑھی۔

اس حدیث میں قُبِرَ مجہول استعمال ہوا ہے اور اگلی حدیث میں بھی یہی صیغہ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ سنن الترمذی کی روایت میں ہے:

إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ (۱۰۷۱) جب میت کو دفن کیا جاتا ہے۔

ان احادیث میں بھی قبر کے الفاظ دفن کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ لہٰذا اقبرہ کا مطلب بھی قبر میں رکھنے اور دفن کرنے کے ہیں۔ یہ عربی کے الفاظ ہیں اور ان کا کوئی خود ساختہ مطلب قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اس آیت کے سیاق ہی سے ثابت ہے کہ ہر انسان کی قبر زمین ہی ہے کیونکہ اگلی آیت میں فرمایا کہ اللہ جب چاہے گا اسے قبر سے اٹھائے گا اور ظاہر ہے کہ انسان قیامت کے دن اسی ارضی قبر ہی سے اٹھایا جائے گا۔ قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (الحج ۷)

اور بے شک اللہ ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں (قیامت کے دن) اٹھائے گا

قرآن کریم میں آٹھ مقامات پر قبر کا ذکر آیا ہے جن میں سے دو کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور بقیہ چھ مقامات یہ ہیں: التوبہ: ۸۴، الانفطار: ۴، العادیات: ۹، الممتحنہ: ۱۳، فاطر: ۲۲، التکاثر: ۲۔

ایک مقام پر واضح اور دوٹوک الفاظ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان چاہے زندہ ہو یا میت اس کا مقام زمین ہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا أَحْيَاءً وَّأَمْوَاتًا (المرسلات: ۲۵، ۲۶)

کیا ہم نے زمین کو سمیٹ کر رکھنے والی نہیں بنایا زندوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی۔

معلوم ہوا کہ انسان زندہ ہو یا مردہ اس نے زمین میں ہی رہنا ہے۔ زندہ اس کی پیٹھ پر زندگی گذارتے ہیں اور مردے اس کے پیٹ میں رہتے ہیں۔ قبر کی اب اس سے زیادہ وضاحت اور تشریح ممکن نہیں ہے۔ عقلمند کے لئے تو اشارہ کافی ہوتا ہے۔ ماننے والوں کے لئے ایک ہی دلیل کافی ہوتی ہے اور نہ ماننے والوں کے لئے دلائل کے انبار بھی ناکافی ہوتے ہیں اور ایسے منکرین کو جہنم کی آگ ہی سمجھائے گی۔

اسی طرح قبر کے لئے قرآن کریم میں اجداث کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں جن کی واحد جدث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ (یٰس:۵۱)

اور جب صور میں پھونکا جائے گا تو یکا یک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لئے قبروں سے نکل پڑیں گے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ (القمر:۷)

اور وہ قبروں سے اس طرح نکلیں گے کہ گویا وہ بکھرے ہوئے پروانے ہیں۔

نیز ملاحظہ فرمائیں: سورۃ المعارج آیت: ۴۳، ان گیارہ مقامات پر قبر کے علاوہ دو مقامات پر مستودع (جہاں وہ سونپا جائے گا یعنی قبر) کے الفاظ بھی ارضی قبر کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات میں بھی زمین ہی کو انسان کا مستقر اور قیامت کے اُٹھنے کا مقام قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: الاعراف: ۱۴، ۲۵۔ نوح: ۱۷، ۱۸۔ المرسلات: ۲۵۔ ۲۶۔ الروم: ۱۹۔ ۲۵۔ ۵۵۔ ۵۶۔ المومنون: ۱۶۔ ۷۔ ۳۔ ۸۲۔ ۱۰۰۔ ۱۱۲ تا ۱۱۴۔ الانفطار: ۴۔ ق: ۱۱۔ ۴۲۔ یٰسین: ۵۱۔ ۵۲۔ مریم: ۱۵۔ ۳۳۔ ۶۶۔ الاحقاف: ۱۷۔ الزخرف: ۱۱۔ فاطر ۹۔ الملک: ۱۵۔ الفرقان: ۳۔ ۴۰۔ المائدہ: ۳۱۔ الانعام: ۲۹۔ ۳۶۔ الحج: ۵۔ ۶۔ ۷۔ الجن: ۷۔ المجادلہ: ۶۔ ۱۸۔ التغابن: ۷۔ الحجر: ۳۶۔ النحل: ۲۱۔ الشعرائ: ۸۷۔ النمل: ۶۵۔ الصافات: ۱۶۔ ۴۴۔ ص۔ ۷۹۔ لقمان: ۲۸۔ ھود: ۷۔ الاسرائ: ۴۹۔ ۹۸۔ الواقعہ: ۴۷۔ المطففین: ۴۔

ارضی قبر کے علاوہ کسی فرضی قبر کا ذکر قرآن کریم میں کسی مقام پر بھی موجود نہیں ہے۔

احادیث میں قبر کے الفاظ اس کثرت سے استعمال ہوئے ہیں کہ اگر صرف قبر کے الفاظ ہی کو احادیث سے اکٹھا کیا جائے تو اس پر ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے گی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں کتاب الجنائز میں سترہ ابواب قبر کے الفاظ کے ساتھ قائم کئے ہیں۔ اور پھر انہوں نے احادیث مبارکہ کو لا کر عرب کے محاوروں تک سے قبر کی اچھی طرح وضاحت کی ہے۔ اور ارضی قبر کو ثابت کیا ہے جبکہ امام موصوف بھی کسی فرضی یا برزخی قبر سے بالکل ناواقف ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک قبر کی تعریف

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جہاں بھی لفظ قبر ذکر کیا گیا ہے وہاں قبر اسی مقام کو کہا گیا ہے کہ جہاں میت کو دفن کیا جاتا ہے اس قبر کے علاوہ کسی دوسری قبر کا ذکر قرآن و حدیث میں کہیں بھی نہیں ملتا اور الحمد للہ فریق مخالف ہزار کوششوں کے باوجود ایک بھی واضح ثبوت اس سلسلہ میں آج تک پیش نہیں کر سکا ہے اور نہ کر سکے گا ان شاء اللہ العزیز۔ ڈاکٹر موصوف کا چونکہ دعوی ہے کہ وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ ہیں لہٰذا ضروری محسوس ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ ہی سے قبر کی تعریف ان کی سب سے عظیم کتاب "الصحیح البخاری" سے پیش کر دی جائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور ڈاکٹر موصوف کے نظریات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نام صرف دھوکا دینے کے لئے استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ باطل فرقوں کا دستور رہا ہے کہ وہ اپنے باطل نظریات کو ثابت کرنے کے لئے قرآن و حدیث کا نام استعمال کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث سے ان کو دور کا بھی واسطہ نہیں رہا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک بھی قبر اسی مقام کو کہتے ہیں جہاں میت کو دفن کیا جاتا ہے اور جس کی وضاحت پچھلے صفحات میں کی جا چکی ہے نیز امام موصوف رحمہ اللہ نے کتاب الجنائز میں مختلف ابواب قائم کر کے اس مفہوم کو اچھی طرح واضح کیا ہے۔ اور ان ابواب کی تعداد دستره ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) کسی شخص کا عورت سے قبر کے پاس یہ کہنا کہ صبر کرو۔

(۲) قبروں کی زیارت کا بیان۔

(۳) قبروں پر مسجدیں بنانے کی کراہت کا بیان۔

(۴) دفن کئے جانے کے بعد قبر پر نماز پڑھنے کا بیان۔

(۵) قبر پر مسجد بنانے کا بیان۔

(۶) عورت کی قبر میں کون اُترے؟

(۷) ایک قبر میں دو یا تین آدمیوں کو دفن کرنے کا بیان۔

(۸) لحد (قبر) میں پہلے کون اُترے؟

(۹) قبر میں اذخر یا گھاس ڈالنے کا بیان۔

(۱۰) کیا میت کو کسی عذر کی بنا پر قبر یا لحد سے نکالا جا سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) قبر میں لحد اور شق کا بیان۔

(۱۲) قبر پر شاخ لگانے کا بیان۔

(۱۳) قبر کے پاس محدث کا نصیحت کرنا۔

(۱۴) عذاب قبر کے متعلق جو وارد ہوا ہے۔

(۱۵) عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا بیان۔

(۱۶) غیبت اور پیشاب سے عذاب قبر ہونے کا بیان۔

(۱۷) نبی اکرم ﷺ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبروں کا بیان۔

ان ابواب کے علاوہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الکسوف اور کتاب الدعوات میں بھی عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا ایک ایک باب قائم کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے قبر کی وضاحت کرتے ہوئے ان ابواب میں بہت سی باتوں کی وضاحت بیان کی ہے۔ چنانچہ باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ میں فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کا بیان''۔

قول اللہ عزوجل فاقبرہ اقبرت الرجل اذا جعلت لہ قبرا و قبرتہ دفنتہ کفاتا یکونون فیھا احیاء و یدفنون فیھا امواتا

اللہ عزوجل فرماتا ہے: (سورۂ عبس میں) **فاقبرہ** (پس اسے قبر دی) عرب کہتے ہیں **اقبر الرجل اقبرہ** یعنی میں نے اس کے لئے قبر بنائی اور **قبرتہ** کے معنی ہیں میں نے اس کو دفن کیا۔ اور سورۃ المرسلات میں جو **کفاتا** کا لفظ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ زندگی بھی زمین میں پوری کرو گے اور مر کر بھی اسی میں گڑو گے۔

ڈاکٹر موصوف نے فاقبرہ کے الفاظ سے جو من پسند مطلب کشید کیا تھا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا صحیح مفہوم عربی ادب کے محاوروں کے ذریعے واضح کر دیا۔ **اقبرہ** کے الفاظ سورۃ عبس کی آیت نمبر ۲۱ میں آئے ہیں اور اس کا مطلب ہے ''اس کو قبر میں رکھوایا''۔ **اقبر اقبار** (باب افعال کے وزن پر) سے جس کے معنی قبر میں رکھنے اور رکھوانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ (لغات القرآن: ۱/ ۱۸۳)۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے الفاظ کو کھول کر یوں بیان کیا ہے۔ ''اس کی پیدائش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں لے گیا۔ عرب کا محاورہ ہے وہ جب کسی کو دفن کرتے ہیں تو کہتے ہیں: قبرت الرجل اور کہتے ہیں اقبرہ اللہ اسی طرح اور بھی محاورے ہیں (جن کا ذکر امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس کی مزید وضاحت بیان کی ہے)۔ مطلب یہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے اسے قبر والا بنا دیا۔ پھر جب اللہ چاہے گا اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ اسی زندگی کو بعث بھی کہتے ہیں۔

اگلی آیت میں انشرہ کے الفاظ بھی ہیں جس کے معنی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے زندہ کر کے (قبر سے) اٹھا کھڑا کرے گا۔ ظاہر ہے کہ جو شخص قبر میں دفن ہوگا، اسی کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھا کھڑا کیا جائے گا۔

پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے سورۃ المرسلات کی آیت الم نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا (کیا ہم نے زمین کو سمیٹ کر رکھنے والی نہیں بنایا؟ زندوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی) کی وضاحت بھی یوں بیان کی: ''اسی زمین پر زندگی بسر کریں گے اور مرنے کے بعد اسی میں دفن کئے جائیں گے''۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس وضاحت پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ قبر کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے اس باب کے تحت کئی احادیث نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ (۱) پہلی حدیث اُمّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نقل کرتے ہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر ہے، اس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں: و دفن فی بیتی ''اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں دفن ہوئے''۔ اس حدیث کو لا کر امام بخاری رحمہ اللہ موصوف جیسے لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (موصوف کی خودساختہ) برزخ میں نہیں بلکہ حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں ہے۔

(۲) دوسری حدیث بھی امام بخاری رحمہ اللہ نے اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی کی ذکر کی ہے جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی ڈر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرہ میں دفن کیا گیا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھلا نہیں چھوڑا گیا کہ) مبادا لوگ کہیں اسے سجدہ گاہ نہ بنا لیں۔ یہ حدیث بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کی وضاحت کر رہی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام کی قبریں اسی زمین میں ہیں۔

(۳) تیسری حدیث سیدنا سفیان تمار رحمہ اللہ کی ہے جس میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھ کر اس کی کیفیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بتاتے ہیں کہ وہ کوہان نما تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ دنیاوی قبر ہی تھی۔ ورنہ برزخ میں تو کوئی قبر نہیں ہوتی۔

(۴) چوتھی حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیان کی ہے جس میں سیدنا عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کے دور میں حجرۂ اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دیوار گر گئی تھی، جس کی تعمیر کے دوران ایک پاؤں دکھائی دیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں ہے مگر سیدنا عروہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ پاؤں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اس حدیث میں بھی امام بخاری رحمہ اللہ انگلی رکھ کر بتا رہے ہیں کہ قبر وہ ہوتی ہے جس میں ''جسد'' دفن ہو۔

(۵) پانچویں حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا عمرو بن میمون الاودی کی بیان کی ہے جس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اُن کے حجرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ دفن ہونے کے لئے اجازت طلب کرنے کا بیان ہے اور آخر کار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی اجازت سے حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی میں دفن ہوئے۔

غور فرمائیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ قرآن کریم، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عرب کے محاوروں تک سے ایک ہی مسئلہ ثابت کرتے ہیں اور وہ مسئلہ ہے ''ارضی قبر'' کا۔ امام بخاری رحمہ اللہ دوٹوک انداز میں فیصلہ کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ قبر اسی مقام کو کہتے ہیں جس میں میت دفن کی جاتی ہے۔ مگر امام بخاری رحمہ اللہ کی مخالفت کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف قبر کی یہ تاویل پیش کرتے ہیں۔

''ان ساری حدیثوں نے بتلا دیا کہ سچی بات یہ ہے کہ جو شخص بھی وفات پا جاتا ہے اس کو حسب حیثیت ایک برزخی جسم ملتا ہے جس میں اس کی روح کو ڈال دیا جاتا ہے اور روح اور جسم کے مجموعہ پر سوال و جواب اور عذاب وثواب کے سارے حالات گذرتے ہیں۔ اور یہی اس کی اصلی قبر بنتی ہے۔ قرآن اور صریح احادیث کا بیان تو یہ ہے مگر کچھ دوسرے حضرات اس بات پر مصر ہیں کہ ہر مرنے والے کی روح اسی دنیاوی جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور یہی جسم قبر میں پھر زندہ ہو جاتا ہے۔ (توحید خالص ص:۱۱ عذاب قبر صفحہ ۹)۔ خود ساختہ قبر کے لئے موصوف نے کس قدر جھوٹ کا اظہار کیا ہے اور دوسروں کو دوش بھی دیا ہے کہ وہ دنیاوی قبر کے قائل ہیں۔ ایسے کذاب دجال اور مفتری انسان کو دنیا پھر بھی نہ سمجھ سکی۔ اور اس کے جھوٹ کو بعض لوگوں نے سچ تسلیم کر لیا ہے۔ اسے کہتے ہیں الٹی گنگا بہنا۔

ڈاکٹر موصوف نے توحید خالص میں جگہ جگہ ایک ہی بات دہرائی ہے وہ یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور ان کا ہم خیال گروہ (مراد خود موصوف کی اپنی ذات ہے) برزخی قبر کا تصور رکھتے ہیں جبکہ امام احمد بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حنبل رحمہ اللہ اوران کا ہم خیال گروہ ارضی قبر کا نظریہ رکھتے ہیں۔امام بخاری رحمہ اللہ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کس قدر جھوٹے اور دھوکا باز ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے کتابچوں میں امام بخاری رحمہ اللہ پر بہتان باندھے ہیں اور غلط طور پر ان کی نمائندگی کی ہے۔اب جو شخص کسی عظیم شخصیت کی اس طرح غلط طور پر ترجمانی کرے اور بغیر کسی دلیل کے انہیں اپنا ہم خیال بتائے تو اس کے جھوٹا ہونے میں کیا شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ ایک اور باب میں قبر کی وضاحت اس طرح بیان کرتے ہیں:

باب موعظة المحدث عند القبر و قعود اصحابه حوله يوم يخرجون من الاجداث الاجداث: القبور بعثرت اثيرت بعثرت حوضى اى جعلت اسفله اعلاه الايفاض الا سراع وقرأ الاعمش الى نصب يوفضون الى شئ منصوب يستبقون اليه و النصب واحد والنصب مصدر يوم الخروج من قبورهم ينسلون يخرجون

قبر کے پاس محدث (عالم) کا نصیحت کرنا اوراس کے ساتھیوں کا اس کے چاروں طرف بیٹھنا۔سورۃ القمر: ۷ میں **اجداث** کا مطلب قبور ہے۔اورسورۃ الانفطار: ۴ میں **بعثرت** کے معنی ابھاری جائیں گی، اٹھائی جائیں گی۔اور **بعثرت حوضى** کا مطلب میں نے اس کے نچلے حصے کو اوپر کردیا۔**ایفاض** (جس سے **یوفضون** بنا ہے) کے معنی جلدی کرنا، تیز دوڑنے کے ہیں۔اور امام الاعمش نے سورۃ المعارج: ۴۳ کی اس آیت کو یوں پڑھا ہے: **الى نصب يوفضون** یعنی کسی بلند چیز کی طرف دوڑتے جارہے ہیں اور **نصب** واحد ہے اور **نصب** مصدر ہے۔اور سورۃ ق: ۴۲ میں **ذالك يوم الخروج** کا مطلب قبروں سے نکلنے کا دن۔اور سورۃ یٰسین: ۵۱ میں **ینسلون** کے معنی ہیں نکل پڑیں گے''۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کی ابتداء اس طرح فرمائی ہے کہ محدث کا قبر کے پاس نصیحت کرنا اوراس کے ساتھیوں کا اس کے چاروں طرف بیٹھنا۔پھر اس باب کی مناسبت سے انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان فرمائی ہے جس میں وہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے۔قبر کے مفہوم کو اچھی طرح واضح کرنے کے لئے امام بخاری رحمہ اللہ سورۃ المعارج کی آیت: **يوم يخرجون من الاجداث سراعا كانهم الى نصب يوفضون** (جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں) کے الفاظ کی بھی وضاحت کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اجداث کے معنی قبور (قبر کی جمع) ہے اور پھر اس آیت واذاالقبور بعثرت (اور جب قبریں شق کر کے اکھاڑ دی جائیں گی (الانفطار:۴)۔ کے صیغے بعثوت کی وضاحت کرتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں ابھاری جائیں گی، اور بعثرت حوضی کے معنی ہیں میں نے اس کے نچلے حصے کو اوپر کر دیا۔ اتنی وضاحت کے بعد بھی کیا کوئی شخص یہ تصور کر سکتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کسی اور مقام کو بھی قبر تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ بعثرت کی جو وضاحت انہوں نے کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن تمام مردے قبر کے پیٹ سے باہر (اوپر) نکال دیئے جائیں گے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب کہ مردے ارضی قبر میں دفن ہو چکے ہوں۔

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ اپنے مخصوص انداز میں ایک مسئلہ پر مختلف ابواب قائم کر کے اس مسئلہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیتے ہیں اور قبر کے مفہوم کو تو انہوں نے مختلف ابواب قائم کر کے اتنا واضح کر دیا ہے کہ کہیں معمولی سا اشتباہ بھی باقی نہیں رہ جاتا اور پوری کتاب الجنائز میں انہوں نے برزخی قبر کی طرف کوئی معمولی سا اشارہ بھی نہیں کیا اور وہ ایسا کر بھی نہیں سکتے تھے جب کہ قرآن و حدیث میں دور دور تک اس ''فرضی قبر'' کا کوئی وجود ہی دکھائی نہیں دیتا۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ موصوف نے سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی خواب والی جس روایت سے زبردستی برزخی قبر کو کشید کرنے کی کوشش کی ہے اس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے سرے سے کوئی باب ہی نہیں باندھا، بلکہ صرف باب کہہ کر ہی گزر گئے۔

دراصل یہ بات بھی گزرے ہوئے باب کا تتمہ ہے۔ اوپر والے باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ما قیل فی اولاد المشرکین: ''مشرکوں کی اولاد کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے'' کو ذکر کیا تھا۔ اور اس باب میں انہوں نے تین احادیث یہاں بیان فرمائی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال کیا گیا (کہ جو شعور سے پہلے انتقال کر گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا تو وہی زیادہ جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔ حدیث نمبر ۱۳۸۳ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ دوسری حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جس میں یہی مضمون بیان ہوا۔ تیسری حدیث بھی سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں حدیث نمبر ۱۳۸۵۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان اس طرف ہے کہ فطرت پر پیدا ہونے کی وجہ سے ان بچوں کا خاتمہ ایمان پر ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس باب کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضاحت کے لئے انہوں نے اگلا باب قائم فرمایا اور بغیر عنوان کے انہوں نے سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث بیان فرمائی جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک باغ میں ایک بڑے درخت کے نیچے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان کے ساتھ اولاد الناس (لوگوں کی اولاد) بھی دیکھی۔ اور اس کی مزید وضاحت امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب التعبیر باب ۴۸ میں کی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جو بچے تھے ان میں اولاد المشرکین بھی تھے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اُن کے ساتھ اولادِ مشرکین بھی تھی۔ اس طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث بیان فرما کر اولادِ مشرکین کا مسئلہ بھی حل فرما دیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث پر باب نہیں باندھا تو ممکن ہے کہ ان کا ارادہ ہو کہ وہ اس پر کوئی باب قائم کریں گے مگر اس کا اُنہیں موقع نہ مل سکا۔ اب موصوف کو چاہیئے کہ وہ صحیح بخاری کی شرح کا کام شروع کر دیں اور اس حدیث پر ایک باب القبور فی البرزخ کا اضافہ کر دیں، کیونکہ فتح الباری تو موصوف کے نزدیک ایسی شرح ہے جسے اگر نہ لکھا جاتا تو مناسب تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قبر میت کے دفن کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اب جو لوگ برزخ میں قبر پر اصرار کرتے ہیں وہ یہ بتائیں کہ برزخ میں کس چیز کو دفن کیا جاتا ہے؟ تمام برزخیوں کو میرا یہ چیلنج ہے کہ وہ میرے اس سوال کا جواب دیں۔ لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ وہ کبھی بھی اس سوال کا جواب نہ دے سکیں گے۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔

ایک زبردست دلیل

قرآن کریم میں ایک مقام پر یوں بھی ارشاد فرمایا گیا ہے:

قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَادِّينَ قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

''اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا'' بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے؟'' وہ کہیں گے'' ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھہرے ہیں، شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے''۔ ارشاد ہوگا'' تم تھوڑی ہی دیر دنیا میں ٹھہرے تھے کاش تم نے جانا ہوتا''۔

دوسرے مقام پر اس کی مزید وضاحت فرمائی گئی ہے:

وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُؤْفَكُوْنَ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (الروم:۵۵،۵۶)۔

''اور جب قیامت برپا ہوگی تو مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی بھر سے زیادہ (زمین میں) نہیں ٹھہرے ہیں، اسی طرح وہ دنیا کی زندگی میں دھوکا کھایا کرتے تھے۔ مگر جو علم اور ایمان سے بہرہ مند کئے گئے تھے وہ کہیں گے کہ اللہ کے نوشتے میں تو تم روزِ حشر تک پڑے رہے ہو، سو یہ وہی روزِ حشر ہے لیکن تم جانتے نہ تھے''۔

ان آیات نے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا کہ یہ انسان قیامت تک زمین ہی میں رہے گا جیسا کہ فی الارض عدد سنین کے الفاظ واضح کر رہے ہیں۔ اگر انسان زمین کے بجائے کسی اور مقام پر ہوتا یا کسی اور مقام پر اس کی قبر ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرور وضاحت فرما دیتا لیکن ظاہر ہے کہ اس انسان نے اسی زمین میں رہنا ہے اور قیامت کے دن بھی اسی زمین سے نکلنا ہے لہٰذا یہی زمین اس کی قبر اور مستقر ٹھہری۔

عذاب القبر مرکب اضافی ہے

عذاب مضاف ہے اور القبر مضاف الیہ ہے یعنی اس مرکب میں عذاب کی نسبت قبر کی طرف کی گئی ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ عذاب جو قبر میں ہوتا ہے اور اس وضاحت سے بھی ثابت ہو گیا کہ قبر میں میت کو عذاب ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: عذاب القبر حق (بخاری: ۱۳۷۲) قبر کا عذاب حق ہے۔

برزخ کیا ہے؟

برزخ لغت میں آڑ، حاجز، فاصل اور پردہ کو کہتے ہیں۔ دو حالتوں اور دو چیزوں کے درمیان جو چیز فاصل ہو اسے برزخ کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں برزخ کے الفاظ تین مقامات پر وارد ہوئے ہیں۔ دو مقامات پر برزخ کو دو دریاؤں یعنی میٹھا اور کھاری کے درمیان ایک روک اور آڑ قرار دیا گیا ہے۔ اور سورۃ الفرقان میں برزخ کی وضاحت کرتے حجر محجورا سے کی گئی ہے۔ حجر کا مطلب رکاوٹ اور محجور کا مطلب منع کیا ہوا۔ روکا ہوا ہے۔ مراد رکاوٹ ہے۔ دیکھئے سورۃ الفرقان آیت نمبر ۵۳۔ اور سورۃ الرحمٰن آیات ۱۹، ۲۰۔ اور ایک مقام پر اسے حاجز یعنی رکاوٹ یا آڑ (النمل:۶۱) کہا گیا ہے۔ اور تیسرے مقام پر اسے دنیا اور آخرت کے درمیان ایک آڑ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (المؤمنون:۱۰۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’اور ان مرنے والوں کے پیچھے ایک برزخ (آڑ) ہے قیامت کے دن تک‘‘۔

اللہ تعالیٰ نے مرنے والوں کے پیچھے ایک برزخ قائم کر دی ہے اور مرنے والوں پر اب جو حالات بھی قیامت تک گذریں گے انہیں دیکھنا اور محسوس کرنا ہمارے بس سے باہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان مرنے والوں کے درمیان ایک آڑ حائل کر دی ہے۔ ایک رکاوٹ ہے کہ جس نے ہمیں میت کے ساتھ پیش آنے والے حالات کو دیکھنے سے روک رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میت پر جو حالات گذرتے ہیں ہم ان کا مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ میت ابھی چارپائی پر ہوتی ہے کہ فرشتے اس کے منہ اور پیٹھ پر ضربیں لگانے لگتے ہیں اور سختی سے اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ (الانعام: ۹۳، الانفال: ۵۰) اسی طرح جب میت کو قبرستان کی طرف لے جاتے ہیں تو نافرمان کی میت چیخنے چلانے لگتی ہے اور اس کی چیخ وپکار کو جن و انس کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول المیت و ھو علی الجنازۃ قدمونی) لیکن برزخ کے حائل ہونے کی وجہ سے یہ تمام کاروائی جنوں اور انسانوں سے پوشیدہ رہتی ہے۔ اور اسی وجہ سے ہم میت کی چیخ وپکار اور آواز نہیں سن سکتے۔

برزخ کسی مقام کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک آڑ یا پردہ ہے۔ پردہ سے مراد یہاں دنیاوی پردہ نہیں ہے جیسا کہ بعض کوتاہ فہموں کو غلط فہمی ہوئی ہے بلکہ یہ ایک ایسا مضبوط پردہ اور آڑ ہے کہ جسے کراس کرنا انسانی بس سے باہر ہے البتہ یہ پردہ قیامت کے دن دور ہو جائے گا۔ لقد کنت فی غفلۃ من ھذا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید۔ اس چیز کی طرف سے تو غفلت میں تھا ہم نے تیرے سامنے سے اب وہ پردہ ہٹا دیا اور آج تیری نگاہ خوب تیز ہے۔ (سورۃ ق آیت نمبر ۲۲) اور یہی پردہ برزخ ہے۔ برزخ کی مزید تفصیل کے لئے علامہ عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ کی کتاب مترادفات القرآن صفحہ ۷۶ تا ۷۸ کا مطالعہ فرمائیں۔

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ برزخ دنیا میں نہیں بلکہ آسمانوں میں ہوتی ہے اور یہ کہنا کہ ہمارے اور میت کے درمیان برزخ حائل ہوتی ہے تو اس بات کو بھی وہ غلط قرار دیتے ہیں۔ تو ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ غور سے اس آیت کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس آیت میں دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔ (۱) مرنے والوں کے پیچھے برزخ ہے۔ اب مرنے کا اطلاق کس پر ہوگا؟ ظاہر ہے کہ اس سے مراد جسم ہے۔ کیونکہ اس پر موت واقع ہوئی ہے۔ (۲) دوسری بات اس آیت میں یہ ہے کہ برزخ اس دن تک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قائم رہے گی کہ جب لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے اور ظاہر بات ہے کہ قبروں سے کیا اُٹھایا جائے گا؟ وہ جسم ہی ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ برزخ مرنے والوں اور دنیا کے درمیان ایک آڑ ہے۔ وللہ الحمد۔

برزخی قبر کا تصور کہاں سے آیا؟

قرآن و حدیث کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر زمین میں ہوتی ہے جسے ارضی قبر کہتے ہیں اور کسی فرضی (برزخی) قبر کا قرآن و حدیث میں کہیں دور دور تک نام و نشان نہیں ملتا۔ لیکن موصوف اس بات پر مصر ہیں کہ قبر برزخ میں ہوتی ہے اس سلسلہ میں جب ہم نے تحقیق کی تو اس کی ایک دلیل مل گئی اور معلوم ہوا کہ برزخ میں قبر کا تصور شیعوں کے ہاں پایا جاتا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

فقال اما فی القیامة فکلکم فی الجنة بشفاعة النبی المطاع او وصی النبی ولکنی واللہ اتخوف علیکم فی البرزخ قلت و ما البرزخ قال القبر منذحین موته الی یوم القیامة (الفروع من الکافی ج ۳ ص ۲۴۲ طبع تہران)

عمرو بن یزید بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے تمام شیعہ جنت میں ہیں۔ المختصر یہ کہ امام صاحب نے فرمایا کہ جنت میں تمام شیعہ رسول اللہ ﷺ یا وصی رسول ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے جائیں گے لیکن اللہ کی قسم میں تمہارے حال پر ڈرتا ہوں، برزخ میں۔ عرض کیا: برزخ کیا ہے؟ فرمایا: "وہ قبر ہے جو موت کے وقت سے لے کر قیامت کے دن تک ہے"۔

معلوم ہوا کہ برزخ میں قبر کا تصور ملت جعفریہ کے ہاں پایا جاتا ہے جسے ڈاکٹر موصوف نے وہاں سے اسمگل کر کے عام مسلمانوں میں پھیلانے کی کوشش کی ہے اور برزخی قبر کو نہ ماننے والوں کو کافر قرار دے دیا۔ غور کیجئے کہ شیعیت کے لئے کیسے کیسے ہاتھ کام کر رہے ہیں؟ فاعتبروا یااولی الابصار۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر ڈاکٹر عثمانی نے شیعہ ہونے کا بہتان بھی لگایا ہے جیسا کہ منکر حدیث تمنا عمادی وغیرہ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم محدث پر شیعہ ہونے کا بہتان باندھا ہے۔ دیکھئے: امام زہری و امام طبری صفحہ ۲۱۔ لیکن خود تمنا عمادی مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کے خلفاء کو رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔ دیکھئے ان کی کتاب "الطلاق مرتن" طبع قدیم۔ امام الزہری رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم محدث اور اولیاء اللہ کے خلیل شیخ الاسلام سے متعلق اُس بہتان کا بدلہ اسے یہ ملا کہ وہ قادیانی کذاب اور اُس کی ذریت کو رحمۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

للہ علیہ لکھ کر دنیا سے چلا گیا اور ظاہر بات ہے کہ جو شخص یہ بات لکھ جائے اہل اسلام کے نزدیک اُس کی کسی دوسری بات کا کیا اعتبار ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: المرء من احب۔ انسان (قیامت کے دن) اُسی کے ساتھ ہوگا کہ جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (بخاری: ۶۱۶۸، مسلم: ۲۶۴۰) لہٰذا منکرین حدیث کو قادیانیوں سے محبت مبارک ہو۔

ڈاکٹر موصوف کے اس بہتان عظیم کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس طرح دیا کہ وہ خود شیعی عقائد کا مبلغ بن گیا اور لوگوں کے سامنے برزخی قبر کا عقیدہ پیش کر دیا۔ نیز موصوف عقیدہ تناسخ کے بھی قائل ہیں۔ واضح رہے کہ دنیاوی قبر، دنیاوی جسم، برزخی قبر اور برزخی جسم کی اصطلاحات موصوف کی ایجاد کردہ ہیں اور ان سے جہاں قرآن و حدیث کا صاف انکار لازم آتا ہے وہاں یہ اصطلاحات بدعات کے زمرے میں بھی آتی ہیں۔ اور انہیں ہم عثمانی بدعات کہہ سکتے ہیں اور یہ سب کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار کا مصداق ہے۔

دو زندگیاں اور دو موتیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (البقرۃ: ۲۸)

''تم اللہ (کے ایک معبود ہونے) کا کیسے انکار کرتے ہو کہ تم مردہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندہ کیا۔ پھر وہ تمہیں موت دے گا اور پھر (قیامت کے دن) وہ تمہیں زندہ کرے گا اور پھر تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے''۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ

''پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر قیامت کے دن تم (زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے''۔ (المؤمنون: ۱۵۔۱۶)

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ (سورۃ المومن آیۃ: ۱۱)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کافر کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو نے واقعی ہمیں دو مرتبہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی اب ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں۔ کیا اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟

ثابت ہوا کہ ہر انسان کو دو زندگیاں اور دو موتیں ہی عنایت کی گئی ہیں اور ڈاکٹر موصوف نے بھی اس کا ذکر کیا ہے بلکہ ان لوگوں کا زبردست ردّ کیا ہے کہ جو بقول ان کے دو زندگیوں کے بعد تیسری زندگی کے قائل ہیں۔ اور ان پر کفر کے فتوے بھی داغے ہیں۔ لیکن پھر انتہائی تعجب کی بات ہے کہ موصوف اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود بھی خود تیسری زندگی کے قائل ہیں اور اس کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد اگر نئے برزخی جسم کے ساتھ تیسری زندگی تسلیم کر لی جائے تو یہ بات بالکل درست ہے بلکہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔

ڈاکٹر عثمانی تیسری زندگی کے قائل تھے؟

موصوف نے عذاب قبر کے ماننے والوں کو دو زندگیوں اور دو موتوں کا انکاری قرار دیا ہے لیکن آپ کو حیرت ہوگی کہ خود موصوف حقیقتاً دو زندگیوں اور دو موتوں کے انکاری اور تین زندگیوں اور تین موتوں کے قائل تھے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

> ”اللہ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ ہر مرنے والے کو قبر ملتی ہے چاہے اس کی لاش کو جلا کر خاک کر دیا جائے یا اُس کی میت درندوں اور مچھلی کے پیٹ کی غذا بن جائے۔ یہی وہ اصلی قبر ہے جہاں رُوح کو دوسرے (برزخی) جسم میں ڈال کر قیامت تک رکھا جائے گا۔ اور اسی پر راحت یا عذاب کا پورا دور گذرے گا۔ اور یہ معاملہ صرف مومنوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ کافر، مشرک، فاسق و فاجر و منافق ہر ایک کے ساتھ یہی ہوگا۔ قرآن و حدیث کا یہی فیصلہ ہے۔۔۔۔۔۔
>
> قرآن کے بیان سے معلوم ہوا کہ فرعون کی لاش اس دُنیا میں عبرت کے لئے محفوظ، اور اُس کے ساتھیوں کی لاشیں بھی اسی دنیا میں لیکن اُن کو صبح و شام آگ پر پیش کیا جا رہا ہے۔ ثابت ہوا کہ ان کو کوئی دوسرا قیامت تک باقی رہنے والا اور عذاب برداشت کرنے والا جسم دیا گیا ہے۔ جسد عنصری وہ بہر حال نہیں ہے۔۔۔۔۔
>
> بخاری کی اس حدیث سے بہت سی باتیں سامنے آ گئیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) روحوں کو جسم (برزخی) ملتا ہے، اور رُوح اور اس جسم کے مجموعہ پر راحت وعذاب کا دور گزرتا ہے۔

(۲) اس مجموعہ کو قیامت تک باقی رکھا جائے گا اور اس پر سارے حالات قیامت تک گزریں گے۔

(۳) یہ ایسا جسم ہے کہ اگر اس کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ پھر بن جاتا ہے۔

(۴) دُنیا میں زنا کاروں کی قبریں مختلف ملکوں اور مختلف مقاموں پر ہوتی ہیں مگر برزخ میں اُن کو ایک ہی تنور میں برہنہ حالت میں جمع کر کے آگ کا عذاب دیا جاتا ہے اور قیامت تک دیا جاتا رہے گا۔

(۵) نیکوکار مرنے والے مردوں عورتوں اور بچوں کو بھی جسم ملتا ہے۔

(٦) شہداء کو بھی جسم دیا جاتا ہے اور مسلم کی حدیث کے مطابق اُن کے جسم سبز رنگ کے اور اُڑنے والے ہوتے ہیں۔ مسلم کی حدیث کے مطابق ان کے جسم۔

ان ساری حدیثوں نے بتلا دیا کہ سچی بات تو یہ ہے کہ جو شخص بھی وفات پا جاتا ہے اُس کو حسب حیثیت ایک برزخی جسم ملتا ہے جس میں اُس کی رُوح کو ڈال دیا جاتا ہے اور اس جسم اور روح کے مجموعہ پر سوال وجواب اور عذاب وثواب کے سارے حالات گذرتے ہیں اور یہی اس کی اصلی قبر بنتی ہے۔ قرآن اور صحیح احادیث کا بیان تو یہ ہے۔ .... (عذاب برزخ ص ۲، ۳، ٦، ۹)۔

موصوف کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد ہر انسان کو ایک نیا جسم دیا جاتا ہے جسے موصوف برزخی جسم قرار دیتے ہیں۔ اور روح کو اس جسم میں ڈال دیا جاتا ہے اور پھر اس مکمل انسان کو قیامت تک راحت یا عذاب کے مراحل سے گزارا جاتا ہے۔ عذاب کے نتیجے میں یہ جسم ریزہ ریزہ بھی ہو جاتا ہے اور پھر جب یہ جسم دوبارہ درست ہو جاتا ہے تو اس جسم میں دوبارہ روح کو ڈال دیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بار بار اعادہ روح ہوتا رہتا ہے اور ثواب وعذاب کا یہ سلسلہ قیامت تک رہتا ہے۔ قابل غور بات ہے کہ جسم چاہے نیا ہو یا پرانا، برزخی ہو یا عنصری، اگر روح اس میں ڈال دی جائے تو یہ ایک زندہ انسان ہو جائے گا۔ اور مرنے والے کو یہ ایک کامل ومکمل زندگی حاصل ہو جائے گی اور جب قیامت آئے تو پھر نیا جسم فوت ہو جائے گا اور پرانا جسم دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔ اور موصوف کی اس وضاحت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی ثابت ہوا کہ موصوف میت (مردہ) کے عذاب کے قائل ہی نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ کے عذاب کے قائل ہیں اور مرنے کے بعد اس کے بقول روح کو ایک نئے جسم کے ساتھ زندگی دی جاتی ہے۔

موصوف مزید لکھتے ہیں:

''اس آیت سے تو معلوم ہوا کہ ہر مرنے والے کو قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا پھر قیامت سے پہلے مرنے والا اس قبر کے اندر کیسے زندہ ہو جاتا ہے اور اس طرح قبر میں زندہ ہو جانے کے بعد آخر اسے پھر موت کب آتی ہے اور ان تین زندگیوں کے ثبوت میں آخر دلیل کیا ہے تو خاموشی چھا جاتی ہے۔قرآن کی طرح بخاری کی حدیث بھی یہی بیان کرتی ہے کہ دنیاوی جسم کو مٹی کھا لیتی ہے اور صرف قیامت کے دن عجب الذنب پر یہ جسم عنصری پھر بنے گا میدانِ محشر میں فیصلہ کے لئے حاضر کیا جائے گا۔۔۔۔۔۔۔

آخر جب قیامت سے پہلے رُوح واپس ہی نہیں لوٹتی اور مٹی جسم کو برباد کر دیتی ہے تو اس دُنیاوی قبر کے مردہ سے سوال جواب کیسا اور بغیر رُوح کے مردہ کا احساسِ راحت والم اور اُس کی چیخ و پکار کیا معنی؟ (عذاب برزخ صفحہ ۱۱)۔

موصوف عذاب قبر کے قائلین سے سوال کر رہے ہیں کہ قبر میں اگر عذاب مان لیا جائے تو بقول موصوف کے یہ تیسری زندگی ہو جائے گی اور ان تین زندگیوں کے ثبوت کی آخر دلیل کیا ہے؟ لیکن خود موصوف جس حقیقی زندگی کے قائل ہیں اس کا ان کے پاس کیا ثبوت ہے؟ اور جن احادیث کو دلیل بنانے کی اس نے کوشش کی ہے اس کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔ پھر موصوف آگے لکھتے ہیں کہ روح کے بغیر عذاب و راحت کا احساس بے معنی ہے۔ گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ عذاب قبر میت کے بجائے زندہ کو ہونا چاہیئے اور وہ خود زندہ کے عذاب ہی کے قائل ہیں۔ بالفاظ دیگر موصوف گویا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میت کو عذاب نہیں ہو سکتا بلکہ یہ عذاب زندہ انسان کو ہونا چاہیئے کیونکہ روح کے بغیر عذاب و راحت بے معنی ہے۔ بہت خوب۔

اللہ کے قانون میں تبدیلی

اس طرح موصوف اللہ کے قانون کو بدلنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ قبر کا عذاب میت کو دیا جائے گا اور موصوف کا فیصلہ یہ ہے کہ میت کو روح کے بغیر عذاب نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے موصوف نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرنے کے بعد روح کے لئے ایک نیا برزخی جسم بھی بنا ڈالا اور اس طرح اس نے اللہ کے کلمات یعنی اللہ کے قانون کو بدلنے کی کوشش کی۔ جبکہ اللہ کے قانون کو کوئی بھی نہیں بدل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ (یونس: ۶۴)۔

اور اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ نیز فرمایا:

فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا (فاطر: ۴۳)

پس تم اللہ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ اور تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تغیر نہ پاؤ گے۔

اس وضاحت سے روزِ روشن کی واضح ہو گیا کہ موصوف تیسری زندگی کے قائل ہیں اور اعادۂ روح کے بھی۔ نئے جسم میں پہلی بار جب روح کو داخل کیا گیا تو وہ زندہ انسان بن گیا۔ اب عذاب کے نتیجے میں جب یہ جسم ریزہ ریزہ ہو گیا تو اسے دوبارہ بنا دیا گیا۔ اور پھر بار بار نئے جسم کی طرف اعادۂ روح ہوتا رہے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ روح کے نئے جسم میں ڈالے جانے والے عقیدہ سے ہندوؤں کے عقیدۂ تناسخ کو بھی تقویت ملتی ہے۔ گویا موصوف ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کے بھی قائل تھے۔

حدیث قدسی میں آتا ہے کہ من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب (بخاری۔ کتاب الرقاق باب: ۳۸ ح: ۶۵۰۱) ''جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے'' (بخاری)۔ موصوف محدثین کرام کے سخت دشمن تھے اور ان پر کفر کے فتوے لگانا اس کا روزمرہ کا معمول تھا۔ دراصل موت روح اور جسم کی جدائی کا نام ہے اور روح کے جسم میں داخل ہونے کا مطلب زندگی ہے اور روح کے جسم میں داخل ہونے کا عقیدہ قرآن کریم کے سراسر خلاف ہے۔ **فافهم**۔

یہی وجہ ہے کہ موصوف تیسری زندگی، اعادۂ روح اور ہندوؤں کے عقیدۂ تناسخ کے قائل ہو کر اس دنیا سے برزخ کی طرف رواں دواں ہوئے ہیں۔ ثابت ہوا کہ موصوف:

(۱) تیسری زندگی کے قائل تھے۔

(۲) بار بار اعادہ روح کے قائل تھے۔

(۳) ہندوؤں کے عقیدۂ تناسخ کے بھی قائل تھے۔

(۴) میت کے عذاب کے برخلاف وہ زندہ کے عذاب کے قائل تھے اور اس اصول کے مطابق وہ عذاب قبر کے انکاری تھے اور برزخی قبر میں عذاب کے قائل تھے جبکہ برزخی قبر کا عقیدہ شیعوں کا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) موصوف تکفیری فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں یعنی مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ موصوف نے برزخی جسم کے ثبوت کے لئے جو احادیث ذکر کی ہیں ان میں سے کسی میں بھی جسم کے الفاظ ثابت نہیں ہیں اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ روح کو برزخی جسم میں ڈال دیا جاتا ہے بلکہ موصوف نے زبردستی ان احادیث سے برزخی جسم کو کشید کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ جہنم میں ارواح کے عذاب کے مناظر ہیں جو نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف موقعوں پر دکھائے ہیں اور بس۔ لیکن موصوف نے نبی ﷺ پر جو واضح اور کھلا جھوٹ باندھا ہے اس کی سزا جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لینے کے مترادف ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

تین زندگیاں یا بے شمار زندگیاں؟؟؟

موصوف کے بار بار اعادہ روح کے عقیدہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ موصوف تین زندگیوں ہی کے نہیں بلکہ بے شمار زندگیوں کے قائل تھے کیونکہ برزخی جسم کا ریزہ ریزہ ہو جانا پھر اس جسم کا دوبارہ بننا اور پھر اس میں روح کا اعادہ! اس طرح تو ایک ہی دن میں بے شمار زندگیاں بن جاتی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر کفر کے فتوے لگانے والے سوچیں کہ انکے پیر مغان پر اب کفر کے کتنے فتوے لگ سکتے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے پرستاران پر کفر کے فتوے لگانے کا کب آغاز کرتے ہیں؟۔

موصوف معجزات کو دلیل بنانے والوں سے کہتے ہیں: ''نبی کے معجزہ کو معمول بنا کر اپنے عقیدہ کے ثبوت میں پیش کرنا بلا کی چابکدستی ہے'' (عذاب برزخ ص ۱۹)۔ لیکن خود موصوف ان احادیث سے برزخی جسم کشید کرنے لگ گئے اور انہیں یہ خیال تک نہ آیا کہ معجزات سے بھلا بھی دلیل اخذ کی جاسکتی ہے؟ کسی چیز کا نفس الامر میں موجود ہونا اور معجزہ اسے صرف ظاہر کرے مثلاً کسی میت پر عذاب ہو رہا ہے اور آپ ﷺ وحی کے ذریعہ بتا دیں کہ اسے عذاب ہو رہا ہے، یہ معجزہ نہیں بلکہ وحی کی ایک شکل ہے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا بھی ایک معجزہ ہے لیکن اس سے کوئی عام دلیل اخذ نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ اسے دلیل بنایا جا سکتا ہے۔ پھر حیرت اس بات پر ہے کہ جرائم جسم عنصری کرے اور عذاب نئے برزخی جسم کو دیا جائے!! یہ کیا بوالعجبی ہے اور کیا جہالت ہے؟؟

ڈاکٹر موصوف نے قبر کے عذاب کے ماننے والوں پر کفر کے فتوے داغے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ قبر کے عذاب کو اگر تسلیم کر لیا گیا تو یہ بات دنیاوی قبر میں عذاب قبر کا اثبات حیات فی القبر کے ہم معنی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبر پرستی کے شرک کی اصل اور بنیاد ہے (عذاب قبر ص:۲۶)۔

یہ بات تو درست ہے کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا، وہاں چادر، بکرا، مٹھائی وغیرہ چڑھانا قبروں کی پوجا پاٹ کرنا، بزرگوں سے دعائیں مانگنا، انہیں مدد کے لئے پکارنا وغیرہ شرکیہ افعال ہیں۔ لیکن قبر کے اندر کے معاملات پر لب کشائی کرنا، آخرت کے حالات کو دنیا پر قیاس کرنا اور قبر کے عذاب وثواب پر ایمان لانے کے بجائے الٹا اس پر فتویٰ بازی کرنا جہالت کی انتہاء ہے اور احادیث صحیحہ متواترہ کا انکار ہے۔ عذاب قبر کے بیان پر اس قدر کثرت کے ساتھ احادیث مروی ہیں کہ جن کا کوئی شمار ہی نہیں اور ان احادیث کے ماننے والوں پر فتویٰ بازی کرنا یقیناً سخت گمراہی ہے۔ اور ایسا شخص یقیناً ضال و مضل ہے یعنی خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہا ہے۔

حیرت اس بات پر ہے کہ خود موصوف مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے ایک ایسی مکمل زندگی کے قائل ہیں کہ اس طرح کی زندگی کا قائل اس اُمت مسلمہ میں کوئی بھی نہیں ہے۔ اور دنیاوی قبر میں عذاب کے قائل کو موصوف نے حیات فی القبر اور قبر پرستی کے شرک کا اصل مجرم قرار دے ڈالا ہے۔ لیکن جو شخص مرنے کے بعد ایک کامل ومکمل تیسری زندگی کا قائل ہو اس پر کون کونسے فتوے چسپاں ہو سکتے ہیں؟ ان فتوؤں کا ان کے پرستار خود ہی تعین کر دیں تو بہتر ہوگا۔ موصوف ہی الفاظ میں:

فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور ڈاکٹر عثمانی کے عقیدہ میں مماثلت

سوال یہ ہے کہ موصوف نے نئے جسم میں روح کے داخل ہونے کا عقیدہ آخر کہاں سے اخذ کیا؟ دراصل ڈاکٹر موصوف نے نئے جسم میں روح کے داخل ہونے کا عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی سے لیا ہے۔ چنانچہ پہلے مرزا قادیانی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''سو ان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے افعالِ کاملہ صادر ہونے کے لئے اسلامی اصول کے رُو سے جسم کی رفاقت روح کے ساتھ دائمی ہے۔ گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لئے جسم ملتا ہے۔ وہ جسم اس جسم کی قسم میں سے نہیں ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے۔ گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں۔ ایسا ہی خدا کے کلام میں بار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بار ذکر آیا ہے۔اور بعض جسم نورانی اور بعض ظلماتی قرار دیئے ہیں جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہیں۔اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں۔انسانِ کامل اسی زندگی میں ایک نورانی وجود اس کیفیت جسم کے علاوہ پا سکتا ہے اور عالم مکاشفات میں اس کی بہت مثالیں ہیں۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوا ہے لیکن جن کو عالمِ مکاشفات میں سے کچھ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے تیار ہوتا ہے۔تعجب اور استبعاد کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائیں گے۔

غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے۔یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزا کا موجب ہو جاتا ہے۔میں اس میں صاحب تجربہ ہوں مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بار بار بعض مردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔اور میں نے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے۔غرض میں اس کوچہ سے ذاتی واقفیت رکھتا ہوں اور میں زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلماتی۔ انسان کی یہ غلطی ہوگی اگر وہ ان نہایت باریک معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہے۔ بلکہ جاننا چاہیئے کہ جیسا کہ آنکھ شیریں چیز کا مزہ نہیں بتلا سکتی اور نہ زبان کسی چیز کو دیکھ سکتی ہے۔ایسا ہی وہ علوم معاد جو پاک مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہیں۔صرف عقل کے ذریعہ سے ان کا عقدہ حل نہیں ہو سکتا۔خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں مجہولات کے جاننے کے لئے علیحدہ علیحدہ وسائل رکھے ہیں۔پس ہر ایک چیز کو اس کے وسیلہ کے ذریعہ سے ڈھونڈو تب اسے پالو گے"۔(اسلامی اصول کی فلاسفی از مرزا غلام احمد قادیانی کذاب ص ۱۳۵، ۱۳۶، روحانی خزائن ج ۱۰ ص ۴۰۴)۔

مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ پر صریح جھوٹ بھی کہا اور ارواح کے نئے جسم میں داخل ہونے کے عقیدہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا اور یہی حال موصوف کا بھی ہے کہ اس نے احادیث کا سہارا لے کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہا۔حالانکہ نئے جسم کے عقیدے کا بانی مرزا قادیانی ہے اور اسی عقیدے کو نعمت غیر مترقبہ جان کر ڈاکٹر موصوف نے اسے سینہ سے چمٹا لیا۔اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ برزخی جسم کا عقیدہ "قادیانی عقیدہ" ہے اور جسے ڈاکٹر موصوف نے اپنے روحانی استاذ مرزا قادیانی کذاب سے اخذ کیا ہے۔ویاللعجب۔

اس وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ موصوف نے نئے جسم کا عقیدہ مرزا قادیانی سے اسمگل کیا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسے مرزا قادیانی نے ''ایک نہایت دقیق راز'' قرار دیا ہے۔اور ڈاکٹر موصوف اسے ایک اہم عقیدہ قرار دے کر اُمت مسلمہ میں پھیلا رہے ہیں اور اس عقیدہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی جارہی ہے۔ اور اس عقیدہ کا ماننے والا مؤمن اور اس کا انکار کرنے والا موصوف کے نزدیک کافر ہے۔ثابت ہوا کہ موصوف چھپا قادیانی بھی ہے کیونکہ وہ قادیانی عقیدہ کی لوگوں کو دعوت دے رہا ہے۔

برزخی جسم کی حقیقت

ڈاکٹر عثمانی چونکہ تیسری زندگی کا قائل تھا اور اس کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد روح کو ایک نئے برزخی جسم میں داخل کردیا جاتا ہے اور اسی جسم کو قیامت تک راحت یا عذاب ہوتا رہتا ہے۔اب جسم چاہے نیا ہو یا پرانا جب روح کو اس میں داخل کردیا گیا تو یہ ایک کامل و مکمل زندگی بن جاتی ہے۔اور اس طرح ڈاکٹر موصوف اپنے ہی فتوے سے کافر ثابت ہو گئے۔اس سلسلہ میں موصوف کے پاس سوائے مغالطوں، دھوکے اور فراڈ کے سوا کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اس مضمون میں موصوف کی ان شاطرانہ چالوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

موت روح اور بدن کی مفارقت اور جدائی کا نام ہے اور قیامت کے دن روحوں کو دوبارہ جسموں میں داخل کردیا جائے گا اور انسانوں کو قیامت کے دن دوبارہ حقیقی زندگی حاصل ہوگی۔قیامت سے پہلے روح کا جسم کے ساتھ اتصال ممکن نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (التکویر آیت:۷)

اور جب روحیں (جسموں سے) ملادی جائیں گی۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے: ''پھر روحیں چھوڑ دی جائیں گی اور ہر روح اپنے جسم میں آجائے گی، یہی معنی ہیں: وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۔یعنی روحیں جسموں میں ملادی جائیں گی۔ (ج:۵ ص:۵۹۰، اردو ترجمہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ

پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر قیامت کے دن تم (زندہ کرکے) اٹھائے جاؤ گے۔(المؤمنون:۱۵۔۱۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روح جنت یا جہنم میں ہوتی ہے جبکہ جسم قبر میں راحت یا عذاب سے دو چار ہوتا ہے۔ قیامت سے پہلے روح کسی عارضی بدن میں داخل نہیں کی جاتی۔ لیکن ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد روح ایک نئے برزخی جسم میں داخل کر دی جاتی ہے اور یہ جسم راحت یا عذاب کے مراحل سے گزرتا رہتا ہے۔ موصوف برزخی جسم کے خودساختہ دلائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۚ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (یونس: ۹۲)

تیرے بدن کو بچائیں گے تاکہ تو اپنے بعد کے آنے والے لوگوں کیلئے نشانِ عبرت بنے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت ہماری نشانیوں سے غفلت برتتی ہے۔

فرعون کی لاش عبرت کے لئے دنیا میں، اور اللہ تعالیٰ کا سورۃ المؤمن میں ارشاد کہ آلِ فرعون کو صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے:

فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۚ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ

(سورۃ المؤمن آیات: ۴۵-۴۶)

ترجمہ: آخر کار ان لوگوں نے جو بری سے بری چالیں اُس مومن کے خلاف چلیں، اللہ نے اُن سب سے اُس کو بچالیا۔ اور آلِ فرعون خود بدترین عذاب کے پھیر میں آگئے۔ دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح وشام وہ پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آلِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کر دو۔

قرآن کے بیان سے معلوم ہوا کہ فرعون کی لاش اس دُنیا میں عبرت کے لئے محفوظ، اور اُس کے ساتھیوں کی لاشیں بھی اسی دُنیا میں لیکن اُن کو صبح وشام آگ پر پیش کیا جارہا ہے۔ ثابت ہوا کہ اُن کو کوئی دوسرا قیامت تک باقی رہنے والا اور عذاب برداشت کرنے والا جسم دیا گیا ہے۔ جسد عنصری وہ بہرحال نہیں ہے۔

اسی طرح عمرو بن لحی الخزاعی کو نبی ﷺ نے جہنم کی آگ میں اپنی انتڑیوں کو کھینچتے ہوئے دیکھا (پیٹ کے پھٹنے کے بعد) وہ پہلا شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر جانوروں کو چھوڑنے کی رسم (عربوں میں) رائج کی تھی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدثنا محمد بن ابی یعقوب عبداللہ الکرمانی قال حدثنا حسان ابن ابراھیم قال حدثنا یونس عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ رایت جھنم یحطم بعضھا بعضا و رأیت عمرا یجر قصبہ وھو اول من سیب السوائب (بخاری جلد ۲ عربی ص: ٦٦٥ مطبوعہ دہلی)

ترجمہ...... عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جہنم کو دیکھا کہ اُس کا بعض حصہ بعض کو برباد کیئے دے رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ عمرو (ابن لحی الخزاعی) اپنی آنتوں کو کھینچ رہا تھا۔ وہ پہلا شخص (عرب) ہے جس نے بتوں کے نام پر جانوروں کو چھوڑنے کی رسم ایجاد کی تھی۔ (بخاری جلد ۲ عربی ص: ٦٦٥ مطبوعہ دہلی)

اسی طرح بخاری کی دوسری روایت میں راحت و عذاب دونوں کا ذکر برزخی جسموں کے ساتھ ثابت

آگے موصوف نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی تفصیلی روایت ذکر کی ہے جس میں بعض عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے اور آپ کو جنت کا بھی مشاہدہ کرایا گیا۔ موصوف آگے لکھتے ہیں:

اس طرح امام بخاری نے ثابت کر دکھایا کہ وفات کے بعد نبی ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ والی قبر میں نہیں بلکہ جنت کے سب سے اچھے گھر میں زندہ ہیں۔ بخاری کی اس حدیث سے بہت سی باتیں سامنے آگئیں:

(۱) روحوں کو جسم (برزخی) ملتا ہے اور رُوح اور اس جسم کے مجموعہ پر راحت و عذاب کا دَور گذرتا ہے۔

(۲) اس مجموعہ کو قیامت تک باقی رکھا جائے گا اور اس پر سارے حالات قیامت تک گزریں گے۔

(۳) یہ ایسا جسم ہے کہ اگر اس کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ پھر بن جاتا ہے۔

(۴) دُنیا میں زناکاروں کی قبریں مختلف ملکوں اور مختلف مقاموں پر ہوتی ہیں مگر برزخ میں اُن کو ایک ہی تنور میں برہنہ حالت میں جمع کر کے آگ کا عذاب دیا جاتا ہے اور قیامت تک دیا جاتا رہے گا۔

(۵) نیکوکار مرنے والے مردوں، عورتوں اور بچوں کو بھی جسم ملتا ہے۔

(٦) شہداء کو بھی جسم دیا جاتا ہے اور مسلم کی حدیث کے مطابق اُن کے جسم سبز رنگ کے اور اُڑنے والے ہوتے ہیں۔ مسلم کی حدیث کے مطابق ان کے جسم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:..... مسروق رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن کی اس آیت **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون** کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس آیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہداء کی روحین سبز اُڑنے والے قالبوں میں ہیں اور اُن کے لئے قندیلیں عرشِ الٰہی سے لٹکی ہوئی ہیں۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں گھومتے پھرتے ہیں اور پھر ان قندیلوں میں آ کر بسیرا کرتے ہیں۔ انکی طرف اُنکے رب نے جھانکا اور ارشاد فرمایا کہ کسی اور چیز کی تمہیں خواہش ہے؟ شہداء نے جواب دیا کہ اب ہم کس چیز کی خواہش کر سکتے ہیں، جب ہمارا حال یہ ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مزے کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح تین بار ان سے یہی دریافت کیا اور شہداء نے دیکھا کہ جب تک وہ کسی خواہش کا اظہار نہ کریں گے اُن کا رب اُن کو برابر پوچھتا رہے گا تو انہوں نے کہا کہ مالک ہماری تمنا یہ ہے کہ ہماری رُوحوں کو پھر ہمارے جسموں میں لوٹا دیا جائے اور ہم دوسری بار تیری راہ میں شہید کئے جائیں۔ اب کہ مالک نے دیکھ لیا کہ اُنہیں کسی اور چیز کی خواہش نہیں ہے تو پھر اُن سے پوچھنا چھوڑ دیا۔ (ترجمہ صفحہ ۱۳۵-۱۳۶۔ مسلم جلد ۲۔ مطبوعہ دہلی)۔

امام مسلم نے یہ حدیث لا کر بہت سی باتیں بیان کر دیں۔ شہید کو نیا اُڑنے والا جسم ملتا ہے جس میں اس کی روح ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس جسم کے ساتھ جنت کے مزوں میں خوش وخرم رہتا ہے۔

شہید کا مالک اپنے عرش کے اُوپر سے اس پر التفاتِ خسروانہ فرمانے کے بعد گفتگو بھی کرتا ہے اور اپنی خواہشات اور تمناؤں کے اظہار پر اصرار بھی، مگر جب وہ یہ آرزو کرتا ہے کہ اُس کی رُوح کو اُس کے دنیاوی جسم میں واپس لوٹا دیا جائے تا کہ وہ ایک بار پھر اس کی راہ میں جہاد کر کے شہادت کی سعادت مندی حاصل کرے تو اس کا مالک اپنی سنت کو نہیں بدلتا اور اُس کی اس خواہش کو بھی پورا نہیں کرتا جس کے اظہار کا خود اُس نے اس سے بار بار تقاضا کیا تھا۔

موصوف آگے مزید لکھتے ہیں:

اب ان دلائل کے بعد کہ نبی ﷺ اور شہداء اپنی دُنیاوی قبر میں زندہ نہیں بلکہ عرشِ الٰہی کے نیچے اپنے بہترین گھروں میں زندہ ہیں یہ کہا جانے لگتا ہے کہ نبی ﷺ اور شہداء کی بات ہی اور ہے کسی اور کی زندگی جنت میں ثابت کیا جائے۔ اس بات کے ثبوت میں بخاری رحمہ اللہ نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ لائے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدثنا أبو الولید قال حدثنا شعبة عن عدی بن ثابت ان سمع البرآء بن عازب قال لما توفی ابراھیم قال رسول الله ﷺ ان له مرضعاً فی الجنة

(بخاری جلد ا ص ۱۸۴ مطبوعہ دہلی)

ترجمہ: البراء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُس کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۱۸۴، مطبوعہ دہلی)۔

اس حدیث سے ابراہیم کا جنت میں موجود ہونا اور ایسے جسم کے ساتھ جو چھاتی سے دودھ کھینچ سکے اسی طرح ثابت ہوا جیسے گزری ہوئی بخاری کی حدیث سے یہ ثابت ہوا تھا کہ عمرو بن لحی الخزاعی جہنم میں اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا تھا۔ یہ نہیں کہ دنیاوی قبر کے اندر دودھ پلانے والی مہیا کر دی گئی ہے۔ (عذاب برزخ ص ۳، ۶، ۷، ۹)۔

الجواب بعون الوھاب

موصوف نے فرعونیوں کے اجسام کے محفوظ رہنے والی آیت (سورۃ یونس: ۹۲) اور صبح وشام آگ پر پیش کئے جانے والی آیت (المؤمن: ۴۵، ۴۶) پیش کر کے ان آیات سے برزخی اجسام ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ فرعونیوں کے جو اجسام دنیا میں محفوظ ہیں اور ان پر عذاب کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے بلکہ اجسام جب سے اب تک اسی حالت میں رکھے ہوئے ہیں، اس سے (موصوف کے نزدیک) یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جسد عنصری کو عذاب نہیں دیا جاتا۔ اب جو اجسام صبح وشام آگ پر پیش ہو رہے ہیں وہ چونکہ (موصوف کے نزدیک) جسد عنصری نہیں ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ برزخی اجسام ہیں کہ جنہیں صبح وشام آگ پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جدید مسائل میں بعض علماء قیاس کے قائل ہیں اور قیاس و اجتہاد کے ذریعے اُنہوں نے بہت سے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ایسا کوئی عالم یا فقیہ ان پندرہ صدیوں میں نہیں گذرا کہ جس نے آخرت یا مرنے کے بعد کے مسائل میں بھی قیاس واجتہاد کیا ہو۔ غالباً موصوف اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے کہ جس نے قیاس کے ذریعے برزخی اجسام ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کیونکہ کسی بھی حدیث میں برزخی جسم کے کوئی بھی الفاظ ذکر نہیں کئے گئے ہیں اور نہ ہی کسی دوسرے جسم کا کوئی ذکر کسی حدیث میں موجود ہے لیکن قربان جایئے موصوف کے فہم و فراست پر کہ اس نے قیاس کے ذریعے برزخی جسم بھی ثابت کر دکھایا ہے۔ موصوف کا یہ دعویٰ کہ مرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد روح کو ایک نئے جسم میں داخل کر دیا جاتا ہے اور پھر قیامت تک یہی برزخی جسم ثواب یا عذاب سے ہمکنار ہوتا رہتا ہے۔ موت کے وقت روح کو جسم سے قبض کرلیا جاتا ہے۔ یعنی موت جسم اور روح کی جدائی کا نام ہے اور جب روح کو کسی جسم میں داخل کر دیا جائے تو یہ زندگی ہے اور ایسی کامل زندگی قیامت سے پہلے ممکن نہیں ہے۔ قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں موت کے وقت روح کے قبض ہونے کا ذکر آتا ہے۔ اگر روح کو مرنے کے بعد کسی جسم میں دوبارہ داخل کیا جاتا تو قرآن کریم یا احادیث رسول ﷺ میں اس کا واضح طور پر ذکر موجود ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں اس طرح کا کوئی بھی بیان یا وضاحت موجود نہیں ہے بلکہ مرنے کے بعد کی حالت کو قرآن کریم میں حالت موت قرار دیا گیا ہے۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ

پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر قیامت کے دن ہی تم زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔ (المؤمنون: ۱۵۔۱۶)۔

یعنی قیامت تک روح اور جسم میں جدائی رہے گی اور قیامت سے پہلے روح اور جسم کا ملاپ ممکن نہیں ہے۔

مرنے کے بعد قبر کے سوال و جواب کے بعد ارواح جنت یا جہنم میں داخل کر دی جاتی ہیں جبکہ اجسام قبروں میں راحت یا عذاب میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ موصوف اگر احادیث کا بغور مطالعہ کرتے تو فرعونیوں کے عذاب کا مسئلہ انہیں سمجھ میں آ جاتا۔ کافروں کی ارواح جہنم میں عذاب پاتی ہیں جبکہ ان کے اجسام قبروں میں عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور اس مسئلہ کو مندرجہ ذیل حدیث بھی واضح کرتی ہے کہ جسے موصوف نے اپنے کتابچہ ایمان خالص (سابقہ نام توحید خالص) میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

باب المیت یعرض علیه مقعده بالغداة والعشی حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالك عن نافع عن عبدالله بن عمر ان رسول الله ﷺ قال ان احدکم اذا مات عرض علیه مقعده بالغداة والعشی ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة و ان کان من اهل النار فمن اهل النار فیقال هذا مقعدك حتی یبعثك الله یوم القیمة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب: میت پر اُس کا ٹھکانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے۔

.....عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی وفات پا جاتا ہے تو اُس کا ٹھکانہ صبح و شام اُس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے تو جنت کا ٹھکانہ اور اہل دوزخ میں سے ہو تو دوزخ کا ٹھکانہ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا وہ آخری مقام، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھ کو جلائے (اور تو اس میں داخل ہو)۔

(ترجمہ: عبارت ۲۴۳ فتح الباری شرح بخاری المجلد ۳، ص ۱۸۴ جلد ا بخاری مطبوعہ دہلی)(ایمان خالص ص:۲۹)

یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ اُرواح کو جنت یا جہنم میں داخل کر دیا جاتا ہے اور ان کے اجسام (میت) قبروں میں مدفون ہوتے ہیں۔ لہٰذا ارواح پر جنت یا جہنم کو پیش کرنا تو بالکل بے معنی ہے تو لامحالہ یہاں جنت و جہنم کو میت ہی پر پیش کیا جاتا ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ سے بھی یہی بات ظاہر ہے: **ان احدکم اذا مات۔** بے شک تم میں سے جب کوئی مر جاتا ہے یعنی مرنے والے میت پر اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے کیونکہ میت ابھی جنت یا جہنم میں داخل نہیں ہوئی ہے اور اس حدیث میں آگے یہ الفاظ بھی ہیں: **هذا مقعدك حتى يبعثك الله اليه يوم القيمة** یعنی یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اس کی طرف اٹھائے گا۔ یعنی اس میں داخل کرے گا۔ عربی کی بخاری میں الی کا لفظ چھوٹ گیا ہے جبکہ بخاری (۱۳۷۹) اور موطا امام مالک میں الی کا لفظ موجود ہے اور موصوف نے بھی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: ''اور تو اس میں داخل ہو''۔ اور بخاری (کتاب الرقاق باب (۴۲) سکرات الموت) اور مسلم کی روایت میں الیہ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

يُعْرَضُ عَلَى ابْنِ آدَمَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً فِي قَبْرِهِ

(مسند احمد ۲/ ۵۹۔ وقال شعیب الارنووط: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ واخرجہ ھناد فی ''الزھد'' (۳۶۵) عن وکیع بھذا الاسناد۔ (مسند الامام احمد بن حنبل مع الموسوعۃ الحدیثیۃ جلد ۹۔ ص:۱۸۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن آدم پر اُس کا ٹھکانہ جنت یا جہنم اُس کی قبر میں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کی سند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے: حدثنا وکیع حدثنا فضیل بن غزوان۔ عن نافع عن ابن عمر.....

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنت وجہنم ہر میت پر پیش کی جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے:

باب المیت یعرض علیه مقعده بالغداة والعشی

میت پر اس کا ٹھکانہ صبح وشام پیش کیا جاتا ہے۔

بخاری کی حدیث کے علاوہ مسند احمد کی حدیث اس سلسلے میں بہت ہی زیادہ واضح ہے۔ نیز سنن الترمذی (۱۰۷۲) میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں اور اس میں میت کے الفاظ بالکل واضح ہیں:

اذا مات المیت عرض علیه مقعده بالغداة والعشی

جب میت (مرنے والا) مرجاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانہ صبح وشام پیش کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم کے بیان سے واضح ہوا کہ آل فرعون کو صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور یہ ان کے اجسام ہیں کہ جنہیں آگ پر پیش جا رہا ہے۔ اگرچہ ان کے اجسام دنیا میں محفوظ ہیں اور ان پر عذاب کے آثار بھی نظر نہیں آتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان امور کو انسانوں اور جنوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا ہے۔ چونکہ انسانوں اور جنوں سے ایمان بالغیب مطلوب ہے لہٰذا یہ عذاب ان سے مخفی رکھا گیا ہے۔ بہرحال اس تفصیل سے واضح ہوا کہ فرعونیوں کے لئے برزخی جسموں کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔

(۲) دوسری دلیل موصوف نے عمرو بن لحی الخزاعی کی بیان کی ہے جسے نبی ﷺ نے جہنم میں اپنی آنتیں کھینچتے ہوئے دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جہنم میں عمرو کی روح کو عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے جس کا نظارہ نبی اکرم ﷺ کو کرایا گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کا اپنا بھی ایک جسم ہوتا ہے اور روح احساس رکھتی ہے اور عذاب کو محسوس کرتی ہے لہٰذا موصوف کا اس روایت سے برزخی جسم کشید کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح کی کوئی بھی وضاحت احادیث میں موجود نہیں ہے کہ جس سے ثابت ہوتا کہ جہنم میں روحوں کو برزخی اجسام دیئے جاتے ہیں۔ یہ صرف موصوف کا کمال ہے کہ اس نے حدیث کے ظاہر سے برزخی جسم ثابت کر دکھایا ہے۔ حالت موت میں روح اور جسم میں جدائی رہتی ہے اسی لئے اسے حالت موت کہتے ہیں اور روح کو جسم قیامت سے پہلے نہیں ملتا بلکہ قیامت کے دن ہی روح کو جسم دیا جائے گا اور روح کو اگر جسم مل جائے تو یہ کامل زندگی ہو جائے گی جس کا اہل اسلام میں سے کوئی بھی قائل نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

(۳) تیسری دلیل موصوف نے سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت کی پیش کی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں ارض مقدس کی طرف لے جایا گیا۔ موصوف نے لکھا ہے: ''اور مجھے باہر نکال کر ایک ارض مقدس کی طرف لے گئے''۔ ارض مقدس سے مراد بیت المقدس ہے۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا ہے:

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (المائدۃ:۲۱)

''اے میری قوم تم ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے''۔

صحیح بخاری میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی موت کے واقعہ میں ان کی دعا کے یہ الفاظ ہیں:

فسأل الله ان یدنیه من الارض المقدسة رمیة بحجر

پس موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اسے ارض مقدسہ کے قریب کردے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ تک۔ (بخاری کتاب الجنائز باب (۶۸) حدیث:۱۳۳۹)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے:

باب من احب الدفن فی الارض المقدسة او نحوها

جو شخص ارض مقدسہ میں یا اس جیسی جگہ میں دفن ہونا پسند کرے۔

قرآن و حدیث کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ ارض مقدسہ سے مراد بیت المقدس کا علاقہ ہے لیکن موصوف نے حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے ارض مقدس کو نکرہ بنا دیا اور ارض مقدس کا ترجمہ ''ایک ارض مقدس'' کیا۔ گویا موصوف کے نزدیک ارض مقدس اور بھی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ موصوف کے نزدیک ارض مقدس سے برزخی ارض مقدس مراد ہو۔

اس تفصیلی حدیث میں کچھ لوگوں کو عذاب میں مبتلا ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو دکھایا گیا اور عذاب کا یہ سلسلہ زمین سے شروع ہوا اور یہ ارواح کے عذاب کے مختلف مناظر تھے جس کے بیان کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ ان جرائم کا ارتکاب کرنے سے پرہیز کریں۔ لیکن موصوف نے اس حدیث سے برزخی اجسام اور برزخی قبریں ثابت کرنے کی سعی نامسعود کی ہے اور جس میں وہ بری طرح ناکام ہوئے ہیں اس لئے کہ اس حدیث میں کسی مقام پر بھی برزخی اجسام اور برزخی قبروں کے الفاظ ذکر نہیں کئے گئے ہیں۔ جبکہ موصوف کا یہ طرز استدلال دین میں زبردستی اضافہ اور بے جا مداخلت ہے اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پس۔ صحیح بخاری میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے آپ کو (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا۔ پس میں نے وہاں رمیصاء طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو دیکھا اور میں نے جوتیوں کی چاپ بھی سنی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ پس کہا گیا یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۶ مناقب عمر بن الخطاب: ۳۶۷۹) اور ایک روایت میں ہے کہ "میں نے رات کو تیری جوتیوں کی چاپ اے بلال! جنت میں اپنے سے آگے آگے سنی ہے۔ (بخاری: ۱۱۴۹، مسلم: ۶۳۲۴)۔ رمیصاء رضی اللہ عنہا اور بلال رضی اللہ عنہ اس وقت دنیا میں ہی موجود تھے لیکن آپ ﷺ نے انہیں جنت میں دیکھا۔ ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ راحت و عذاب کے جو مناظر آپ ﷺ کو خواب میں دکھائے گئے وہ ترغیب و ترہیب کے لئے تھے۔ اور ان کے بیان کا مقصد برزخی قبروں یا برزخی اجسام کے ثبوت فراہم کرنا نہیں تھا۔ بلکہ نیکیوں کی طرف سبقت کرنے اور گناہوں کے بدانجام سے ڈرانا مقصود تھا۔

اس حدیث میں ہے کہ "وہ شخص جس کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کے گال پھاڑے جارہے ہیں وہ کذاب تھا، جھوٹی بات بیان کرتا تھا اور اس بات کو لوگ لے اُڑتے تھے یہاں تک کہ ہر طرف اس کا چرچا ہوتا تھا تو اس کے ساتھ آپ نے جو ہوتے دیکھا وہ قیامت تک ہوتا رہے گا اور جس کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جارہا ہے یہ وہ شخص تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا پھر وہ راتوں کو قرآن سے غافل سوتا رہا اور دن کو اس کے مطابق عمل نہ کیا۔ یہ عمل قیامت تک اس کے ساتھ ہوتا رہے گا۔ اور ایک روایت میں ہے: اس شخص نے قرآن حاصل کیا تھا پھر اسے چھوڑ دیا اور فرض نماز چھوڑ کر سو جاتا تھا (بخاری: ۱۱۴۳) اور جن کو آپ ﷺ نے ثقب (تندور) میں دیکھا تھا وہ زنا کار تھے اور جس کو آپ ﷺ نے دریا میں دیکھا وہ سود خور تھا۔ (بخاری: ۱۳۸۶)۔

اس حدیث میں دینی احکامات پر عمل نہ کرنے والے کے متعلق بتایا گیا ہے کہ یہ سزائیں انہیں قیامت تک ملتی رہیں گی۔ اس حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ان اشخاص کی ارواح کو جہنم میں عذاب دیا جارہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور اسی طرح عذاب قبر کے سلسلہ میں بھی اس طرح کے الفاظ احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بینما رجل یجر ازارہ من الخیلاء خسف بہ فھو یتجلجل فی الارض الی یوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القیمة (بخاری:۳۴۸۵)
پہلے زمانے میں ایک شخص اپنی ازار کو تکبر سے لٹکائے چلا جارہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

جلجلة زوردار آواز کو کہتے ہیں۔ **فھو یتجلجل فی الارض الی یوم القیمة** وہ قیامت تک زمین میں گھستا اور دھنستا رہے گا۔ (لغات الحدیث ص ۴۷ جلد اول حرف ج)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ایک شخص ایک (عمدہ قسم کا) جوڑا پہن کر اور بالوں میں کنگھی کر کے اتراتا جارہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔ (بخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلاء ۵۷۸۹)

صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

وھو یتجلجل فی الارض حتی تقوم الساعة (مسلم کتاب اللباس باب تحریم التبختر فی المشی مع اعجابه بثیابه:۲۰۸۸)

اور وہ زمین میں دھنستا چلا جائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے"۔

زمین ہی چونکہ انسان کی قبر ہے لہٰذا اس شخص کا زمین میں دھنسنا اور پھر قیامت تک دھنستے چلے جانا بھی عذاب قبر کی زبردست دلیل ہے۔ نیز جلجلہ زور کی آواز کو کہتے ہیں لیکن پردۂ غیب کی وجہ سے یہ آواز انسان اور جن نہیں سکتے۔

روح جہنم میں عذاب سے دوچار ہوتی ہے اور سیدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کے مناظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے اور جسم کو قبر میں عذاب ہوتا ہے جس کا ذکر بہت سی احادیث میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے اور یہ حدیث بھی قبر کے عذاب میں نص قطعی ہے۔ اور یہ عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا۔

(۴) سنن الترمذی میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو عذاب قبر کی حدیث مروی ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

فلا یزال فیھا معذبا حتی یبعثه الله من مضجعه ذلك

"پس وہ برابر عذاب دیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی قبر سے (قیامت کے دن) اٹھائے گا" (سنن ترمذی کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر ۱۰۷۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) بخاری و مسلم کی حدیث بھی گذر چکی ہے جس میں ہے کہ میت پر صبح و شام اس کا ٹھکانہ (جنت یا جہنم) پیش کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ جس میں اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن اٹھا کر اس میں داخل کر دے گا۔

(۴) چوتھی دلیل موصوف نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے پیش کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: **ارواحھم فی اجواف طیر خضر**۔ "ان (شہدائ) کی روحیں اُڑنے والے سبز (اجسام) کے پیٹوں میں ہوتی ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شہدا کو پرندوں کے اجسام دے دیئے جاتے ہیں یا وہ پرندے، بن جاتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ سبز اجسام انہیں سواری کے لئے دیئے جاتے ہیں جس سے وہ جنت کی سیر کرتے ہیں جیسا کہ اسی حدیث میں آگے اس کی وضاحت موجود ہے۔ ہوائی جہاز میں سفر کرنے والا اس کے پیٹ میں بیٹھتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ انسان ہوائی جہاز بن جاتا ہے بلکہ ہوائی جہاز اس کی سیر وتفریح کا ایک ذریعہ ہوتا ہے اور جنت میں ایسے کئی ذرائع موجود ہوں گے۔ لغت عربی میں طیر کے الفاظ اُڑنے والی چیز کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ طار (باب ضرب) اڑنے کے معنی میں آتا ہے۔ **تطیّر** کے معنی کسی چیز کا ہوا میں اڑنا ہے۔ طیر کا لفظ عموماً پرندے پر بولا جاتا ہے اس لئے کہ وہ اڑتا ہے ورنہ طیر کا مطلب ہر جگہ پرندہ نہیں ہے۔ ہوائی جہاز کو بھی عربی میں طائر یا طیارہ کہتے ہیں۔ سنن ابن ماجہ میں اس روایت کے الفاظ یوں ہیں: **ارواحھم کطیر خضر** ان کی ارواح گویا جیسے سبز طیر ہوتے ہیں۔ (کتاب الجہاد باب ۱۶ فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ ۲۸۰۱) نیز ملاحظہ فرمائیں: السنن الکبری للبیہقی (۹/ ۱۶۳)، مجمع الزوائد (۶/ ۳۲۸) وقال الھیثمی: رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح۔

اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ شہداء کو اُڑنے والے اجسام یا پرندوں سے تشبیہ دی گئی ہے نہ کہ انسان کو پرندہ بنا دیا جاتا ہے جیسا کہ یوم الست میں جب آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا گیا تو **کانھم الذر** گویا وہ چیونٹیوں کی طرح تھے۔ ملاحظہ فرمائیں: مسند احمد (۶/ ۴۴۱) وقال الحافظ زبیر علی زئی: اسنادہ صحیح (اضواء المصابیح تحقیق وتخریج مشکوۃ المصابیح (حدیث نمبر ۱۱۹) اور دوسری روایت میں کالذر کے الفاظ آئے ہیں۔ (مسند احمد ۱: / ۲۷۲) وقال الھیثمی: رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح (۷/ ۱۸۸) مشکوۃ المصابیح باب الایمان بالقدر) اس حدیث میں ارواح کو چیونٹیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اس حدیث کے آخری حصہ سے واضح ہوتا ہے کہ جنت میں شہداء کی روحیں بغیر جسم کے ہوتی ہیں، چنانچہ اللہ رب العالمین ان پر جھانکتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم کو کس چیز کی خواہش ہے۔ المختصر یہ کہ وہ کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں:

یارب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل فی سبیلک مرۃ اخری

اے ہمارے رب ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے یہاں تک کہ ہم دوسری مرتبہ تیری راہ میں قتل ہو جائیں۔

اس وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ ارواح یہ مطالبہ اور درخواست کر رہی ہیں کہ انہیں ان کے اجسام میں دوبارہ لوٹا دیا جائے۔ اگر ان کے نئے اور برزخی جسم ہوتے تو وہ کبھی بھی اس طرح کا مطالبہ نہ کرتیں۔

(۵) موصوف نے پانچویں دلیل رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی پیش کی ہے کہ ان کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے لیکن جیسا کہ واضح کیا گیا ہے کہ قیاس سے کوئی چیز ثابت نہیں کی جا سکتی بلکہ ایسا قیاس، قیاس مع الفارق ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور دین میں ایسا اضافہ نا قابل قبول ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس فیہ فھو رد (بخاری: ۲۶۹۷، مسلم)

جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں موجود نہ تھی تو وہ قابل رد ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے معراج میں بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھا مثلاً آدم، ابراہیم، موسیٰ، یونس، عیسیٰ علیہم السلام وغیرھم کو دیکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے لیکن ان کی بھی آپ ﷺ نے زیارت کی بلکہ آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھا۔ (مسلم)۔ اسی طرح آپ نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا کہ جو آگ کی قینچیوں سے اپنے ہونٹوں کو کاٹ رہے تھے اور جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپ کی اُمت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے لیکن اپنی جانوں کو بھلا دیتے تھے۔ (مسند احمد مع الموسوعہ ج ۲۱، حدیث ۱۳۵۱۵) مشکاۃ المصابیح باب الامر بالمعروف۔ یہ حدیث موصوف نے بھی "اتقوا اللہ" میں نقل کی تھی۔ آپ نے جن خطیبوں کو جہنم میں دیکھا وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوتے تھے جس سے ثابت ہوتا کہ اس طرح کے واقعات لوگوں کی ترغیب و ترہیب کے لئے ہوتے ہیں تاکہ لوگ بداعمالی سے باز آ جائیں۔ اور اس طرح کی روایت سے برزخی اجسام کا ثبوت آج تک کسی نے پیش نہیں کیا۔ ڈاکٹر موصوف نے برزخی اجسام کے ثبوت کے لئے جس قدر کاوش کی ہے اور جتنی روایات بھی اس سلسلے میں پیش کی ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی برزخی جسم کا واضح ثبوت وہ پیش نہیں کر سکے اور نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی برزخی جسم کا کوئی لفظ ہی وہ کسی روایت سے ثابت کر پائے ہیں۔ اور پھر برزخی اجسام میں ارواح کے ڈالے جانے کا دعویٰ بھی وہ ثابت نہیں کر سکے ہیں۔ بلکہ ان احادیث کو پیش کر کے موصوف نے دھوکا دینے کی زبردست کوشش کی ہے۔ جس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے فن دینداری کے زبردست حربے استعمال کیے تھے لیکن انہیں مکمل ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُس کا ہر حربہ ناکام بنا دیا۔ ان اللہ سیبطلہ ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین۔ (یونس: ۸۱) البتہ برزخی اجسام کا ثبوت اُن کے استاذ مرزا قادیانی کی عبارت ہے اور اس فلسفہ کو موصوف نے قرآن و حدیث کا نام دے ڈالا۔ اور اپنے استاد کے نام کو انہوں نے پردۂ اخفاء میں رکھے رکھا۔ سبحانك هٰذا بهتان عظيم۔ وهذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

عذاب قبر کی کیفیت

موت کے وقت ملک الموت روح کو قبض کر لیتے ہیں (السجدہ: ۱۸) اور جسم اور روح میں جدائی واقع ہو جاتی ہے اور یہ جدائی قیامت تک رہتی ہے۔ قبر کے سوال و جواب کے بعد روح جنت یا جہنم میں داخل کر دی جاتی ہے اور میت قبر میں ہوتی ہے روح کو جو عذاب ہوتا ہے اسے عذاب جہنم کہتے ہیں اور میت (جسم) کو قبر میں جو عذاب ہوتا ہے اسے عذاب قبر کہتے ہیں اور نبی ﷺ نے ان دونوں عذابوں یعنی عذاب جہنم اور عذاب قبر کو الگ الگ بتایا ہے اور اُمت کو نماز کے آخر میں چار چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے (مسلم) اور آپ بھی ہمیشہ نماز کے آخر میں ان چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے (بخاری) عذاب قبر قیامت تک جاری رہے گا لیکن موصوف نے عذاب قبر کو سمجھنے میں زبردست ٹھوکر کھائی ہے اور عذاب جہنم والی احادیث کو ذکر کر کے اسے ہی عذاب قبر قرار دے ڈالا اور اصل عذاب قبر کا صاف انکار کر دیا اور جنت اور جہنم کو برزخی قبریں قرار دے دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ڈاکٹر موصوف کا سفید جھوٹ

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں: ''دوسرے حضرات اس بات پر مصر ہیں کہ ہر مرنے والے کی روح اسی دنیاوی جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور یہی جسم قبر میں پھر زندہ ہو جاتا ہے اور برابر زندہ رہتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ مردہ کا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے یا آگ اسے جلا کر خاکستر کر دے تو جلا دیا جانے والا کافر تو عذاب سے بچ گیا۔ اس کے دونوں کانوں کے درمیان گرز کیسے مارا جائے گا اور عذاب کا دور اس پر کیسے گذرے گا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قدرت اور إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ اللہ کی قدرت سے کس کو انکار ہے لیکن قدرت کے ساتھ ساتھ اللہ کی ایک نہ بدلنے والی سنت بھی تو ہے۔ اس کو نظر انداز کر دینا بھی تو اچھا نہیں۔

قرآن و بخاری و مسلم کی احادیث نبوی کے فیصلہ کے برخلاف اب جو یہ کہا جانے لگا ہے کہ رُوح نکلنے کے بعد اسی دُنیاوی قبر کے مردے میں واپس لوٹا دی جاتی ہے اور یہ مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ دیکھنے اور سننے لگتا ہے۔ اور اس قبر میں اس زندہ ہو جانے والے مردے پر عذاب اور راحت کا پورا دور قیامت تک گزرے گا۔ (عذاب برزخ ص:۱۰)۔

موصوف نے یہ بالکل سفید جھوٹ کہا ہے اس لئے کہ قرآن و بخاری و مسلم میں میت کے عذاب کا ذکر آیا ہے۔ میت راحت و آرام یا عذاب کو محسوس کرتی ہے۔ عذاب سے چیختی چلاتی بھی ہے (بخاری) اور قبر میں سوال و جواب کے وقت اعادہ روح بھی ہوتا ہے (ابوداؤد، مسند احمد) کیونکہ یہ انتہائی اہم سوالات ہوتے ہیں کہ جن پر میت کے مستقبل کا فیصلہ ہونا ہوتا ہے اس لئے اس اہم موقع پر روح کو بھی حاضر کیا جاتا ہے لیکن روح کے اعادہ کے باوجود مرنے والا میت ہی ہوتا ہے اس لئے کہ دو زندگیاں یعنی دنیاوی زندگی اس کی ختم ہو چکی ہے اور قیامت کے دن کی زندگی ابھی شروع نہیں ہوئی اور انسان اس وقت حالت موت میں ہوتا ہے یعنی میت ہوتا ہے۔ روح کے اعادہ سے زندگی ثابت نہیں ہوتی جس طرح دنیا میں سوتے وقت روزانہ انسان پر موت طاری ہو جاتی ہے اور اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور جاگنے پر پھر اعادہ روح ہو جاتا ہے۔ (دیکھئے: سورۃ الزمر آیت ۴۲ اور اس آیت کی تفسیر بخاری: ۶۳۲۰) اور انسان جاگ جاتا ہے، لیکن اس سے کئی زندگیاں ثابت نہیں ہوتیں۔ دنیاوی زندگی میں روزانہ اعادہ روح کے باوجود بھی کئی زندگیاں اور کئی موتیں ثابت نہیں ہوتیں بلکہ اسے ایک ہی زندگی کہا جاتا ہے۔ موت کے بعد میت کی طرف سوال و جواب کے لئے اعادہ روح ہوتا ہے تو اس سے بھی زندگی ثابت نہیں ہوتی بلکہ میت بدستور میت ہی رہتی ہے۔

قرآن و حدیث میں عذاب قبر اور میت کے متعلق جو کچھ بیان ہوا ہے یہی اللہ تعالیٰ کی نہ بدلنے والی سنت ہے لیکن موصوف کا خیال ہے کہ اس کے خود ساختہ اور من گھڑت نظریات اللہ تعالیٰ کی نہ بدلنے والی سنت ہے۔ ویاللعجب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تناسخ کیا ہے؟

وارث سرہندی صاحب لکھتے ہیں: تناسخ: روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں آنا۔ (ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق) بار بار جنم لینا، جون بدلنا، چولا بدلنا، آواگون۔ (جامع علمی اردو لغت ص ۴۶۹) نیز ملاحظہ فرمائیں: رابعہ اردو لغت جدید ص: ۲۶۰۔

سید قاسم محمود صاحب تناسخ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آواگون! جون بدلنا بقول مولانا اشرف علی تھانوی ایک بدن سے دوسرے بدن کی طرف نفس ناطقہ کا انتقال۔

ہندوستان میں اس اعتقاد کے لوگ عام ہیں۔ بقول البیرونی ''جس طرح شہادت بہ کلمہ اخلاص مسلمانوں کے ایمان کا شعار ہے، تثلیث علامت نصرانیت ہے اور سبت منانا علامت یہودیت اسی طرح تناسخ ہندو مذہب کی نمایاں علامت ہے''۔ موصوف مزید لکھتے ہیں: ''عقیدہ تناسخ روح کے ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہونے کے معنی میں متعدد شیعی فرقوں میں بھی پایا جاتا ہے''۔ موصوف آخر میں لکھتے ہیں: ''تناسخ کا عقیدہ ہندومت اور مسلمانوں کے علاوہ بدھ مت، قدیم یونانیوں اور دنیا کے دیگر مذاہب واقوام کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیمات اس عقیدے کی مخالف ہیں اور واضح طور پر اس کی تردید کرتی ہیں''۔ (شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا ص ۵۳۴)

برزخی قبر کی طرح تناسخ کا عقیدہ بھی ہندوؤں کے علاوہ متصوفین یا مسلمانوں کے بعض فرقوں شیعہ وغیرہ میں پایا جاتا ہے اور وہاں سے ڈاکٹر موصوف نے اس عقیدہ کو بھی ہاتھوں ہاتھ لیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حافظ ابن حزم ظاہری اندلسی رحمہ اللہ کا فتویٰ عقیدہ تناسخ کے حاملین پر

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے اصحاب التناسخ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے اور انہوں نے واضح کیا ہے کہ اپنا عقیدہ رکھنا تمام اہل اسلام کے نزدیک کفر ہے اور انہوں نے اس مسئلہ کو عقیدہ توحید کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے چنانچہ موصوف فرماتے ہیں:

''ارواح نہ تو فنا ہوتی ہیں اور نہ ہی دوسرے جسموں (برزخی) کی طرف منتقل ہوتی ہیں لیکن وہ باقی رہتی ہیں، زندہ رہتی ہیں آرام و آسائش اور اذیت و تکلیف کو برداشت کرنے میں حساس و عاقل ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا پھر اچھے اعمال اور جنت و جہنم کے بدلے کے لئے ان کو ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے جسموں کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کرام کی ارواح کے، کہ وہ اب بھی رزق اور نعمتوں سے سرشار ہیں اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ روحیں ان جسموں سے جدا ہونے کے بعد دوسرے جسموں میں منتقل کر دی جاتی ہیں (یا باالفاظ دیگر ان ارواح کو برزخی اجسام دیئے جاتے ہیں) تو یقیناً یہ کفر ہے اور اس پر یہ دلیل ہے"۔..............

آگے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی معراج کے سلسلہ والی مشہور حدیث جو انہوں نے ابوذر غفاریؓ سے روایت کی ہے، بیان کی ہے، اور آخر میں ایک اور حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ارواح اپنے جسموں سے مفارقت کے بعد حساس ہوتی ہیں۔ جانتی اور پہچانتی ہیں اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ روحیں دوسرے جسموں میں منتقل ہو جاتی ہیں تو یہ قول اصحاب التناسخ کا ہے اور تمام اہل اسلام کی نگاہ میں (ایسا عقیدہ رکھنا) کفر ہے"۔ (المحلی بالآثار جلد اول ص ۴۴، ۴۵ طبع دار الفکر بیروت)۔

موت سے روح اور جسم کے درمیان جدائی واقع ہو جاتی ہے

موت کے وقت ملک الموت روح کو بدن سے قبض کر لیتے ہیں یعنی نکال لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ

آپ کہیئے کہ موت کا وہ فرشتہ (ملک الموت) جو تم پر مقرر کیا گیا ہے وہ تمہاری روحوں کو قبض کرے گا پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (السجدۃ:۱۱)

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ (الانعام:۶۱، ۶۲)

اور وہ اپنے بندوں پر حاوی ہے اور تم پر اپنے محافظ (فرشتے) بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر یہ سب اللہ کی طرف جو ان کا حقیقی آقا ہے واپس لائے جائیں گے خبردار رہو کہ فیصلہ (کا اختیار) اسی کو ہے اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز ملاحظہ فرمائیں: سورۃ الزمر آیت نمبر ۴۲۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا خرجت روح المؤمن تلقاها ملكان يصعدانها

جس وقت مومن کی روح (بدن) سے نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ: ۷۲۲۱، مشکوٰۃ المصابیح: ۱۶۲۸)

سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب (ان کے شوہر) سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں (موت کے وقت) پتھرا گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے ان کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا:

ان الروح اذا قبض تبعه البصر (مسلم: ۲۱۳۰) مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب مایقال عند من حضرۃ الموت: ۱۶۱۹)

''جب روح قبض کی جاتی ہے تو اس کی بینائی بھی روح کے ساتھ چلی جاتی ہے''۔

دیگر احادیث میں روح کے قبض کیے جانے کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر آیا ہے اور یہ احادیث مشکوٰۃ المصابیح کے اسی مذکورہ باب میں موجود ہیں۔ اسی طرح کفار کی روح کے قبض کیے جانے کا بیان قرآن کریم میں بھی کئی مقامات پر موجود ہے۔

موت کا مطلب

قرآن وحدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت انسان پر موت آتی ہے تو اس کی روح کو فرشتے قبض کر لیتے ہیں یعنی روح کو بدن سے نکال لیتے ہیں۔ گویا روح اور بدن میں جدائی کا نام موت ہے۔ مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مَات: موت (ضد حیات) بمعنی کسی جاندار سے روح یا قوت کا زائل ہوجانا۔ (م۔ل) جسم سے روح کا جدا ہونا۔ (مترادفات القرآن مع فروق اللغویۃ ص ۷۷۶ طبع مکتبۃ السلام لاہور)۔

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ موت کی وجہ سے جسم اور روح میں جدائی ہوجاتی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک قائم رہتا ہے اور قیامت کے دن تمام انسان زندہ ہوکر زمین سے پودوں کی طرح اُگ پڑیں گے اور روحوں کو جسموں کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ قیامت سے پہلے روح کو جسم کی طرف نہیں لوٹایا جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوائے دفن کے وقت، کہ اس وقت سوال و جواب کے لئے روح کو جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں اس کا ذکر آتا ہے اور یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ البتہ روح کے لوٹائے جانے کے باوجود بھی میت بدستور میت ہی رہتی ہے کیونکہ ہر انسان کو دو زندگیاں اور دو موتیں ہی دی گئی ہیں۔ نیز یہ اعادہ دنیا کے اعادہ کی طرح نہیں ہوتا بلکہ اس سے مختلف ہوتا ہے۔

دو زندگیاں اور دو موتیں

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (البقرۃ:۲۸)

''تم اللہ (کے ایک معبود ہونے) کا کیسے انکار کرتے ہو کہ تم مردہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندہ کیا۔ پھر وہ تمہیں موت دے گا اور پھر (قیامت کے دن) وہ تمہیں زندہ کرے گا اور پھر تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے''۔

دوسرے مقام پر اِرشاد فرمایا:

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ

''پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر قیامت کے دن تم (زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے''۔ (المؤمنون:۱۵-۱۶)

قَالُوْا رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ (سورۃ المومن آیۃ:۱۱)

کافر کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو نے واقعی ہمیں دو مرتبہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی اب ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں۔ کیا اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟

ثابت ہوا کہ ہر انسان کو دو زندگیاں اور دو موتیں ہی عنایت کی گئی ہیں۔

اب میت کی دنیاوی زندگی ختم ہو چکی ہے اور دوسری زندگی اسے قیامت کے دن حاصل ہوگی۔ اب میت جس حالت میں ہے یہ حالت موت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور میت ہو جاؤ گے یعنی مرنے والے ہو اور پھر قیامت کے دن تم (زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے''۔ (المؤمنون: ۱۵، ۱۶)

واضح رہے کہ قبر میں روح کے لوٹنے سے زندگی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ دنیا میں جب نیند کی وجہ سے انسان پر عارضی موت طاری ہو جاتی ہے اور جاگنے کی صورت میں اس کی طرف روح لوٹائی جاتی ہے جیسا کہ سورۃ الزمر اور سورۃ الانعام میں مذکور ہے۔

روح کے جسم میں بار بار لوٹائے جانے سے یعنی اعادہ روح سے نئی زندگی ثابت نہیں ہوتی؟

ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے کہ اگر سوال و جواب کے وقت روح قبر میں لوٹائی جائے تو اس سے تیسری زندگی ثابت ہو جائے گی لیکن یہ موصوف کی خام خیالی ہے اس لئے کہ مجرد روح کے لوٹائے جانے سے نئی زندگی ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ میت کی دنیاوی زندگی تو ختم ہو چکی ہے اور قیامت کی زندگی ابھی شروع ہی نہیں ہوئی۔ اسی طرح دنیا میں انسان جب سو جاتا ہے تو اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور جاگنے پر روح کا اعادہ ہوتا ہے اور روح اس کی طرف لوٹا دی جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان جاگ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الزمر: ۴۲)

اللہ موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے اور جو ابھی مرا نہیں اس کی روح نیند میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسری (روحوں) کو ایک مدت مقرر تک کے لئے (واپس) بھیج دیتا ہے۔ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ حالت نیند میں بھی اللہ تعالیٰ روحیں قبض کر لیتا ہے۔ اور پھر جب انسان جاگتا ہے تو اس کی روح کو اس کی طرف بھیج دیتا ہے اور یہ اعادہ روح روزانہ ہی ہوتا رہتا ہے لیکن اُمت مسلمہ میں سے کسی ایک عالم نے بھی روح کے بار بار اعادہ کے باوجود بھی اس سے کئی زندگیاں مراد نہیں لیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا اس اعادہ سے اس نے کوئی نئی زندگی ثابت نہیں کی۔ اس حقیقت سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ روح کے اعادہ سے کوئی نئی زندگی ثابت نہیں ہوتی۔ واضح رہے کہ قرآن و حدیث میں نیند کو بھی موت قرار دیا گیا ہے گویہ عارضی موت ہوتی ہے کہ جس میں انسان کی روح قبض ہو جاتی ہے۔ البتہ جاگنے پر اس کی روح دوبارہ اس کے بدن میں لوٹا دی جاتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ ایک سفر میں سو گئے اور آپ ﷺ اور صحابہ کرام کی نماز فجر قضاء ہو گئی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ قبض ارواحکم حین شاء و ردھا علیکم حین شاء (بخاری:۵۹۵۔ ۷۴۷۱، سنن نسائی، ابوداؤد:۴۳۹، مسند احمد:۵/۳۰۷، السنن الکبری للبیہقی:۱/۴۴، ۲/۲۱۶)

مصنف ابن ابی شیبہ (۲/۶۶) عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تمہاری روحوں کو قبض کر لیا اور جب چاہا انہیں تمہاری طرف لوٹا دیا۔

ایک روایت میں یہ بھی الفاظ ہیں:

انکم کنتم امواتاً فرد اللہ الیکم ارواحکم

(مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۶۴، ۱۴/۱۶۲ عن ابی جحیفہ وقال الھیثمی: رواہ ابویعلی والطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات، مجمع الزوائد:۱/۳۲۲، وصححہ الالبانی بارواء الغلیل ۱/۲۹۳)

''بے شک تم مردہ تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف تمہاری روحوں کو لوٹا دیا''۔

سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

ولکن ارواحنا کانت بید اللہ عزوجل فارسلھا انی شاء (سنن ابی داؤد: کتاب الصلاۃ باب فی من نام عن صلاۃ او نسیھا:۴۳۸)

اور لیکن ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تھیں اور اس نے جب چاہا انہیں (واپس) بھیج دیا۔

سیدنا ذو مخبر رضی اللہ عنہ کی ایک تفصیلی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سکون کے ساتھ نماز پڑھ لی تو ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا ہم قصوروار بھی ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا:

لا قبض اللہ عزوجل ارواحنا وقد ردھا الینا وقد صلینا (مسند احمد ۴/۹۱، وقال الھیثمی: رواہ احمد وطبرانی فی الاوسط ورجال احمد ثقات مجمع الزوائد ۱/۳۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں (بلکہ) اللہ عزوجل نے ہماری روحوں کو قبض کر لیا تھا اور تحقیق اس نے انہیں ہماری طرف لوٹا دیا اور ہم نماز پڑھ چکے ہیں۔ (لہذا ہم قصوروار نہیں ہیں)۔

روح کے اخراج کے بعد انسان میت قرار پاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ

پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر قیامت کے دن تم (زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے۔ (المؤمنون: ۱۵۔۱۶)۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ دنیاوی زندگی کے ختم ہوتے ہی انسان میت قرار پاتا ہے اور قیامت کے دن تک وہ میت ہی رہے گا اور قیامت کے دن اسے دوسری زندگی عطاء کی جائے گی۔ اور یہ میت دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان رسول الله ﷺ قبّل عثمان بن مظعون و هو ميت (رواہ الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ۔ مشکاۃ المصابیح: ۱۶۲۳۔ وقال الاستاذ زبیر علیزئی: حسن۔ رواہ الترمذی: ۹۸۹۔ وقال "حسن صحیح"۔ ابوداؤد: ۳۱۶۳، وابن ماجہ: ۱۴۵۶))

رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی میت کا بوسہ لیا۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

ان ابا بكر قبّل النبی ﷺ وهو ميت (رواہ الترمذی و ابن ماجہ۔ مشکوۃ ایضاً: ۱۶۲۴ وقال الاستاذ حافظ زبیر علی زئی اسنادہ حسن)

بے شک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی میت کا بوسہ لیا

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: ۳۰)

اے نبی (ﷺ) بے شک تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری میں کتاب الجنائز قائم کر کے اس میں میت کے الفاظ کے ساتھ اشارہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابواب قائم کیے ہیں جس میں انہوں نے میت کے احکامات بیان کیے ہیں اور لفظ میت کی اچھی طرح وضاحت اور تشریح بیان کی ہے۔

صحیح بخاری میں کتاب الجنائز کے میت والے ابواب

میت دراصل جسد عنصری، لاش، مردہ اور نعش کو کہتے ہیں۔ اور امام بخاری نے کتاب الجنائز میں اٹھارہ ابواب میں میت کے نام سے عنوانات قائم کیے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) جب میت کفن میں لپیٹ دی جائے تو اس کے پاس جانا۔

(۲) آدمی اپنی طرف سے موت کی خبر میت کے وارثوں کو سنا سکتا ہے۔

(۳) میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل اور وضو کرانا۔

(۴) میت کو طاق بار نہلانا مستحب ہے۔

(۵) غسل میت کے داہنی طرف سے شروع کیا جائے۔

(۶) میت کا غسل وضو کے مقامات سے شروع کرنا۔

(۷) میت پر کپڑا کس طرح لپیٹنا چاہیئے؟۔

(۸) میت کو خوشبو لگانا۔

(۹) نبی ﷺ کا قول: ''میت پر اس کے بعض گھر والوں کے رونے کے سبب سے عذاب ہوتا ہے''۔

(۱۰) میت پر نوحہ کرنا مکروہ ہے۔

(۱۱) میت کا کہنا جب کہ وہ ابھی جنازہ پر ہوتا ہے کہ مجھے آگے لے چلو۔

(۱۲) میت لوٹ کر واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔

(۱۳) کیا میت کو کسی ضرورت کی وجہ سے قبر سے دوبارہ نکال سکتے ہیں؟

(۱۴) میت پر لوگوں کی تعریف کرنا۔

(۱۵) میت پر صبح وشام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جانا۔

(۱۶) جنازہ پر میت کا کلام کرنا۔

(۱۷) اموات (مردوں) کو برا بھلا کہنے کی ممانعت۔

(۱۸) برے موتی (مردوں) کی برائی بیان کرنا درست ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ وہ بھی میت جسد عنصری ہی کو مانتے ہیں۔ میت کی جمع موتٰی اور اموات ہے۔ قرآن کریم میں بھی میت مردہ اور جسد عنصری ہی کو کہا گیا ہے مثلاً:

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (الاعراف:۵۷)

اسی طرح ہم مردوں کو (قیامت کے دن ان کی قبروں سے) نکالیں گے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ

پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر قیامت کے دن تم (زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے۔ (المؤمنون:۱۵۔۱۶)۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ

تم مردوں کو نہیں سنا سکتے نہ ان بہروں تک اپنی پکار پہنچا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں۔ (النمل:۸۰)۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (النحل:۲۰۔۲۱)

جن ہستیوں کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے خالق (پیدا کرنے والے) نہیں ہیں بلکہ وہ خود مخلوق (پیدا کیے گئے) ہیں۔ وہ مردہ ہیں نہ کہ زندہ ہیں، اور وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا۔

مومن کی روح جنت میں اور کافر و منافق کی روح جہنم میں ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (النحل:۳۲)

فرشتے ان لوگوں کی روحیں جو پاک (صالح) ہوتے ہیں جب قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو تم جنت میں ان اعمال کے بدلے داخل ہو جاؤ جو تم کیا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز مزید وضاحت کیلئے ملاحظہ فرمائیں: سورۃ الفجر: ۲۷ تا ۳۰، آل عمران ۱۶۹ تا ۱۷۱، یٰس: ۲۶

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انما نسمة المؤمن طير تعلق فى شجرة الجنة حتى يرجعه الله فى جسده يوم يبعثه (مسند احمد ۳/ ۴۵۵، ۴۶۰، مسند حمیدی ۲/ ۳۸۵، نسائی ۱/ ۲۲۵، موطا امام مالک، سنن ابن ماجہ ص: ۳۱۶، موارد الظمآن ص: ۱۸۷، مشکاۃ المصابیح ۱/ ۵۱۶، وقال الالبانی وسندہ صحیح وقال الاستاذ حافظ زبیر علی زئی: حسن)

مومن کی روح جنت میں اُڑتی ہوئی جنت کے درخت پر ہوتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس کے جسم کی طرف لوٹائے گا۔

جس طرح مومن کی روح کو جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے اور جس کی اوپر وضاحت کر دی گئی ہے جبکہ کافر و منافق کی روح کو جہنم میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا (نوح ۲۵)

اپنے گناہوں کے سبب وہ غرق ہوئے اور پھر جہنم میں داخل ہو گئے۔

قوم نوح پانی میں غرق کر دی گئی تھی ان کے جسم (میت) پانی میں تھے اور ان کی روحوں کو جہنم میں داخل کر دیا گیا۔

سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام کی بیویوں کی مثال گذشتہ صفحات میں گذر چکی ہے۔

نیز ملاحظہ فرمائیں: سورۃ النحل: ۲۸، الانعام: ۹۳، الانفال: ۵۰، محمد: ۲۷، التحریم: ۱۰)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح و شام اس کا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہل جنت سے ہوتا ہے تو اس پر جنت پیش کی جاتی ہے اور اگر وہ اہل جہنم میں سے ہوتا ہے تو اس پر جہنم پیش کی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے:

هذا مقعدك الذى تبعث اليه يوم القيامة (بخاری: ۹/ ۱۳۷۹، مسلم ۷۲۱۲ واللفظ لہ)

"یہ تیرا ٹھکانہ ہے جس میں تجھے قیامت کے دن یہاں سے اٹھا کر داخل کیا جائے گا"۔

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

هذا مقعدك حتى تبعث اليه (بخاری کتاب الرقاق: ۶۵۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ تجھے (قیامت کے دن) اس کی طرف اٹھایا جائے گا''۔

یعنی اس میں داخل کیا جائے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: ''میت پر صبح و شام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے''۔ چونکہ روح جنت یا جہنم میں ہوتی ہے اور جسد قبر میں ہوتا ہے اور میت پر صرف اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے کیونکہ میت ابھی جنت یا جہنم میں داخل نہیں ہوئی اور قیامت کے دن جب اس کی روح اس کی طرف لوٹائی جائے گی تو یہ انسان زندہ ہو کر زمین سے نکل آئے گا۔ ان دونوں احادیث سے بھی اور قرآن و حدیث کی دیگر تصریحات سے یہ بات ثابت ہے۔

کافر و منافق کی میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اور بعض گناہ گار مسلمان بھی اپنے گناہوں کی پاداش میں عذاب پاتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ دو قبروں پر گذرے تھے جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ (بخاری و مسلم) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المیت یعذب فی قبرہ بما نیح علیہ (مسلم کتاب الجنائز باب المیت یعذب ببکاء اھلہ علیہ: ۲۱۴۳)

''میت کو اس کی قبر میں عذاب ہوتا ہے اس پر نوحہ کئے جانے کی بنا پر''۔

یہ حدیث اپنے مدعا پر بالکل واضح ہے کہ میت کو عذاب ہوتا ہے اور میت چونکہ قبر میں ہوتی ہے اس لئے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اور اسی کو عذاب قبر کہتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ وضاحت اور صراحت اس مسئلہ کی ممکن نہیں ہے۔ لیکن جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ دوسری روایت میں یہ حدیث تاکیدی الفاظ کے ساتھ مروی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

ان المیت لیعذب فی قبرہ ببکاء اھلہ (بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل: ۳۹۷۸، مسلم: ۲۱۵۴)

''بے شک البتہ میت کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے اس کے اہل کے (اس پر) رونے کے سبب سے''۔

مرنے کے بعد انسان میت ہو جاتا ہے اور میت کو اللہ تعالیٰ ہر صورت اور ہر حالت میں آخر کار زمین ہی میں لوٹا دیتا ہے کیونکہ اس کا مقام قبر ہی ہے جو زمین میں ہے۔ اور میت کو اس کی قبر میں عذاب ہوتا ہے جیسا کہ ان احادیث سے اور دوسری بے شمار احادیث سے یہ مضمون بالکل واضح ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ہے کہ دو بوڑھی یہودی عورتوں نے ان سے کہا: ان اهل القبور يعذبون فى قبورهم (بے شک قبر والے) اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صدقتا انهم يعذبون عذابا تسمعه البهائم كلها۔ انہوں نے سچ کہا ہے۔ انہیں قبروں میں عذاب ہوتا ہے کہ جسے تمام چوپائے سنتے ہیں۔ (بخاری:۶۳۶۶، مسلم:۱۳۲۱)۔

ایک روایت میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عذاب قبر کے متعلق آپ سے ان الفاظ میں سوال کیا: ایعذب الناس فى قبورهم؟ کیا لوگ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں؟ (بخاری:۱۰۴۹، مسلم:۲۰۹۲)۔ یہ احادیث دوٹوک الفاظ میں وضاحت کرتی ہیں کہ میت کو قبر ہی میں عذاب ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں اس مضمون کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب میت کو چارپائی پر رکھ دیا جاتا ہے اور مرد اس کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ میت نیک ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ مجھے آگے لے چلو اور اگر وہ نیک نہیں ہوتی تو اپنے گھر والوں سے کہتی ہے ہائے بربادی مجھے کہاں لئے جا رہے ہو۔ اس میت کی آواز ہر چیز سنتی ہے سوائے انسان کے اور اگر وہ سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول المیت وھو علی الجنازۃ، مسند احمد: ۳/۴۱، ۵۸)۔

تفصیلی حوالہ جات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: الموسوعۃ الحدیثیہ (۱۷/۴۶۶)

یہ حدیث صحیح بخاری میں تین مقامات پر کتاب الجنائز میں موجود ہے۔ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''جب نیک آدمی کو اس کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: ''مجھے آگے لے چلو، مجھے آگے لے چلو''۔ اور جب برے آدمی کو اس کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ''ہائے بربادی و افسوس مجھے تم کہاں لے جا رہے ہو''۔ (سنن النسائی کتاب الجنائز باب السرعۃ بالجنازۃ، صحیح ابن حبان ۷۶۴، مسند احمد ۲/ ۲۹۲، ۵۰۰)۔

اور بیہقی کی روایت میں مومن اور کافر کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ (السنن الکبریٰ ج ۴ ص ۲۱)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے بھی واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ عذاب میت کو ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ میت گفتگو کرتی ہے اور عذاب کو دیکھ کر چیختی چلاتی ہے جسے انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ چونکہ انسان و جنات کو عذاب سنانا مصلحت کے خلاف ہے اور ان سے اس عذاب کو پردہ غیب میں رکھا گیا ہے۔ لہٰذا یہ مکلف مخلوق اس عذاب کو نہیں سن سکتی۔

عقیدۂ عذاب القبر پر اعتراضات

منکرین عذاب القبر نے عقیدۂ عذاب القبر پر عقلی قسم کے بہت سے اعتراضات کئے ہیں اور ان اعتراضات کا مقصد عذاب قبر کے عقیدہ کا انکار ہے۔

www.KitaboSunnat.com

☆ قبر کا تعلق آخرت سے ہے:

جب عذاب القبر کی احادیث ذکر کی جاتی ہیں تو منکرین عذاب القبر ان احادیث پر ایمان لانے کے بجائے الٹا ان پر عقلی قسم کے اعتراضات شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر عذاب القبر کی احادیث کو مان لیا جائے تو اس طرح پھر ہمیں تیسری زندگی کا قائل ہونا پڑے گا اور مطلب یہ ہوگا کہ قبر میں مردہ اب زندہ ہو چکا ہے۔ دیکھتا ہے، سنتا ہے اور یہ بات قرآن کریم کے خلاف ہے حالانکہ اگر یہ عقل کے پجاری قرآن وحدیث پر ایمان لے آتے تو انہیں قرآن وحدیث میں یہ بات ملتی کہ قبر کا تعلق دنیا یا دنیاوی زندگی سے نہیں بلکہ آخرت کے ساتھ ہے۔ اور دنیا سے اب ان مرنے والوں کا کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ مردہ کو کوئی شخص بھی قبر میں زندہ نہیں مانتا یعنی دنیاوی زندگی کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے ان کی زندگی کا ذکر کیا ہے تو اس سے مراد اُخروی زندگی ہے اور جسے عام طور پر ''برزخی زندگی'' کہا جاتا ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد میت پر جو حالات گزر رہے ہیں وہ برزخ کی وجہ سے ہمیں دکھائی نہیں دیتے کیونکہ ہمارے اور میت کے درمیان اب برزخ حائل ہو چکی ہے اور یہ آخرت کے معاملات ہیں کہ جن کا ہمیں شعور نہیں ہے۔ مرنے کے بعد کے مراحل یعنی آخرت کے متعلق کچھ دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے قول ثابت کے ذریعے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی اور اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے''۔ (ابراہیم:۲۷)۔

نبی ﷺ نے اس آیت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ عذاب القبر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (صحیح بخاری:۱۳۶۹)۔

اس آیت میں دو مقامات کا ذکر کیا گیا ہے یعنی دنیا اور آخرت جہاں اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ثابت قدم اور مضبوط رکھتا ہے اور نبی ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ قبر کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے کیونکہ یہ آیت عذاب القبر کے متعلق نازل ہوئی۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیکم ثم سلوا له بالتثبیت فانه الآن یسأل

(اخرجه ابوداؤد فی الجنائز باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف رقم ۳۲۲۱، والحاکم فی المستدرک ۱/۳۷۰، و قال هذا حدیث صحیح الاسناد و قال الذهبی صحیح- رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة باب ما یقول اذا فرغ من دفن المیت رقم ۵۸۵، مشکاۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر حدیث:۱۳۳ و قال الاستاذ علیزئی اسنادہ حسن)

''نبی ﷺ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے ہوتے پھر فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو اس لئے کہ اس وقت اس سے سوال کیا جا رہا ہے''۔

یہ حدیث بھی مندرجہ بالا آیت کی پوری طرح وضاحت اور تشریح بیان کرتی ہے۔

(۳) اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

- ما من نبی یمرض الاخیر بین الدنیا والاخرۃ (بخاری و مسلم مشکاۃ ص ۵۴۷)

''ہر نبی کو مرضِ موت میں دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی اگر وہ چاہے تو ایک مدت تک مزید دنیا میں قیام کر لے اور چاہے تو آخرت کے قیام کو اختیار کر لے۔
اس حدیث میں بھی موت کے بعد کی زندگی کو آخرت قرار دیا گیا ہے۔

(۴) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان القبر اول منزل من منازل الاخرة (الترمذی، ابن ماجہ، مشکاۃ المصابیح ج ۱ ص ۴۸، وقال الشیخ الالبانی وعلیزئی: وسندہ حسن)

''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے''۔

(۵) اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں:

فجمع اللہ بین ریقی و ریقہ فی اخر یوم من الدنیا و اول یوم من الاخرة (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۰ عربی۔ کتاب المغازی باب: مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ: ۴۴۴۹)

''پس اللہ تعالیٰ نے میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن جمع فرما دیا''۔

(۶) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک بیوی صفیہ بنت ابی عبید جو اپنے کھیتوں میں رہا کرتی تھیں، انہوں نے موت کو قریب دیکھ کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا:

انی فی آخر یوم من ایام الدنیا و اول یوم من الاخرة (سنن النسائی کتاب المواقیت باب الوقت الذی یجمع فیہ المسافر بین الظهر والعصر)

''میں دنیا کے آخری دن میں اور آخرت کے پہلے دن میں ہوں''۔ یعنی ''قریب الموت ہوں''۔

ان احادیث میں مرنے کے بعد کے لئے اور قیامت کے دن کے لئے آخرت کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ البتہ بعض اہل علم نے مرنے کے بعد سے قیامت تک کے احوال کے لئے برزخی زندگی اور عالم برزخ کی اصطلاح ایجاد کی ہے تاکہ مرنے کے بعد سے قیامت تک کے وقفہ اور قیامت کے دن دونوں میں فرق واضح ہو جائے ورنہ مرنے کے بعد کے لئے آخرت کی اصطلاح ہی استعمال کرنا زیادہ درست ہے اور قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔ نیز برزخ کسی مقام یا جگہ کا نام نہیں بلکہ یہ دنیا اور آخرت کے درمیان صرف ایک آڑ ہے اور بس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبر کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے اور آخرت کے معاملات کو دنیاوی پیمانوں پر نہیں ناپا جا سکتا۔ جو باتیں دنیا میں ناممکن ہیں وہ آخرت میں جا کر ممکن ہو جاتی ہیں چونکہ آخرت کے معاملات عقل کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں اس لئے وہ اس کے انکار کی طرف مائل ہوتی ہے اور عقل پر بھروسہ اور اعتماد کرنے والا انسان آخرت کے معاملات میں زبردست ٹھوکر کھاتا ہے۔ مثلاً عقل کہتی ہے کہ جب انسان قبر میں گل سڑ جائے گا اور اس کی ہڈیاں سرمہ ہو جائیں گی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان دوبارہ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہو۔ لیکن عقل کے برخلاف قرآن و حدیث کا فیصلہ یہی ہے کہ تمام انسان بلکہ تمام مخلوقات کو قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (لقمان:۲۸)

تم سب انسانوں کا پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا نہیں ہے مگر ایک جان کو پیدا کرنے اور زندہ کرنے کی طرح۔ بیشک اللہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

یعنی یہ کام اللہ پر بہت ہی آسان ہے کہ جسے انسان اور عقل ناممکن خیال کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر موصوف نے بھی عذاب قبر کے معاملہ میں ٹھوکر کھائی اور اس نے عذاب قبر کا انکار کر دیا۔ اور اس انکار کی دلیل اس کے پاس عقل اور فلسفہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ قرآن کریم کے شروع ہی میں اہل ایمان کی یہ نشانی بیان کی گئی ہے کہ:

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ

''جو لوگ غیب (ان دیکھی حقیقتوں) پر ایمان لاتے ہیں''۔

اور فرمایا:

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (البقرۃ:۴)

''اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں''۔

اور قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ لہٰذا عذاب قبر پر یقین رکھنا آخرت پر یقین رکھنے کے مترادف ہے اور آخرت کا انکاری کافر ہے۔

۲۔ میت کو بغیر روح کے عذاب کیسے ممکن ہے؟

منکرین عذاب قبر کا کہنا ہے کہ میت بے جان چیز ہے اور اس میں سے روح نکالی جا چکی ہے اور بغیر روح کے عذاب و راحت بے معنی چیز ہے۔ لہٰذا میت کو عذاب و ثواب کیسے ممکن ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجواب: عذاب قبر کا تعلق میت کے ساتھ ہے اور قبر کا عذاب میت (مردہ) کو ہوتا ہے زندہ کو نہیں۔ اور اس لئے بھی کہ میت کی دنیاوی زندگی ختم ہو چکی ہے اور اس کی دوسری ظاہری زندگی قیامت کے دن سے شروع ہوگی اور اس درمیانی وقفہ میں روح کو جنت یا جہنم میں رہنا ہوگا جبکہ میت کو قبر میں راحت یا عذاب ملتا رہے گا۔ اور مرنے کے بعد عذاب ممکن ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا

اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم بھی ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک جاتے۔ لیکن اگر آپ ایسا کرتے تو ہم تمہیں زندگی میں بھی اور موت میں بھی دوگنا عذاب کا مزہ چکھاتے اور پھر تم ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار نہ پاتے''۔ (سورۃ بنی اسرائیل: ۷۴۔۷۵)

حیات زندگی کو کہتے ہیں اور اس کا الٹ ممات یعنی موت ہے۔ حالت موت میں بھی عذاب کا ذکر واضح کرتا ہے کہ میت کو عذاب ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید کی یہ آیت اس مسئلہ پر نص صریح ہے۔ نیز میت کے عذاب کی احادیث بہت کثرت سے مروی ہیں جن میں سے بعض کا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ عقلی لحاظ سے تو یہ نظر آتا ہے کہ بے جان چیز کو عذاب کیسے ہو سکتا ہے؟ اور عقل کے یہ پجاری اسی بات کو مدنظر رکھ کر قرآن مجید کی محکم آیات اور احادیث متواترہ کا انکار کر رہے ہیں اور اپنی آخرت تباہ و برباد کر رہے ہیں۔

عذاب قبر کو سمجھنے کیلئے دو عمدہ مثالیں

عذاب قبر کو سمجھانے کے لئے یہاں دو اہم مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے یہ مسئلہ سمجھنے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی پہلی مثال ملاحظہ فرمائیں:

(۱) پہلی مثال: ہر چیز اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ...... (الحج:۱۸)۔

کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور وہ سب جو زمین میں ہیں۔ سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، جانور اور لوگوں کی کثیر تعداد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت سے واضح ہوا کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہی ہے۔ پہاڑ بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں، درخت اور جانور بھی اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ منکرین عذاب قبر اگر اپنی عادت کے عین مطابق یہ سوال کریں کہ یہ کس طرح سجدہ کرتے ہیں کیونکہ یہ سجدہ ریز ہوتے ہوئے تو نظر نہیں آتے؟ پھر زندہ مخلوق اگر سجدہ کرے تو سمجھ میں بھی آتا ہے بے جان چیزیں سورج، چاند ستارے، پہاڑ وغیرہ کیسے سجدہ کرتے ہیں؟۔ اصل بات یہ ہے کہ یہاں بھی معاملہ ایمان کا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ یہ سب سجدہ کرتے ہیں۔ اہل ایمان نے اقرار کیا کہ بے شک یہ سب سجدہ کرتے ہیں۔ ہم اس پر ایمان لے آئے اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا۔

یہ کیسے سجدہ کرتے ہیں؟ اس کیفیت کا سمجھنا ہمارے بس سے باہر ہے، ہم نے تو اپنے رب کی بات کو مان لیا ہے ورنہ بظاہر دنیا کا کوئی جانور، کوئی درخت اور کوئی پہاڑ سجدہ ریز نظر نہیں آتا۔ اسی طرح میت کو عذاب ہوتا ہے، اہل ایمان اس پر ایمان رکھتے ہیں یہ عذاب کیسے ہوتا ہے اس کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں۔ کیوں؟ کیسے؟ کس طرح؟ یہ سارے اعتراضات کوئی مومن نہیں کرسکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب نبی ﷺ نے بتایا کہ قبر میں میت کو عذاب ہوتا ہے تو انہوں نے اسے اسی طرح تسلیم کرلیا کہ گویا وہ یہ سب آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور انہوں نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی کسی بات پر کیوں؟ کیسے؟ کس طرح؟ نہیں کہا۔ ایک مرتبہ جب قرآن کریم میں یہ بات بیان ہوئی کہ تم جو کچھ ظاہر کردیا اپنے دلوں میں چھپاؤ تم سے اس کا محاسبہ ہوگا'' (البقرۃ ۲۸۴) تو اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت پریشان ہوگئے اور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ نماز، روزہ، جہاد، صدقہ وغیرہ کا ہمیں حکم ہوا اور وہ ہماری طاقت میں تھا ہم نے حق المقدور کیا لیکن اب جو آیت اُتری ہے اسے برداشت کرنے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہود و نصاریٰ کی طرح یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم نے سنا اور نہیں مانا۔ تمہیں چاہیئے کہ تم یوں کہو: ہم نے سنا اور مانا۔ اے اللہ ہم تجھ سے بخشش چاہتے ہیں۔ ہمارے رب ہمیں تو تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات کو تسلیم کرلیا اور ان کی زبانوں پر یہ کلمات جاری ہوگئے:

وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب: ۵۷)

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان کلمات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن بنا کر نازل کردیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ایمان کو معیاری قرار دیا اور فرمایا:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (البقرۃ: ۱۳۷)۔

''پس اگر وہ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ منہ موڑیں تو یقیناً وہ ہٹ دھرمی میں مبتلا ہیں۔ پس عنقریب ان کے مقابلہ میں اللہ تمہیں کافی ہو گا۔ وہ سننے والا جاننے والا ہے''۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان ہی معیاری ایمان تھا اور انہیں یہ ایمان تسلیم ورضا کے بل بوتے پر نصیب ہوا۔ اور جب دین میں قیل وقال شروع ہو گیا، عقل اور فلسفہ کی باتیں ہونے لگیں تو لوگوں کے ایمان کمزور ہو گئے اور ایسے لوگ دین داری کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آ گئے کہ جنہوں نے اللہ اور رسول کے فرامین کے مقابلے میں عقل وفلسفہ کو فوقیت دے دی۔ اور علم کلام اور ظاہریت پر ایمان لے آئے اور اس طرح دنیا بھی لٹی اور آخرت بھی تباہ وبرباد ہو گئی۔

(۲) دوسری مثال: ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا

''اس کی تسبیح تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو، مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے''۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن انسان ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتا کیونکہ یہ چیز اس کے عقل وحواس سے بالاتر ہے۔ اب قابل غور بات ہے کہ جب ہر چیز ہی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے لیکن ان کا یہ عمل ہم سے پوشیدہ ہے اور ہمارے حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے یہاں یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ اگر ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے تو ہمیں اس کی تسبیح کیوں محسوس نہیں ہوتی اور پھر بے جان چیزوں کا تسبیح کرنا بھی عقل سے بالاتر ہے اور ظاہر ہے کہ جو یہ اعتراض کرے گا وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا۔ اسی طرح میت کو جو عذاب ہوتا ہے وہ بھی ہمارے حواس سے بالاتر ہے اور ہمارے حواس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے محسوس نہیں کر سکتے۔ بس ہم بن دیکھے اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو میت کے عذاب کا منکر ہے خود اس کے میت ہوتے ہی وہ عذاب قبر سے دوچار ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔ اور جب اُسے اس حقیقت کا ادراک ہو جائے گا تو اس وقت وہ عذاب قبر پر ایمان لے آئے گا مگر اس وقت کا ایمان اُسے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ لو کانوا یعلمون۔

چند مزید مثالیں

اس سلسلہ کی چند مزید مثالیں بھی ملاحظہ فرمائیں:

ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ

① اللہ تعالیٰ نے جب زمین وآسمان کو پیدا فرمایا تو آسمان اور زمین سے فرمایا: تم دونوں خوشی سے آؤ یا خوشی سے دونوں نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں۔ (حم السجدۃ آیت:۱۱)

اس آیت سے زمین وآسمان کا باتیں کرنا ثابت ہوا۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا

اور قیامت کے دن زمین اپنی ساری خبریں بیان کر دے گی۔ (الزلزال:۴)۔

قیامت کے دن انسان زمین کی حرکات کو دیکھ کر تعجب کرے گا لیکن آخرت میں یہ سب ممکن ہو جائے گا۔ اسی طرح عذاب قبر کا تعلق بھی آخرت کے ساتھ ہے۔ اس لئے یہ بھی ممکن ہے۔

② جب فرعون اور اس کا لاؤ لشکر غرق ہو گیا تو:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ

ان کے مرنے پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین روئی۔ (الدخان:۲۹)۔

جبکہ مومن کے مرنے پر دونوں روتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)۔ معلوم ہوا کہ زمین وآسمان روتے بھی ہیں لیکن کس طرح کچھ معلوم نہیں۔

③ اللہ تعالیٰ کا آگ کو حکم دینا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جائے (الانبیاء:۶۹)۔ آگ نے اللہ تعالیٰ کا حکم سنا اور وہ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوگئی حالانکہ آگ میں روح نہیں ہوتی۔ اس نے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کا حکم کیسے سنا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ اگر قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کسی پہاڑ پر نازل فرما دیتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے دبتا اور پھٹ جاتا۔ (الحشر:۲۱)۔ معلوم ہوا کہ پہاڑ بھی اللہ تعالیٰ سے بے انتہاء خوف کھاتا اور ڈرتا ہے حالانکہ پہاڑ زندہ نہیں اور نہ اس میں روح ہوتی ہے۔

⑤ پتھروں میں سے بعض ایسے پتھر بھی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف اور ڈر سے لڑھک جاتے ہیں اور گر جاتے ہیں۔(البقرۃ:۷۴)۔

⑥ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو انہوں نے کھانے سے تسبیح کی آواز سنی۔ (بخاری کتاب المناقب، باب ۲۵۔ علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث۳۵۷۹۔ مشکوٰۃ:۵۹۱۰)۔

⑦ رسول اللہ ﷺ کھجور کے جس تنے پر خطبہ دیا کرتے تھے جب آپ کے لئے منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ نے اس تنے کو چھوڑ دیا تو وہ آپ ﷺ کی جدائی برداشت نہ کر سکا اور بچے کی طرح رونے لگا۔ (بخاری:۳۵۸۳۔۳۵۸۴۔۳۵۸۵۔مشکوٰۃ:۵۹۰۳)۔

⑧ مکہ میں ایک پتھر تھا جو رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔(مسلم کتاب الفضائل۔باب نمبرا۔حدیث:۲۲۷۷)۔

⑨ رسول اللہ ﷺ نے اُحد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا: هٰذَا جبل يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّه یہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (بخاری۔کتاب المغازی۔باب:۲۸۔حدیث:۴۰۸۳۔۴۰۸۴۔۴۰۸۳۔مسلم کتاب الحج باب:۹۳)۔

غور فرمائیں کہ جبل اُحد نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہے اور نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس جبل سے محبت کیا کرتے تھے۔لیکن اس محبت کا اظہار کیسے ممکن ہوا کیونکہ جبل اُحد بے جان ہے اور اس میں روح بھی نہیں ہے؟ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی بالکل سچ اور حق ہے۔

⑩ میت جنازہ کی چارپائی پر اپنے گھر والوں سے گفتگو کرتی ہے اور عذاب کی وجہ سے چیختی چلاتی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول الميت وهو على الجنازة قدموني:۱۳۱۶). تلك عشرة كاملة۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ بے جان اور بے روح اشیاء میں بھی اللہ تعالیٰ نے احساس رکھا ہے اور وہ ڈر اور محبت جیسے جذبوں سے بھی معمور ہیں۔تو پھر کیا وجہ ہے کہ اگر میت راحت کو محسوس کرے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عذاب دیے جانے پر چیخے چلائے تو اس پر تعجب کیا جائے؟

بھلا اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ ہاں یہ اور بات ہے کہ یہ چیزیں ہمارے مشاہدے میں نہیں ہیں۔ ہم صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی وجہ سے ان باتوں کو مانتے ہیں۔ جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کو، فرشتوں، جنت وجہنم وغیرہ کو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے کہنے سے تسلیم کرتے ہیں۔ اگر آپ کا یہ مطالبہ ہو کہ ہم غیب کے بجائے مشاہدہ پر ایمان رکھتے ہیں، ایسے چیزیں جب تک ہمارے مشاہدے میں نہ آ جائیں تو اس وقت تک ہم ان پر ایمان نہ لائیں گے۔ تو پھر یہ ہٹ دھرمی اور ضد والی بات ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بالکل سچ ہے چنانچہ فرمایا:

لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (الشعراء:۲۰۱)

وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ دردناک عذاب کو (اپنی آنکھوں سے) نہ دیکھ لیں۔

یہود کا بھی یہی مطالبہ تھا کہ وہ جب تک اللہ تعالیٰ کو ظاہر نہ دیکھ لیں تو اُس وقت تک ایمان نہ لائیں گے۔ ان کی اس گستاخی پر انہیں ایک زبردست کڑک نے آ پکڑا۔ (الاعراف:۱۵۵۔ البقرۃ:۵۵)۔ یاد رکھیں کہ مرنے کے بعد غیب مشاہدہ میں بدل جائے گا لیکن پھر یہ ایمان کوئی فائدہ نہ دے گا۔ البتہ آج اگر ان باتوں پر ایمان رکھا جائے تو کل قیامت کے دن یہ ایمان نجات کا باعث بن جائے گا۔

خاکستر شدہ انسان کا معاملہ یا جسے کوئی جانور کھا جائے؟

جس شخص کو درندے یا مچھلیاں کھا جائیں یا جو پانی میں ڈوب جائے یا آگ میں جل کر راکھ ہو جائے تو اس کی قبر ہی نہیں بنی اور جب اس کی قبر نہیں بنی تو اسے عذاب کیسے ہوگا؟

الجواب: جو شخص مر جائے تو آخر کار اللہ تعالیٰ اُسے زمین ہی میں واپس لے جاتا ہے کیونکہ قیامت کے دن وہ زمین ہی سے زندہ کر کے نکالا جائے گا۔ دیکھئے سورۂ طٰہٰ آیت:۵۵۔ سیدنا نوح علیہ السلام کی پوری قوم پانی میں غرقاب ہو گئی تھی اور جو پانی میں ڈوب جائے تو اُسے مچھلیاں کھا جاتی ہیں اور کنارے پر آنے کی صورت میں مردار خور جانور اسے کھا جاتے ہیں۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے عذاب کے نازل ہونے سے پہلے اپنی قوم کو وحی کے بل بوتے پر آگاہ کیا تھا کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں واپس لے جائے گا اور قیامت کے دن انہیں زمین سے زندہ کر کے نکالے گا۔ دیکھئے سورۂ نوح آیت:۱۸۔ اس کی کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث میں ہے: ایک شخص بہت گنہگار تھا جب مرنے لگا تو اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں نے کبھی بھی کوئی نیک کام نہیں کیا لہٰذا مرنے کے بعد مجھے جلا دینا اور میری راکھ ہوا میں اُڑا دینا اور ایک روایت میں ہے کہ کچھ راکھ دریا میں ڈال دینا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا کہ اس نے ایسا عذاب کسی کو بھی نہ دیا ہوگا۔ پس بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اُس شخص کے ذرات کو وہ اکٹھا کرے۔ زمین نے اکٹھا کر دیا تو وہ (اللہ کے سامنے) کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے کہا اے اللہ تیرے ڈر کی وجہ سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُسے معاف کر دیا۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب بعد حدیث الغار: ۳۴۸۱۔ مسلم کتاب التوبہ باب: ۴)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد انسان سے جو سوال و جواب ہوگا اس میں جسم بھی شریک ہوگا ورنہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی روح سے ہی سوال کرتا اور جسم سے تعرض نہ کرتا۔ لیکن اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ ثواب و عذاب کا تعلق روح کے علاوہ جسم سے بھی ہے اور میت ثواب و عذاب میں شریک رہتی ہے اور مرنے والے کی راکھ چاہے کہیں بھی پھینک دی جائے اللہ تعالیٰ اس کی راکھ کو قبر میں ایک مقام پر جمع کر دیتا ہے جیسا کہ اس حدیث کی بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس شخص نے وصیت کی تھی کہ میری راکھ ہوا میں اُڑا دینا اور کچھ راکھ دریا میں بہا دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ اس کی راکھ کو اکٹھا کرے۔ آخرت کے معاملات چونکہ دنیا سے مختلف ہوتے ہیں لہٰذا وہاں کے معاملات کو دنیا پر قیاس کرنا ہی غلط ہے اور یہ قیاس، قیاس مع الفارق کہلاتا ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی قدرت و قوت کو محدود کرنا چاہتا ہے۔

تین زندگیاں اور تین موتیں؟

قرآن کریم کے مطابق انسان کو دو زندگیاں اور دو موتیں دی گئی ہیں لہٰذا قبر کی زندگی کو ماننے سے قرآن کریم کے اصول کی نفی ہو جاتی ہے؟

(الجواب) ہم نے واضح کر دیا ہے کہ قبر کا عذاب میت کو ہوتا ہے اور میت مردے کو کہتے ہیں اور زندہ کے عذاب کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ مرنے کے بعد روح قبر کے سوال و جواب کے بعد جنت میں یا جہنم میں چلی جاتی ہے جبکہ جسم یعنی میت قبر میں ثواب، عذاب بھگتی ہے اور یہ حالت موت ہے۔ کیونکہ موت میں روح اور جسم میں جدائی رہتی ہے۔ البتہ جب قیامت آئے گی تو روح کو دوبارہ جسم میں لوٹا دیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا اور یہ انسان دوبارہ زندہ ہو جائے گا اور یہ انسان کی دوسری زندگی ہوگی۔ البتہ بعض انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے تین زندگیاں اور تین موتیں بھی عطا فرمائی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ (البقرۃ:۲۴۳)

''کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل پڑے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا: مرجاؤ! پھر اس نے ان کو زندہ کیا اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے''

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ لوگ طاعون کی وباء سے ڈر کر وطن چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے تھے لیکن موت نے انہیں آلیا اور پھر اللہ کے فضل و کرم سے وہ دوبارہ زندہ کر دیئے گئے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کو تیسری زندگی بھی مل جائے تو یہ قرآن کریم کے اصول کے خلاف نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ جسے چاہے تیسری زندگی عنایت کر دے۔ چنانچہ قرآن کریم میں کچھ مزید لوگوں کی تیسری زندگیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جیسے:

① بنی اسرائیل کے ستر نمائندے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہِ طور پر گئے تھے اور گستاخانہ مطالبہ کرنے کی وجہ سے اللہ نے اپنے غضب سے انہیں ہلاک کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے دوبارہ زندہ کر دیا۔ (الاعراف آیت: ۱۵۵۔ البقرۃ: ۵۶)۔

② سیدنا عزیر علیہ السلام کا سو سال تک مردہ حالت میں رہنا، پھر اللہ تعالیٰ کا ان کو زندہ کرنا (البقرۃ: ۲۵۹)

③ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے قتل ہو جانے کے بعد گائے کے گوشت کا ٹکڑا لگنے سے زندہ ہو جانا۔ (البقرۃ ۷۳)۔

④ اصحاب کہف جنہیں اللہ تعالیٰ نے تین سو نو سال کے بعد اٹھایا۔ (سورۃ کہف: ۱۹)۔

ایک زبردست مغالطہ:

برزخی قبر کو ثابت کرنے کے لئے ایک صحیح حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے:

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انما مر رسول اللہ ﷺ علی یهودیة یبکی علیها اهلها فقال انهم یبکون علیها وانها لتعذب فی قبرها (بخاری:۱۲۸۹۔مسلم:۹۳۲)

رسول اللہ ﷺ ایک یہودیہ پر سے گزرے اس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس پر رو رہے ہیں اور اس کو اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر موصوف نے اس حدیث کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ ایک یہودی (عورت) پر گذرے (قبر پر نہیں) اس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس (یہودیہ) پر رو رہے ہیں اور اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ بخاری ص ۱۷۲ جلد ا اور مسلم میں یہ واقعہ بھی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک یہودی کا جنازہ گذرا اور لوگ اس یہودی کے اوپر رو رہے تھے پس نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں اور اسے عذاب ہو رہا ہے۔ (مسلم عربی ص ۳۰۳ جلد ا)۔

بخاری کی اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ یہودی عورت ابھی زمین کی قبر میں دفن بھی نہیں کی گئی تھی زمین کے اوپر تھی اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس یہودی عورت کو اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہاں قبر سے مراد برزخی قبر ہے دنیاوی نہیں۔ اور یہی بات مسلم کی حدیث بھی ثابت کرتی ہے۔'' (عذاب برزخ ص ۱۶)۔

الجواب: باطل فرقوں کا طریقہ واردات یہ ہوتا ہے کہ وہ دلائل کے بجائے مغالطوں اور دھوکا دہی سے کام لیتے ہیں اور فراڈ کے ذریعے اپنی بات کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف اس حدیث کو ذکر کرکے اس سے برزخی قبر ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک یہودی (عورت) پر گذرے۔ بریکٹ میں لکھتے ہیں (قبر پر نہیں) یعنی حدیث لکھنے میں بھی جھوٹ بول رہے ہیں اور دھوکا دینا چاہتے ہیں اور شروع شروع میں موصوف نے اس حدیث پر اسٹیکر بھی شائع کیا تھا کہ عذاب ارضی قبر میں نہیں بلکہ برزخی قبر میں ہوتا ہے اور جب ان کی گرفت کی گئی تو سارے اسٹیکر غائب ہو گئے۔ اس حدیث کا سیاق کیا ہے اور ڈاکٹر موصوف اس سے کیا مسئلہ ثابت کرنے کے درپے ہے اور پھر یہ اصول ہے کہ ایک حدیث کی وضاحت دوسری حدیث کرتی ہے۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے جس پس منظر میں یہ بات بیان کی ہے اسے محدثین نے مختلف سندوں سے ذکر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے۔اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کے جواب میں بیان کی تھی:

ان المیت لیعذب فی قبرہ ببکاء اھلہ (علیہ) (بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جھل:۳۹۷۸۔مسلم ۹۳۲)

"بیشک البتہ میت کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے اس کے اہل کے اس پر رونے کے سبب سے"۔

اس حدیث میں میت اور قبر دونوں الفاظ موجود ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کو اسکی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا انکار نہیں کیا بلکہ انکا موقف یہ تھا کہ نوحہ کی وجہ سے مومن کو عذاب نہیں ہوتا بلکہ کافر کے عذاب میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں زیادتی کر دیتا ہے، اس کے گھر والوں کے اُس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے۔(دیکھئے بخاری:۱۲۸۸)۔

اور دوسری روایت میں انہوں نے ذکر کیا کہ دراصل یہ بات نبی ﷺ نے یہودیہ کے متعلق فرمائی تھی۔

ایک اور روایت میں اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ الفاظ مروی ہیں:

انما مر النبی ﷺ علی قبر فقال ان صاحب ھذا لیعذب و اھلہ یبکون علیہ (مسند احمد ۲/ ۳۸،ابوداود مع عون المعبود ۳/ ۱۶۳،النسائی ۱/ ۲۶۲)

"رسول اللہ ﷺ ایک قبر پر سے گذرے پس فرمایا کہ بے شک اس صاحب (قبر) کو عذاب دیا جارہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رورہے ہیں"۔

اس حدیث کے اور طریق بھی موجود ہیں جو ڈاکٹر موصوف کے جھوٹ کا پول کھولنے کے لئے کافی وشافی ہیں اور جس کا ذکر ہم نے اپنی مفصل کتاب میں تفصیل سے کیا ہے۔اور صحیح بخاری کی اس روایت کو بھی اگر غور سے پڑھا جائے تو اس میں بھی قبر کے الفاظ موجود ہیں چنانچہ الفاظ یہ ہیں:

فقال انھم یبکون علیھا و انھا لتعذب فی قبرھا (بخاری:۱۲۸۹)

"پس آپ نے فرمایا کہ بے شک یہ اس پر رورہے ہیں اور اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جارہا ہے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے الفاظ یہیں سے شروع ہو رہے ہیں اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ اس پر رو رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ یہ الفاظ خود واضح کر رہے ہیں وہ عورت دفن ہو چکی تھی۔ اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کے واضح الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔ یعنی ''یہ اس یہودیہ پر رو رہے ہیں جبکہ اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے''۔ اتنی صاف اور واضح بات ہونے کے باوجود بھی ڈاکٹر موصوف نے یہاں دھوکا دینے کی زبردست کوشش کی ہے اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ ''چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے''۔ حدیث میں یہ الفاظ کہ آپ ﷺ ایک یہودیہ پر گزرے اب ان الفاظ کا کبھی تو یہ ترجمہ کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ ایک یہودیہ کی لاش پر سے گزرے۔ یا آپ ﷺ ایک یہودیہ پر گزرے۔ اصل میں ڈاکٹر موصوف کو یہ کاوشیں اس لئے کرنا پڑیں کہ وہ برزخ میں قبر کا وجود ثابت کرنا چاہتے تھے اور اس حدیث کے بیان کرنے کا مقصد بھی یہی تھا۔ قرآن و حدیث کے کسی ماخذ سے برزخ میں قبر کا ثبوت سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اگر برزخ میں پہلے قبر کا وجود ثابت کیا جاتا اور پھر ڈاکٹر موصوف اس روایت سے اس طرح کا استدلال کرتے تو اس کے استدلال میں کچھ وزن ہوتا۔ اور جب یہ بات سرے سے موجود ہی نہیں تو پھر اس سے اس طرح کا استدلال بھی بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اذا لیس فلیس۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے **ثَبِّتِ الْعَرْشَ ثُمَّ انْقُشْ** پہلے عرش ثابت کیجئے پھر اس پر نقش و نگار کی بات کیجئے۔

حدیث عائشہ پر مزید تحقیق

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیں: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مررت علی موسی وھو یصلی فی قبرہ

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب: من فضائل موسی علیہ السلام (ح ۲۳۷۵)

میں (شب معراج میں) موسیٰ علیہ السلام پر گذرا اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اس حدیث کے یہ الفاظ ''میں موسیٰ علیہ السلام پر گذرا'' اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، بالکل اسی طرح ہیں جیسے نبی ﷺ ایک یہودیہ پر سے گذرے اور اسے اس کی قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ اگر موصوف کے ترجمہ کو درست مان لیا جائے تو ان کی منطق کے مطابق اس حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ ''میں موسیٰ علیہ السلام پر گذرا'' یعنی موسیٰ علیہ السلام کی لاش پر سے گذرا (جو قبر کے باہر پڑی ہوئی تھی) اور موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی پڑھ رہے تھے۔ اور اس عثمانی کاوش سے حدیث کا ترجمہ ایک مذاق بن جائے گا۔ اس وضاحت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موصوف عربی ادب کی روح سے بھی ناواقف ہے۔ اور یہ موصوف کی نری منطق ہے جسے عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی اور نیز موصوف کے پاس اس کی کوئی واضح دلیل موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی ﷺ یہودیہ کی قبر پر سے گذرے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ وہ اپنی قبر میں عذاب دی جارہی ہے جیسے آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام پر گذرے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا کہ وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔ اور بس۔ اور اگر موصوف کی بات کو مان لیا جائے تو اس حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ابھی تک دفن ہی نہیں ہوئے۔ ویاللعجب۔

تنبیہ: میت چونکہ قبر میں دفن کی جاتی ہے اس لئے اسے قبر کی ضرورت ہوتی ہے اور شریعت کا حکم بھی یہی ہے۔ اب واضح کیا جائے کہ برزخ میں قبر کی ضرورت کس لئے ہے کیا وہاں روح اس میں دفن کی جاتی ہے؟ فاعتبروا یااولی الابصار۔

برزخی قبر کس کے لئے؟

برزخی فرقہ برزخ میں قبر ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث میں تحریف تک کرنے کا روادار ہے لیکن تمام کوششوں اور جدوجہد کے باوجود بھی وہ برزخ میں قبر ثابت کرنے میں بالکل ناکام رہا ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ آخر برزخ میں قبر ثابت کرنے کے لئے یہ تمام کوششیں کیوں کی جارہی ہیں۔ اس لئے کہ قبر تو میت کو دفن کرنے اور چھپانے کے لئے ہوتی ہے کیا برزخ میں روح کو بھی قبر میں دفن کیا جاتا ہے؟ اور اگر روح دفن ہوتی ہے تو اس کا کیا ثبوت ہے؟ اور اگر روح دفن نہیں ہوتی تو پھر برزخ میں قبر کا ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ فارسی زبان میں کہتے ہیں: چہ معنی دارد؟ امید ہے کہ برزخی فرقہ اس نکتہ پر سنجیدگی غور کرے گا اور اپنے باطل عقائد ونظریات سے توبہ کرے گا۔

اعادۂ روح کا مسئلہ

قبر میں جب میت کو دفن کیا جاتا ہے تو اس وقت دو فرشتے آ کر اس میت کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال وجواب کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں بخاری ومسلم کی احادیث میں موجود ہیں۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ سوال وجواب کے وقت میت کی طرف روح کو لوٹا دیا جاتا ہے، چنانچہ ایک طویل اور مشہور حدیث میں جو سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مومن اور کافر کے متعلق یہ الفاظ آئے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتعاد روحه فی جسده و یأتیه ملکان فیجلسانه فیقولان له من ربك

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۸۱، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۳۱، کتاب الزھد والرقاق ص ۴۳۱ لامام عبداللہ بن مبارک)

''پھر اس کی روح کو اس کے جسد میں لوٹا دیا جاتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟

یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ مسند ابوداؤد طیالسی ص ۱۰۲، سنن ابی داؤد، مستدرک لامام حاکم ج ا ص ۳۷ وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ امام حاکم، علامہ ذھبی، علامہ ھیثمی، امام بیہقی، علامہ منذری، امام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، حافظ ابن حجر العسقلانی، علامہ شاہ بدیع الدین شاہ راشدی، علامہ محمد ناصر الدین البانی، الشیخ شعیب الارنؤوط اور حافظ زبیر علیزئی وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ اس حدیث کے ایک راوی زاذان پر ڈاکٹر عثمانی نے شیعیت کا الزام لگایا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ سیدنا زاذان کو واقدی کذاب نے جو رافضی بھی ہے شیعہ کہا ہے۔ دیکھئے: ''دعوت قرآن کے نام سے قرآن وحدیث سے انحراف''۔ اب ایک کذاب راوی کے کہنے سے ثقہ راوی کو کیسے شیعہ مان لیا جائے۔ بہرحال محدثین کے نزدیک زاذان ثقہ ہیں بلکہ سیدنا یحیٰی بن معین تو فرماتے ہیں کہ وہ تو ایسا ثقہ ہے کہ اس جیسے کے بارے میں سوال ہی نہیں کرنا چاہیئے۔ (تھذیب التھذیب ج ۳ ص ۳۰۳)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں:

فترسل من السماء ثم تصیر الی القبر فیجلس الرجل الصالح

(مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۴، سنن ابن ماجہ رقم ۴۲۶۲، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۳۳)

''پھر (مومن کی روح کو) آسمان سے بھیجا جاتا ہے پھر وہ روح قبر میں پہنچ جاتی ہے۔ پس مرد صالح اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے''۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''شرح حدیث النزول'' میں اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''کتاب الروح'' میں اس حدیث کے مزید طرق بھی بیان کئے ہیں جن میں مزید اضافہ بھی ہے۔ اس حدیث کے راوی بخاری و مسلم کے ہیں اور ثقہ ہیں۔ لہٰذا یہ روایت بالکل صحیح ہے۔ ان احادیث کے علاوہ، مزید احادیث اور تفصیل میں نے اپنی مفصل کتاب میں بیان کر دی ہے۔ اس صحیح ترین روایت پر ڈاکٹر موصوف وغیرہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس صحیح روایت کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ والحمد للہ علی ذٰلك۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پس ثابت ہوا کہ اعادہ روح الی القبر کا عقیدہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور عذاب القبر اور اعادہ روح الی القبر دو الگ الگ مسئلے نہیں بلکہ اعادہ روح کا تعلق بھی عذاب القبر ہی سے ہے۔ اور عذاب القبر کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے اور اعادہ روح کے باوجود بھی میت کی یہ زندگی دنیاوی نہیں بلکہ اُخروی ہی ہوتی ہے۔ اور اسے دنیاوی زندگی پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

عذاب قبر یا اعادہ روح کی کوئی بات جب منکرین عذاب قبر سن لیتے ہیں تو فوراً کفر کے فتوے داغنے لگ جاتے ہیں۔ اس تفصیل کے آ جانے کے بعد دیکھتے ہیں کہ یہ حضرات اپنے پیر مغاں پر کیا فتوے داغتے ہیں اور اسے کفر کے کس مرتبہ پر فائز کرتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر موصوف تیسری حقیقی زندگی کے قائل بھی تھے اور اعادہ روح کے بھی۔ کفر اور شرک کی مشین گنیں چلانے والے جاہل مفتیوں کو یہ احساس ہی نہیں کہ وہ کفر و شرک کے فتوے داغ کر اپنا کتنا نقصان کر رہے ہیں۔ دراصل ڈاکٹر موصوف نے ان مادر پدر آزاد دوستوں کو تربیت ہی ایسی دی تھی کہ جس کے نتیجے میں ہر محدث، ہر عالم پر یہ فوراً کفر کا فتویٰ داغ دیتے ہیں اور محدثین کرام، ائمہ کرام، علماء دین اور عام مسلمین سب ہی کو کافر کہتے نہیں تھکتے۔ بلکہ ان کے پیر مغاں نے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور سیدنا بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ پر بھی فتویٰ داغ دیا ہے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بحرانی کیفیت طاری ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر موصوف کے پرستاروں کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ بغیر کسی وجہ کے کفر کے جو فتوے یہ داغ رہے ہیں ان فتوؤں سے ان لوگوں کا تو کچھ نہیں بگڑے گا البتہ فتویٰ داغنے والا اپنا ایمان گنوا بیٹھے گا۔ کاش یہ نادان دوست سمجھ لیتے کہ کفر کی مشین گن چلانے سے وہ اپنا ہی ستیاناس کر رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کفر کے فتوے داغنے والے اور انہیں گالیاں دینے والے دنیا میں تو اپنا دل ٹھنڈا کر رہے ہیں لیکن انکے ان افعال سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اور مرتبہ دن بدن بلند ہوتا چلا جا رہا ہے اور یہ چیز ان کے مفاد میں ہے۔ اسی طرح دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے والے ان کا کوئی نقصان نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان کے درجات کو وہ بلند کرنے کا سبب بن رہے ہیں البتہ یہ لوگ اپنی آخرت کو داؤ پر لگا بیٹھے ہیں اور اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نادان دوستوں کو ہدایت نصیب فرمائے (آمین)۔

قبر کی زندگی نیند سے مشابہ ہے

اللہ تعالیٰ نے سونے والے کو مرنے والا قرار دیا ہے۔ دیکھئے سورۃ الانعام آیت: ۶۰، الزمر آیت: ۴۲۔

اسی طرح احادیث میں بھی نیند کو موت قرار دیا گیا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللھم باسمك اموت و احیاء

اے اللہ تیرے حکم سے مرتا ہوں اور تیرے حکم سے جیوں گا۔

اور جاگتے وقت:

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ (بخاری کتاب الدعوات باب:۸ ح:۶۳۱۴)۔

اسی طرح مرنے والے کو سونے والا کہا گیا ہے۔

قالوا یویلنا من بعثنا من مرقدنا ھذا ما وعد الرحمن و صدق المرسلون (یٰس:۵۲)

کہیں گے ہائے ہماری کم بختی ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے (جگا) اٹھایا؟ یہ وہی تو ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔

اور حدیث میں ہے کہ مردہ کو کہا جاتا ہے: نم صالحا ''اچھی نیند سوجا'' (بخاری)۔ دوسری حدیث میں ہے: نم کنومة العروس ''سو جا جیسے نئی نویلی دلہن سوتی ہے''۔ (ترمذی)۔

گویا قبر کی زندگی کی مثال سونے والے کی طرح ہے جس طرح ایک سونے والا جب کوئی خواب دیکھتا ہے تو اس کا جسم اسے پوری طرح محسوس کرتا ہے بالکل اسی طرح ثواب وعذاب کو یہ مردہ جسم پوری طرح محسوس کرتا ہے۔ اس وضاحت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعادۂ روح کے بعد اور قبر کے سوال و جواب کے بعد میت کو سونے کا کہا جاتا ہے۔ اور نیند اور موت دونوں ہم معنی ہیں۔ اور جس کے بعد نیک انسان کی روح کو جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ قیامت تک رہتی ہے۔ اس وضاحت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو لوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ میت کے روح کے آنے کے بعد روح اُس میں قیامت تک رہتی ہے یہ الزام بھی غلط ہے۔ اور یہ بات قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اور اعادۂ روح سے بھی نئی زندگی ثابت نہیں ہوتی بلکہ میت بدستور میت ہی رہتی ہے کیونکہ روح کا تعلق میت کے ساتھ دنیاوی زندگی کی طرح کا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس وقت انسان حالت موت سے گزر رہا ہوتا ہے۔ اور قیامت کے دن وہ زندہ ہو کر قبر سے نکلے گا۔ جیسا کہ قرآن و حدیث کے تمام نصوص کو سامنے رکھنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ نیز یہ تمام آخرت کے معاملات ہیں اور انہیں دنیا میں رہتے ہوئے سمجھنا بہت مشکل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز یہ آخرت کے معاملات ہیں آخرت کے معاملات کو دنیا پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

عثمانی فرقہ کا طریقہ استدلال

عثمانی فرقہ جسے برزخی فرقہ بھی کہا جاتا ہے ان کا طریقہ استدلال بڑا ہی عجیب وغریب ہے۔ یہ لوگ جب عذاب القبر کی احادیث پر تنقید کرنے لگتے ہیں تو انہیں ضعیف، موضوع اور قرآن کریم کا خلاف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بغیر دلیل کے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں روایت میں شیعہ راوی ہے لہٰذا یہ روایت موضوع ہے لیکن دوسری طرف وہ خود جن روایات سے استدلال کرتے ہیں ان میں بھی شیعہ راوی ہوتے ہیں اور ایسے راوی بھی کہ جنہیں اس فرقہ کے سرخیل اور بانی ڈاکٹر عثمانی نے جھوٹا قرار دے رکھا ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہ ان کی روایات نقل کر چکے ہیں جیسا کہ ان کا لٹریچر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے اور جس کی تفصیل ہماری کتاب ''الدین الخالص'' دوسری قسط میں موجود ہے۔ اور اسی طرح یہ اپنی تائید میں من گھڑت اور جھوٹے واقعات بھی نقل کر چکے ہیں یعنی مطلب کی ہر بات ان کے ہاں دلیل اور جو دلیل ان کے خلاف جاتی ہے اسے غلط قرار دے دیتے ہیں حالانکہ وہ دلیل درست اور صحیح ہوتی ہے گویا وہ کسی اصول کے پابند نہیں ہیں بلکہ ڈاکٹر موصوف کے پابند ہیں کہ وہ جس بات کو درست کہہ دے تو وہ درست اور جس بات کو موصوف غلط کہہ دیں تو وہ غلط ہے۔ بے اصولی ان برزخیوں کا اصول ہے۔ اعادہ روح کے بارے میں ایک برزخی لکھتا ہے کہ اس روایت کے شیعہ راویوں نے اللہ پر جھوٹ کہا ہے۔ حالانکہ جب راوی شیعہ ہیں اور شیعہ ہونے کی بناء پر وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بھی بولتے ہیں تو پھر ان کی حدیث نقل کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ یہ کیا دین ہے کہ راوی شیعہ بھی ہیں اور اللہ پر جھوٹ بھی بولتے ہیں اور پھر انہی راویوں کی روایات کو دلیل کے طور پر پیش بھی کیا گیا ہے؟ ایک چیز اپنے لئے جائز بلکہ زبردست دلیل اور دوسروں کیلئے ناجائز بلکہ ''شجرہ ممنوعہ''۔ معلوم ہوا کہ ان برزخیوں کا سارا دین ہی جھوٹا ہے کیونکہ اس کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔ لہٰذا اب ان جھوٹوں کی حیثیت بھی دنیا کے سامنے ہے۔ لینے اور دینے کا یہ دوہرا معیار بڑا عجیب بلکہ سنگین جرم ہے اور ایسے دھوکہ باز اللہ کے عذاب اور عذاب القبر سے نہ بچ سکیں گے۔ ویل للمطففین

دینی معاملات میں عقل کو معیار بنانا درست نہیں ہے

ایمان باللہ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان جب کوئی مسئلہ بیان کرے تو اس کے دلائل قرآن وحدیث سے پیش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے لیکن چونکہ قرآن و حدیث ان کے باطل عقائد کی قطعاً تائید نہیں کرتے لہٰذا یہ احادیث صحیحہ کے مقابلے میں عقلی گھوڑے دوڑانے لگتے ہیں اور ہر حدیث پر عقلی اعتراض وارد کرتے ہیں اور یہ طرز عمل ایمان کے منافی ہے۔ لازم ہے کہ قرآن و حدیث پر ایمان رکھا جائے اور ان کی باطل تاویلات سے اجتناب کیا جائے، اسی میں ایمان کی سلامتی ہے۔ دین کا دارومدار عقل اور رائے پر نہیں ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''دین کا دارومدار رائے (اور عقل) پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا بہتر ہوتا اوپر مسح کرنے سے۔ اور بلاشبہ میں نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو کہ آپ ﷺ موزوں کے اوپر مسح کرتے تھے''۔ (رواہ ابوداؤد، الدارمی معناہ۔ مشکوۃ المصابیح ص:۵۴ ح:۵۲۵۔ وقال الاستاذ علی زئی: صحیح، رواہ ابوداؤد: ۱۶۲، الدارمی ۱/۱۸۱ ح۷۱۲، وللحدیث شواھد)۔

اسی طرح ریح کے خارج ہونے سے وضو کیا جاتا ہے حالانکہ ریح کہاں سے خارج ہوتی ہے اور دھویا کن اعضاء کو جاتا ہے؟ معلوم ہوا کہ دین کا دارومدار ایمان یعنی مان لینے پر ہے عقل پر نہیں۔

عقیدہ عذاب القبر سے عقیدہ توحید کو نقصان؟

عذاب القبر کے انکار کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس سے عقیدہ توحید کو نقصان پہنچا ہے اور (بقول ان کے) مردہ کو قبر میں زندہ ماننے سے عقیدہ توحید متزلزل ہو جاتا ہے حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے اس لئے کہ مردہ کو کوئی بھی قبر میں زندہ نہیں مانتا یعنی دنیاوی زندگی کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شہداء کو زندہ کہا، بلکہ مردہ گمان کرنے سے بھی منع فرما دیا۔ اب جن احادیث کی بنا پر ان کو جنت میں زندہ ثابت کیا جا رہا ہے ان میں انہی کے اصول کے مطابق جھوٹے اور شیعہ راوی ہیں اور ممکن ہے کہ شیعہ راویوں نے اللہ پر جھوٹ کہا ہو، لہٰذا قرآن سے ثابت ہوا کہ شہداء زندہ ہیں، ان کو مردہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا ورنہ ایمان سلامت نہیں رہے گا اور مردہ جسم ہوتا ہے، روح کو کوئی مردہ نہیں کہتا۔ پس ثابت ہوا کہ شہداء قرآن کی رو سے زندہ ہیں۔ اب ان کے زندہ ہونے سے عقیدہ توحید پر کوئی زد نہیں پڑتی اور پھر ڈاکٹر عثمانی خود مرنے والوں کو نئے جسم کیساتھ زندہ مانتا ہے اور ان کی حقیقی زندگی کا قائل ہے۔ لہٰذا اس طرح ان کا فتویٰ خود ان ہی پر لوٹ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے عقیدہ توحید کی تبلیغ کے لئے جن برگزیدہ ہستیوں کو پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا وہ انتہائی درجے کے صالح، متقی، پرہیزگار، صادق و امین تھے۔ نبی ﷺ کا لقب ہی صادق وامین پڑ گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی فراڈی یا دھوکا باز کو اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی عقیدہ توحید کی حفاظت پر معمور نہیں فرمایا اور اس فرقہ نے اپنے کتابچوں میں جگہ جگہ دھوکا وفراڈ سے کام لیا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ لوگ عقیدہ توحید کی حفاظت کے لئے نہیں اٹھے بلکہ یہ اپنی ذات اور اپنا خود ساختہ عقیدہ منوانے کے لئے میدان عمل میں آئے ہوئے ہیں کیونکہ کوئی فراڈی کبھی بھی عقیدہ توحید کی خدمت نہیں کرسکتا، البتہ وہ اہل ایمان کو آپس میں لڑانے اور ان کے درمیان نفرت وعداوت اور فتنہ وفساد کا بیج بونے کا کام عمدہ طریقہ سے کر سکتے ہیں۔ عقیدہ توحید کے لئے اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں صالح ومتقی علماء کرام کو پیدا کرتا ہے اور انہی کو اللہ تعالیٰ دین حق کی حفاظت پر معمور کرتا ہے۔ العلماء ورثة الانبياء (ترمذی)۔ ''علماء کرام، انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں''۔ انما يخشى الله من عباده العلماء (فاطر: ۲۸) ''اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں''۔ (یعنی علماء حق)۔

نبی ﷺ نے قیامت کی علامات میں سے ایک بڑی علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ علماء دنیا سے اٹھ جائیں گے اور جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے، پھر ان سے دین کی باتیں پوچھیں گے اور وہ علم کے بغیر فتوی دیں گے۔ (اس طرح وہ) خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری ج: ۱۰۰۔ ومسلم: ۳ے ۲۲۔ مشکوۃ صفحہ ۳۳، ح: ۲۰۶)

اسلام اور عقیدہ توحید کو جس قدر نقصان جاہلوں کا یہ گروہ پہنچا رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ اتنا نقصان غیر مسلموں نے بھی کبھی نہیں پہنچایا۔ یہ نادان دوست اسلام کے لبادے میں اور جہالت کی وجہ سے اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں اور اس طرح یہ انکار حدیث اور پھر انکارِ قرآن کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اور یہ ہمارا صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ واقعی اس فرقہ سے مزید کئی ایسے فرقے نکل چکے ہیں کہ جو انکارِ حدیث کے لئے باقاعدہ کام کر رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ شجرہ خبیثہ سے کسی عمدہ چیز کے پیدا ہونے کی اُمید رکھنا ہی نادانی اور ناسمجھی ہے۔ اب بھی اگر یہ حضرات ہماری بات کو نہ سمجھیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد اور قیامت کے دن مزید یہ ہماری بات سمجھ جائیں گے۔ لیکن اس دن کا سمجھنا انہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور باطل سے کامل طور پر اجتناب کی توفیق دے۔ (آمین)۔

قہر رحمانی بر فرقہ عثمانی

برزخی فرقے کے باطل ہونے کی ایک زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان زبردست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلاف پیدا کر دیئے ہیں اور یہ دو گروہوں اور فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور ہم عقیدہ ہونے کے باوجود بھی یہ ایک دوسرے پر مرتد ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں اور ایک دوسرے کو نہ تو سلام کرتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں بلکہ خروج کرنے والے فرقہ نے شروع میں اپنا امیر بدرالزمان صدیقی کو بنایا تھا لیکن اس نے جب کہیں مخالفین کی مسجد میں ان کے پیچھے ایک نماز ادا کر لی تو اسے امارت سے فارغ کر دیا گیا اور یہ تعصب کی انتہاء ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تکفیری فرقے سخت تعصب کا شکار ہیں اور ان فرقوں نے ایک دوسرے کے خلاف پمفلٹ بازی بھی کی ہے اور اس سے پہلے بھی اس فرقے نے کئی فرقیاں جنم دی ہیں کہ جن کی کوکھ سے منکرین حدیث پیدا ہو چکے ہیں اور وہ اس گندے عقیدہ کی دعوت بھی لوگوں کو دے رہے ہیں۔ یہ یقیناً ان برزخیوں پر اللہ تعالیٰ کا ایک عذاب ہے۔ کاش یہ لوگ اس حقیقت کو سمجھ لیتے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ

''کہو وہ (اللہ) اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں گروہوں میں (تقسیم کر کے) الجھا دے اور تمہیں ایک دوسرے کی طاقت (کا مزا) چکھائے۔ دیکھو کس طرح ہم اپنی آیات بار بار بیان کر رہے ہیں شاید کہ یہ سمجھ لیں''۔ (الانعام:٦٥)

اب برزخی حضرات اس عذاب کے بعد کیا اوپر اور نیچے کے عذاب کے منتظر ہیں؟ اور یا وہ اس جہالت سے توبہ کر کے قرآن وحدیث کی طرف پلٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

عقیدۂ عذاب القبر اور منکرین حدیث

عذاب القبر کا عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت شدہ ہے، ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار گویا قرآن کریم ہی کا انکار ہے۔ کوئی شخص اگر سورج کے وجود کا انکار کر دے تو اس کی عقل پر صرف ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عذاب قبر کے ثبوت کے لئے احادیث اس کثرت سے مروی ہیں کہ جن کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ احادیث متواترہ کا انکار گمراہی راہ کے علاوہ انسان کو کسی دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راستے کی طرف نہیں لے جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عقیدہ کا انکار ہمیشہ باطل پرستوں ہی نے کیا ہے۔ اور صحیح العقیدہ اہل العلم نے ہر دور میں ایسے باطل پرستوں کا مقابلہ کیا ہے اور انہیں ہزیمت سے دو چار کیا ہے۔ ذلت و رسوائی ہر دور میں ایسے لوگوں کا مقدر بنی ہے۔

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرۃ:۸۵)

واضح رہے کہ عذاب قبر کے عقیدہ کا اثبات اہل سنت و جماعت کے علماء نے ہر دور میں کیا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں بعض علماء کرام کی تصریحات مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

موجودہ دور میں بعض فرقوں نے عذاب قبر کا انکار انتہائی کثرت سے کیا ہے اور اس سلسلہ میں مفت کتابیں شائع کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی زبردست کوشش کی جارہی ہے ان فرقوں میں سے ایک فرقہ نے قیامت سے پہلے کسی قسم کے عذاب کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے، اس کا نکتہ نظر یہ ہے کہ قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد ہی جزاء و سزا کا سلسلہ قائم ہوگا اور قیامت سے پہلے کسی قسم کا کوئی عذاب و ثواب انسان کو نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلہ میں اس فرقہ نے ایک کتابچہ ”عذاب قبر قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک مکمل جائزہ“ شائع کیا ہے۔ یہ کتابچہ انجمن احباب کراچی کا شائع کردہ ہے جس میں ”آپ کا ایک خیر خواہ بھائی“ کا تعاون بھی شامل ہے اور یہ کسی محمد فاضل کا لکھا ہوا ہے۔ موصوف عذاب قبر کے سلسلہ میں اپنی رائے کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

”عذاب قبر یا برزخ کا معاملہ ایسے عقائد ہیں جن کا قرآن میں ادنیٰ سا اشارہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ بار بار حشر کے دن فیصلہ کئے جانے کے بعد بدلہ دیئے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے عذاب قبر کی ہر بات چاہے وہ کسی کی بھی ہو خود بخود جھوٹ غلط ثابت ہو جاتی ہے ایسے غلط جھوٹ بات کا ماننا دراصل قرآن کو غلط و جھوٹ قرار دینے کے ہم معنی ہے۔ (عذاب قبر صفحہ:۱۰)۔

اس عبارت کو پڑھیں اور موصوف کی جہالت کا اندازہ لگائیں۔ دراصل یہ منکرین حدیث ناظرہ قرآن کریم بھی پڑھے ہوئے نہیں ہوتے اور صرف اردو ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پوری کتاب موصوف کی جہالت کا شاہکار ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عذابِ قبر مرنے کے بعد اور قیامت قائم ہونے سے پہلے ہوتا ہے

قیامت سے پہلے عذاب کا ذکر قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت ہے چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے خطاب فرماتا ہے:

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا (سورۃ بنی اسرائیل: ۷۴۔۷۵)

اور اگر ہم تمہیں مضبوط نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم بھی ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک جاتے لیکن اگر تم ایسا کرتے تو ہم تمہیں زندگی میں بھی دوہرے عذاب کا مزہ چکھاتے اور موت میں بھی دوہرے عذاب کا مزہ چکھاتے اور پھر ہمارے مقابلے میں تم کوئی مددگار نہ پاتے۔

حیات کا الٹ اور متضاد ممات ہے۔ اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زندگی میں بھی اور حالت موت میں بھی عذاب کا ذکر فرمایا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حالت موت میں بھی عذاب کا ہونا بالکل ممکن ہے اور یہی ہے۔ موصوف کے جھٹلانے اور انکار کرنے سے یہ اٹل حقیقت بدل نہیں سکتی۔ موصوف کو قرآن کریم میں عذاب قبر کا ادنیٰ سا اشارہ بھی نہیں مل سکا اس لیے کہ وہ خود بھی جاہل مطلق ہے اور کسی جاہل استاد کا شاگرد ہے۔ اگر اس نے قرآن کریم کسی متبع سنت عالم سے پڑھا ہوتا تو وہ کبھی بھی ایسی الٹی سیدھی نہ ہانکتا لیکن اس کی عبارت پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف قرآن کریم کی راہ سے بھی بہت بھٹک چکا ہے اور گمراہی کے کسی عمیق غار میں جا پڑا ہے۔ افسوس کہ ایسے لوگ جو ابلیس کے ایجنٹ بن چکے ہیں اور خود تو گمراہ ہو چکے ہیں لیکن وہ اہل اسلام کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور قرآن وحدیث کی صاف ستھری شاہراہ سے انہیں ہٹانا چاہتے ہیں۔ سوچئے کہ ایسے لوگوں کو ان کی اس جدوجہد کا کیا صلہ ملے گا؟ صرف چندروزہ زندگی میں کچھ مال ودولت اور کوئی عہدہ لیکن اس کے بعد پھر جہنم کا ابدی عذاب ان لوگوں کا مقدر بنے گا۔ افسوس صد افسوس۔

دوسری آیت

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ
کاش تم دیکھ سکو کہ جب ظالم موت کی سختیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں: لاؤ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں ذلت کے عذاب کا صلہ دیا جائے گا اس لیے کہ تم اللہ کے ذمہ ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کیا کرتے تھے۔

موصوف نے اس آیت میں تحریف معنوی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ الیوم کا لفظ قیامت اور حشر کے لیے متعدد جگہ استعمال ہوا ہے (ص:۱۸) حالانکہ یہاں عین موت کے وقت عذاب کا ذکر ہو رہا ہے اور قبض روح کے وقت کو الیوم سے تعبیر کیا جا رہا ہے کہ آج قبض روح کے دن تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ یعنی گویا اب آج سے عذاب کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''کاش کہ تو ان ظالموں کو سکرات موت کی حالت میں دیکھتا جبکہ فرشتوں کے ہاتھ ان کی طرف بڑھ رہے ہوں گے اور وہ مار پیٹ کر رہے ہوں گے۔ یہ محاورہ (باسطوا ایدیھم) مار پیٹ سے ہے جیسے ہابیل کا بیل کے قصے (سورۂ مائدہ:۲۸) میں ہے۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ
''اور اگر تو نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ تو مجھے قتل کر دے تو بھی میں تمہاری طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا''۔(المائدہ:۲۸)۔

اور سورۂ الممتحنۃ آیت نمبر ۲ میں ہے:

وَ يَبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ
''اور ایذا رسانی کے لئے تم پر اپنے ہاتھ بھی بڑھائیں اور زبانیں بھی اور وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم بھی کافر بن جاؤ''۔(الممتحنۃ:۲)۔

ضحاک اور ابو صالح نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔

خود قرآن کی سورۂ انفال، آیت نمبر ۵۰ میں ہے:

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ
''کاش کہ تم دیکھ سکتے کہ جب فرشتے ان لوگوں کی روحیں قبض کرتے ہیں جنہوں نے کفر کیا ہے وہ ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر ضربیں لگاتے ہیں اور کہتے ہیں اب چکھو آگ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے عذاب کا مزا‘‘۔ (الانفال:۵۰)۔

ہز سورہ محمد ﷺ آیت نمبر ۲۷ میں فرمایا:

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ

’’پھر کیسا (حال ہوگا ان کا) جب فرشتے ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے ان کی روحیں قبض کریں گے‘‘۔

اس وضاحت سے ثابت ہوگیا کہ یہ عذاب قبض روح کے وقت ہوتا ہے اور موصوف قیامت کے دن کی آیات کو درمیان میں لا کر اس مسئلہ کو الجھانا چاہتے ہیں۔ موصوف کو غالباً یوم اور الیوم میں فرق بھی معلوم نہیں ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ:۳) ’’آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے‘‘۔ کیا اس آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ قیامت کے دن یہ دین مکمل ہوگا؟ بہر حال یہ جہالت کی بھی انتہا ہے اور جھوٹ کی بھی۔ کیونکہ موصوف نے قیامت سے پہلے عذاب کو جھوٹ قرار دیا تھا۔ اب جو شخص اللہ پر جھوٹ بات کہے یا جھوٹا بہتان باندھے اس کا صلہ کیا ہوگا؟

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيٰتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُونَ

(الانعام:۲۱)

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔ یقیناً ظالم فلاح نہیں پاتے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيٰتِ اللّٰهِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُونَ

(النحل:۱۰۵)

’’جھوٹ تو صرف وہی لوگ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں‘‘۔

اس سلسلے کی مزید آیات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: سورۃ المومن: ۴۵۔۴۶۔ اور سورہ طٰہٰ: ۱۲۴۔

یوم الست میں ذریت آدم کے جسموں کا مسئلہ

موصوف یوم الست کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''یہ اقرار روحوں سے نہیں بلکہ ذریت آدم (آدم کی اولاد یعنی جسم و جان کے مرکب) سے لیا گیا''۔ (ایضاً۔ صفحہ:۱۱)۔

دنیا میں آنے سے پہلے اجسام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، صرف روحیں موجود تھیں لیکن موصوف نے ان روحوں کو جسم و جان بھی عنایت کر دیئے۔ اور اس کی کوئی دلیل بھی موصوف نے پیش نہیں کی اور اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھ دیا۔ **سبحان اللہ هذا بهتان عظيم**۔

گویا موصوف کے فرمان کو تسلیم کرنا ہی درست بات ہے چاہے اس کی کوئی بھی دلیل موجود نہ ہو۔ ویا للعجب۔

درمیانی زندگی کا تصور؟

موصوف حاشیہ میں لکھتا ہے: ''موت کے بعد کوئی زندگی نہیں بلکہ فنا ہو کر انسان عدم میں چلا جاتا ہے۔ (ایضاً۔ ص:۱۲)۔ اور حرف اول میں لکھا ہے: ''اس طرح تیسری زندگی کا کوئی تصور اسلام پیش ہی نہیں کرتا، ایک لامتناہی عرصہ ہے جو دنیاوی موت اور قیامت کی زندگی کے درمیان ہے اور وہ برزخ جس کا حال اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے''۔ آگے لکھتا ہے: ''اور درمیانی عرصہ ایک گہری طویل نیند ہے۔ ایک بے خبری ہے جس کا حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے''۔ (ص ۳)

لیکن موصوف نے جو قرآنی آیات نقل کی ہیں وہ موصوف کے اس باطل نظریہ کو پاش پاش کر دیتی ہیں۔

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

الانعام:۹۳: اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان گھڑے یا کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے درآں کہ اُس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو۔ یا جو اللہ کی نازل کردہ چیز کے مقابلہ میں کہے کہ میں بھی ایسی چیز نازل کر کے دکھاؤں گا؟ کاش تم ظالموں کو اُس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکرات موت کی ڈبکیاں کھا رہے ہوتے اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں ''لاؤ نکالو اپنی جان آج تمہیں اُن باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا کرتے تھے اور اُس کی آیت کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے''۔

الانفال:۵۰: کاش تم اِس حالت کو دیکھ سکتے جب کہ فرشتے مقتول کافروں کی رُوحیں قبض کر رہے تھے وہ ان کے چہروں اور اُن کے کولھوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے ''لو اب جلنے کی سزا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھگتو"۔

النحل:۲۸: ہاں اُنہی کافروں کے لئے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ڈگیں ڈال دیتے ہیں ور کہتے ہیں "ہم تو کوئی قصور نہیں کر رہے تھے"۔ ملائکہ جواب دیتے ہیں کہ کیسے نہیں کر رہے تھے اللہ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے"۔

النحل:۳۲: وہ متقین جن کی رُوحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں "سلام ہو تم پر، جاؤ جنت میں اپنے اعمالوں کے بدلے"۔

محمد:۲۷: پھر اُس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے اُن کی رُوحیں قبض کریں گے اور اُن کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے۔

یٰسین:۲۶: (آخر کار اِن لوگوں نے اُسے قتل کر دیا اور) اس شخص سے کہہ دیا گیا کہ "داخل ہو جا جنت میں" اُس نے کہا" کاش میری قوم کو یہ معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرما دی۔

المؤمن:۴۶: دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح وشام وہ پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آلِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔ (عذاب قبر: صفحہ:۱۳)۔

اوپر جو کچھ کہا گیا تھا یہ تمام آیات اس کی نفی کر رہی ہیں اور یہ منکرین جب بھی قرآن کریم کی طرف رجوع کریں گے تو قرآن کریم اُن کے باطل عقائد ونظریات کی نفی ہی کرے گا اور یہ حضرات قرآن کریم سے اپنے خودساختہ نظریات بالکل ثابت نہیں کر سکتے چنانچہ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ خود ان کے اس کتابچہ میں بھی تضاد ہے۔ پھر اس طرح یہ حضرات احادیث ہی کا نہیں بلکہ قرآن کریم کا بھی انکار کر رہے ہیں۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىِٕلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (المؤمنون:۹۹۔۱۰۰)

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجاتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دے کہ جسے میں چھوڑ آیا ہوں۔ اُمید ہے کہ میں صالح عمل کروں گا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہے جسے وہ کہتا ہے، اب ان سب مرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والوں کے پیچھے ایک برزخ (آڑ) ہے قیامت کے دن تک۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مرنے والا اللہ تعالیٰ سے مہلت طلب کرتا ہے کہ اسے دوبارہ دنیا ہی میں بھیج دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ اس کی اس تمنا کو رد کر دیتا ہے اور یہ مکالمہ قیامت کے قائم ہونے سے پہلے اور موت کے وقت ہی ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت کے الفاظ حتی اذا جاء احدھم الموت اور الی یوم یبعثون اس پر دلالت کرتے ہیں۔

کیا آخرت کے معاملات دنیا کی طرح ہیں؟

موصوف آخرت کے معاملات کو دنیا پر قیاس کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اور فیصلہ سے پہلے سزا دنیا میں بھی ایک سنگین جرم مانا جاتا ہے''

لیکن موصوف کی یہ بات بالکل غلط اور باطل ہے کیونکہ موصوف خالق کائنات کے معاملہ کو دنیا کے انسانوں پر قیاس کر بیٹھا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل: ۷۴)

پس تم اللہ کے لئے (دنیا والوں کی) مثالیں بیان نہ کرو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر بات جانتا ہے جب کہ تم (اور دنیا والے کچھ) نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ انسان کے تمام اعمال سے باخبر ہے بلکہ انسان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ کون شقی ہے اور کون سعید؟ کون صالح ہے اور کون نافرمان۔ وہ اگر کسی کو سزا دیتا ہے تو عدل وانصاف کے ساتھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا لہٰذا قیامت کے دن سے پہلے بھی نافرمانوں کا عذاب میں مبتلا ہونا اللہ تعالیٰ کا عین انصاف ہے۔

دراصل جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو موت کے وقت فرشتے اس کے جسم سے روح کو قبض کر لیتے ہیں یعنی نکال لیتے ہیں، جسم اور روح کی اسی جدائی کا نام موت ہے۔ اور پھر صالح انسانوں کی ارواح کو جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے جبکہ نافرمانوں کی ارواح کو جہنم میں۔ ملاحظہ فرمائیں سورۃ النحل: ۲۸ اور ۳۲، الفجر ۲۷ تا ۳۰۔ سورۂ یٰسین: ۲۶، ۲۷۔ سورۂ نوح: ۲۵۔ سورۂ الانعام: ۹۳۔ سورۂ تحریم: ۱۰۔

قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا اور روح جسم میں داخل ہو جائے گی تو اس مکمل انسان کو اللہ تعالیٰ وعدے کے مطابق نیک انسان کو اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں اور نافرمان کو اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں عطا کرے گا۔ اب صالح انسان کو جنت میں داخل کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا اور نافرمان کو جہنم میں۔ اور یہ معاملہ اس مکمل انسان کے ساتھ ہوگا جبکہ قیامت سے پہلے صرف ارواح کو جنت یا جہنم میں داخل کیا گیا تھا۔ اجسام قبروں میں راحت یا عذاب میں مبتلا تھے جیسا کہ صحیح احادیث اس کی گواہی دیتی ہیں۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ کو ہر شخص کے متعلق معلوم ہے کہ کون صالح ہے اور کون نافرمان۔ اور وہ اپنے عدل و انصاف کے مطابق انہیں جنت یا جہنم میں داخل کرسکتا ہے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عدل و انصاف کا بھرپور مظاہرہ فرمائے گا تاکہ ہر شخص یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کتنا زبردست اور قوت و طاقت اور اقتدار کا مالک ہے اور وہ ہر ہر انسان سے عدل و انصاف کرے گا۔ اس دن جہاں وہ نافرمانوں پر غضب ناک ہوگا وہاں مومنوں کے لئے اس کی صفت رحمت عروج پر ہوگی۔ اب اگر اللہ رب العالمین قیامت سے پہلے بھی نیک انسانوں کو نعمتوں سے نوازے اور نافرمانوں کو عذاب میں مبتلا کردے تو یہ بھی اس کا عدل و انصاف ہی ہے کیونکہ وہ ہر طرح کی حقیقت سے واقف اور باریک بین ہے۔ اسے پہلے ہی سے معلوم ہے کہ کون جنت کا مستحق ہے اور کون جہنم کا حقدار ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اس بات کا پابند نہیں ہے کہ دنیا کی عدالتوں کی طرح کسی شخص کے متعلق جب تک کوئی فیصلہ نہ ہو جائے اس فیصلہ سے پہلے اسے مجرم یا بے گناہ نہیں مانا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے معاملات دنیا کے ججوں اور حکمرانوں کی طرح نہیں ہیں۔ وہ ہر ہر بات سے واقف اور باریک بین ہے۔ انسان کو موت آتی ہے تو اسی وقت فیصلہ ہو جاتا ہے کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی؟ یہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور وہ عالم الغیب والشھادۃ اور علام الغیوب ہے۔

دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نافرمان قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے

بلکہ انسان ابھی دنیا میں ہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی وجہ سے اس پر مختلف عذاب بھیج دیتا ہے اور اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور دنیا سے اس کا نام و نشان مٹا دیتا ہے۔ کئی قوموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (العنکبوت:۴۰)

آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا پھر ان میں سے کچھ وہ بھی جن پر ہم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی اور ان میں سے کچھ وہ بھی جن کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور کچھ وہ بھی جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ وہ بھی کہ جن کو ہم نے غرق کردیا، اللہ نہیں تھا ان پر ظلم کرتا مگر وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

قوم نوح، عاد، ثمود، آل فرعون، قارون، قوم شعیب، یعنی اصحاب مدین، قوم لوط .... وغیرھم کیا ان کے واقعات موصوف نے قرآن کریم میں نہیں پڑھے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے عذاب کے ذریعے ہلاک کردیا تھا؟ اور اس طرح قیامت کے آنے سے پہلے دنیا میں ہی ان کا صفایا کردیا اور انہیں شدید عذاب سے دوچار کردیا۔ تباہی و بربادی اور ہلاکت ان کا مقدر بن گئی تھی۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (الفجر: ۱۳۔۱۴)

پھر تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا بے شک تمہارا رب ایسے لوگوں کی گھات میں ہے۔

اب موصوف بتائیں کہ یوم الحساب سے پہلے ان لوگوں کو شدید عذاب میں مبتلا کرنا اور انہیں تباہ و برباد کردینا، اسے وہ اللہ تعالیٰ کا انصاف قرار دیں گے یا نہیں؟ اور پھر اگر دنیا میں انہیں عذاب ہوسکتا ہے تو عذاب قبر سے انہیں کون سی چیز مانع ہوسکتی ہے؟؟

آپ خود ہی اپنی اداؤں پہ پر ذرا غور کریں
ہم جو عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ موصوف قرآن کریم کا سطحی قسم کا بھی مطالعہ نہیں رکھتا اور دعوے اس نے ایسے زبردست کئے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ
(النحل: ۱۰۵)

صرف وہی لوگ جھوٹ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

بہرکیف موصوف کے دعوؤں کی قلعی اب کھل چکی ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرنے والوں کو ایسے دجال و کذاب قسم کے لوگوں سے دور رہنا چاہیئے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کی آخرت بھی تباہ و برباد کرڈالے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث رسول ﷺ کے متعلق موصوف کے خودساختہ اصول

احادیث رسول ﷺ کے متعلق بھی موصوف نے من گھڑت اور خود ساختہ قسم کے اصول بیان کر کے انہیں ناقابل اعتبار قرار دینے کی کوشش کی ہے جبکہ موصوف کے ان تمام خود ساختہ اصولوں سے قرآن کریم کی بھی نفی ہوتی ہے۔ جس نبی نے اس اُمت کو قرآن کریم عنایت کیا یعنی آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سپرد قرآن کریم کیا انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی سنت اور آپ کی سیرت کو بھی محفوظ فرمالیا تھا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تابعین اور تابعین نے تبع تابعین اور پوری اُمت کے حوالے قرآن کریم بھی کیا اور سنت رسول ﷺ اور آپ ﷺ کی سیرت بھی۔ یہ کونسا انصاف ہے کہ آپ کے نزدیک قرآن کریم تو محفوظ رہ گیا اور سنت رسول ﷺ اور احادیث رسول ﷺ کا معاملہ مشکوک قرار پا گیا؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ سے جس طرح قرآن مجید اخذ کیا اُسی طرح اُنہوں نے نبی ﷺ سے سنت اور احادیث کو بھی اخذ کیا۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ

اور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کتاب (قرآن مجید) کی اور حکمت (سنت و حدیث) کی تعلیم دی اور ان کا تزکیہ کیا۔ البقرۃ: ۱۲۹، ۱۵۱۔ آل عمران: ۱۶۴، الجمعہ: ۲۔

صحابہ کرام دین اسلام کے چشم دید گواہ تھے۔ اور پھر انہوں نے قرآن و سنت کو پوری اُمت مسلمہ کے سامنے پیش کر دیا۔ اب یہ ممکن نہیں کہ قرآن مجید تو محفوظ رہ گیا ہو اور سنت و حدیث باطل قرار پا گئی ہو۔ بلکہ احادیث کے لئے اسانید کا ایک ایسا سلسلہ قائم کر دیا گیا جس کی نظر ماضی میں کسی اُمت کے ہاں نہیں پائی جاتی۔ یہ صرف اس اُمت کی خصوصیت اور اعزاز ہے کہ جو حدیث رسول ﷺ کو اخذ کرنے کے لئے ایسا اہم اور لاثانی اُصول استعمال کرتی ہے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو محفوظ فرمایا اسی طرح احادیث رسول ﷺ کو بھی محفوظ فرما دیا ہے۔ اور اس کی گواہی خود قرآن کریم نے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء: ۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اللہ اور رسول ﷺ دونوں ہی کو معیار قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے سامنے قرآن کریم کا نزول ہوتا رہا۔ اور انہوں نے قرآن کریم کو جس طرح سینہ سے لگایا اور اس امانت کو اپنے بعد والوں کی طرف منتقل کیا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کی وضاحت و تشریح سنت رسول ﷺ اور اُسوۂ رسول ﷺ کی صورت میں حاصل کی اور اس امانت کو بھی انہوں نے اپنے بعد آنے والوں کی طرف منتقل کر دیا۔ اب یہ کیا انصاف ہے کہ قرآن کریم کو تو ایک مکمل اور محفوظ کتاب مانا جائے اور احادیث رسول ﷺ میں سے کیڑے نکالے جائیں؟ لہٰذا ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ قرآن و حدیث دونوں پر مکمل ایمان رکھا جائے اور نفس و شیطان کی بندگی سے اجتناب کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو احادیث رسول ﷺ کے متعلق ایک ایسا میزان عنایت فرما دیا جو اسماء الرجال اور اسانید کی صورت میں ہے۔ اور ایسا میزان کسی بھی اُمت کو نہیں ملا۔ کوئی عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کا قول آپ کو سند صحیح کے ساتھ نہیں سنا سکتا۔ یہ صرف اس اُمت مسلمہ کی خصوصیت ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کے قول و فعل اور تقریر کو سند کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ اور یہ فن اس اُمت مسلمہ کی خصوصیت ہے۔ اور اس کے باوجود بھی احادیث سے کیڑے نکالے جائیں اور انہیں مشکوک قرار دیا جائے؛ اس سے زیادہ ناانصافی اور کیا ہوگی؟ فافہم۔

کیا مشرکوں کی قبریں انسان؟

کسی بشیر خان جیولرز آف لاہور نے ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں اس نے عذاب قبر کا شدت سے انکار کیا ہے۔ اور عذاب قبر کو جھٹلانے کے لئے کچھ سائنسی تحقیقات کا سہارا لیا ہے۔ اس کے کتابچہ کا نام ''کیا مشرکوں کی قبریں انسان؟ غلط نظریے کے خوفناک نتائج، عذاب قبر کی حقیقت'' ہے۔

یہ صاحب پہلے ڈاکٹر عثمانی کے قافلے میں شامل تھے پھر اس سے جدا ہو کر کھلے منکر حدیث بن گئے اور اب عذاب قبر کو تسلیم کرنے ہی سے نالاں ہے۔ حالانکہ عذاب قبر کی احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ جو درجہ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین اور سلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صالحین ﷺ کے دور ہی سے یہ اہل اسلام کا عقیدہ رہا ہے اور صرف باطل فرقوں ہی نے اس عقیدہ کا انکار کیا۔

موصوف نے عذاب قبر کو جھٹلانے کے لئے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ انسانوں کے جسم کے ذرات اور اجزاء متفرق اور منتشر ہونے کے بعد درختوں اور پودوں اور غلوں کی صورت میں انسانی جسم میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح زندہ انسان مردہ انسانوں کے قبرستان بن جاتے ہیں۔ اسی طرح ان صاحب نے یہ فلسفہ بھی پیش کیا کہ کسی زندہ انسان کو مردہ کافر انسان کی آنکھ، ٹانگ، دل، دماغ وغیرہ لگا دیا جائے تو کیا مردہ کو ان اعضاء کے بغیر عذاب ہوگا؟ اس طرح موصوف نے عذاب قبر کا بھی مذاق اُڑایا ہے۔
قرآن کریم میں ہے کہ کافروں نے ہر دور میں انبیاء کرام کا ہمیشہ مذاق اُڑایا ہے۔ موصوف کے فلسفہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عذاب قبر کوئی چیز نہیں ہے بلکہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے۔ اور جسم چونکہ مٹی میں مل جاتا ہے لہٰذا جسم کو کوئی عذاب وغیرہ نہیں ہوتا۔ تفصیل اگرچہ گذشتہ اوراق میں گذر چکی ہے لیکن وضاحت کے لئے قرآنی آیات کا صرف ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ آیت ۵۵ میں ارشاد فرمایا:

① ''(اے انسان) ہم نے تمہیں زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور پھر ہم تمہیں دوبارہ زمین میں لوٹا دیں گے اور قیامت کے دن اسی زمین سے ہم تمہیں زندہ کر کے نکالیں گے''۔
معلوم ہوا کہ موصوف کا سائنسی نظریہ قرآن مجید سے بھی متصادم ہے کیونکہ انسانی ذرات کو اللہ تعالیٰ زمین ہی میں اکٹھا کر دیتا ہے نہ کہ وہ دنیا میں ہر جگہ منتشر رہتے ہیں۔ نیز موصوف کا یہ نظریہ کہ مردہ کو مطلقاً کوئی عذاب نہیں ہوتا تو اس طرح موصوف نے قرآن مجید کا بھی انکار کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
② (اے نبی) اگر ہم تمہیں مضبوط و ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم بھی ان (کافروں) کی طرف کچھ نہ کچھ جھک جاتے، لیکن اگر تم ایسا کرتے تو ہم تمہیں زندگی میں بھی دُگنا عذاب دیتے اور موت میں بھی دُگنا عذاب دیتے اور پھر ہمارے مقابلے میں آپ کوئی مددگار نہ پاتے''۔ (بنی اسرائیل: ۷۴، ۷۵)۔

اس آیت مبارکہ میں حیات اور ممات دونوں میں دُگنا عذاب دیئے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ حیات کا اُلٹ ممات (موت) ہے اور حالت موت میں بھی عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید سے بھی ثابت ہو گیا کہ میت کو عذاب ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اسی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مناسبت سے احادیث میں اس عذاب کو عذاب قبر کہا گیا ہے۔

④ دوسرے مقام پر ارشاد ہے: ''اور آل فرعون کو بدترین عذاب نے گھیر لیا یعنی آگ ہے جس پر وہ صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی (تو حکم ہوگا) آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کر دو'' (المومن: ۴۵۔۴۶)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آل فرعون کو صبح و شام آگ پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جبکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ کافر کی روح کو قبض روح کے بعد جہنم میں داخل کر دیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں: سورۂ نوح: ۲۵۔ التحریم: ۱۰۔ النحل: ۲۸۔ الانعام: ۹۳۔ الانفال: ۲۵۔

جبکہ قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہے کہ کافر کی روح کو قبض روح کے بعد جہنم میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اب یہ صبح و شام کیا چیز ہے کہ جسے آگ پر پیش کیا جا رہا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ اجسام ہی ہیں کہ جنہیں قبر میں عذاب دیا جاتا ہے اور صحیح بخاری میں یہ حدیث بھی موجود ہے کہ مومن و کافر پر صبح و شام اس کا ٹھکانہ جنت یا جہنم پیش کیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ تجھے (قیامت کے دن) یہاں سے اُٹھا کر داخل کرے گا۔

یہاں یہ اعتراض کہ پھر میت کا یہ عذاب دکھائی کیوں نہیں دیتا؟ تو جواب یہ ہے کہ یہ پردۂ غیب کا معاملہ ہے اور دنیا میں عذاب قبر کا دکھائی دینا ناممکن ہے۔ فافہم۔ عذاب قبر کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے۔ اور جسے دنیاوی پیمانوں سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اختلاف کے وقت اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔ (النساء آیت: ۵۹)۔ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان کا دعویدار ہے تو اس کے لئے اس حکم پر عمل کرنا ضروری ہے، بلکہ دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے:

''تیرے رب کی قسم یہ لوگ کبھی بھی ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک کہ اختلافی مسائل میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور جو فیصلہ آپ نے فرما دیا اس کے خلاف دل میں بھی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اس کے آگے سر تسلیم خم کر لیں'' (النساء: ٦۵)۔

نبی اکرم ﷺ کے فرمان کا انکاری نبی ﷺ کے فرمان ہی کا انکار نہیں کرتا بلکہ وہ نبی ﷺ کا بھی منکر ہے۔ اور انبیاء کرام کو جھٹلانے والے منکرین حق یقیناً اللہ کے عذاب اور عذاب قبر سے نہیں بچ سکتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصر مختصر

① ڈاکٹر موصوف نے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۴۰ کا انکار کیا جس میں ہے: ''کافر کی روح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے''۔ اور اس آیت کے معنی میں تحریف کی بھی زبردست کوشش کی ہے۔ نیز اس آیت کا مذاق بھی اُڑایا ہے (دیکھئے: عذاب برزخ ص ۲۲)

علاوہ ازیں موصوف نے قرآن مجید کی چھ مزید آیات کا بھی انکار کیا ہے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں: ''یہ حضرات اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کے بجائے اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ کی تلقین کرتے ہیں۔ لیکن ہم اس کو صحیح نہیں سمجھتے۔ (دعوت الی اللہ ص: ۱۵ طبع قدیم)۔ یہ آیات درج ذیل ہیں:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (آل عمران: ۱۷۹، النساء: ۱۷۱) (النساء: ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲) (الحدید: ۱۹، ۲۱)

مگر موصوف کی موت کے بعد اب اس عبارت کو بدل دیا گیا ہے۔

② موصوف نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں سخت گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اور آپ کی سخت توہین بھی کی ہے یعنی آپ پر ''بحرانی کیفیت'' طاری ہونے کا الزام لگایا ہے (دیکھئے: عذاب برزخ ص ۲۰)

③ موصوف نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ① سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بدحواسی کی حالت میں کفر پر مرنے والا قرار دیا اور ② بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ پر بھی فتویٰ لگایا ہے اور ان دونوں صحابہ پر دبے الفاظ میں کفر کے فتوے داغے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔ (عذاب برزخ ص ۱۸۔۱۹)

④ موصوف نے اس اُمت کے جم غفیر یعنی تمام محدثین کرام اور پوری اُمت مسلمہ پر کفر کے کھلے اور واضح فتوے داغے ہیں۔ (عذاب برزخ ص: ۲۶) اور یہ فتوے پلٹ کر ان پر چسپاں ہو چکے ہوں گے ان شاءاللہ تعالیٰ۔

www.KitaboSunnat.com

⑤ موصوف اپنے نظریہ کے دفاع کے لئے احادیث کو نقل کرنے میں قطع و برید سے بھی کام لیتے ہیں اور جو حدیث ان کے نظریہ سے ٹکراتی ہے اس کے اہم الفاظ ہی سرے سے نقل نہیں کرتے۔ (دیکھئے: عذاب برزخ ص ۱۷۔۱۸)۔

⑥ ڈاکٹر موصوف نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ تین زندگیوں کے قائل تھے یعنی وہ قبر میں مردہ کو زندہ سمجھتے تھے اور اس الزام کی بناء پر اس نے امام موصوف رحمہ اللہ کو کافر قرار دے ڈالا لیکن جب تحقیق مزید کی گئی تو معلوم ہوا کہ معاملہ یہاں بالکل الٹ اور برعکس ہے اور خود ڈاکٹر موصوف

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہی حقیقتاً تین زندگیوں اور تین موتوں کے قائل تھے جیسا کہ اس کی تحریریں اس بات پر شاہد ہیں۔ اور اس طرح اپنے ہی فتویٰ کی رُو سے وہ خود ہی کافر قرار پا گئے۔ ویا للعجب۔ تفصیل پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

⑦ برزخی قبر کا عقیدہ شیعی عقیدہ ہے جسے ڈاکٹر موصوف نے شیعوں سے اسمگل کیا ہے۔ (دیکھئے: الفروع من الکافی ج: ۳، ص: ۲۴۲۔ طبع تہران)۔

⑧ برزخی جسم کا عقیدہ، قادیانی عقیدہ ہے اور موصوف نے یہ عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب سے حاصل کیا ہے۔ (دیکھئے: اسلامی اصول فلاسفی ص: ۱۳۵، روحانی خزائن۔ جلد: ۱۰ صفحہ ۴۰۴)

⑨ ڈاکٹر موصوف ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کا بھی قائل تھا۔ (دیکھئے عذاب برزخ ص: ۲، ۳، ۶، ۹)

⑩ موصوف خود ساختہ برزخی جسم میں اعادہ روح کا بھی قائل تھا۔ (دیکھئے عذاب برزخ ایضاً)۔

تلك عشرة كاملة

الغرض آپ جس قدر بھی غور کریں گے تو آپ کو ڈاکٹر موصوف کی شخصیت دھوکا وفریب اور جھوٹ سے مزین کفر کی مشین گن اور عجمی سازش معلوم ہوگی۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

شجرہ خبیثہ

ڈاکٹر موصوف کے ایک مایہ ناز شاگرد ابوانور گدون نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے۔ کتاب کا نام: ''دعوت قرآن اور یہ فرقہ پرستی'' ہے اور مثل مشہور ہے کہ شجرہ خبیثہ سے خبیث اور زہریلے پھل ہی پیدا ہوتے ہیں، چنانچہ موصوف کی چند ایک خباثتوں کا تذکرہ ملاحظہ فرمائیں:

① موصوف نے قرآن کریم کو مخلوق قرار دے کر اس کے کلام اللہ ہونے کا انکار کر دیا ہے اور اس طرح اس نے مشرکین عرب سے مکمل یکجہتی کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ کیونکہ مشرکین عرب بھی قرآن مجید کو اللہ کا کلام ماننے کے بجائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھڑا ہوا کلام یعنی مخلوق مانتے تھے۔

② موصوف نے سلف صالحین سے دشمنی کا اعلان کیا ہے اور سلف صالحین اور محدثین کرام کے دشمنوں اور اپنے سلف طالعین (بدکردار) سے مکمل یکجہتی کا اعلان کیا ہے مثلاً جہم بن صفون، بشر بن غیاث المریسی، واصل بن عطائی، احمد بن دواد معتزلی وغیرھم۔

③ موصوف نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دشمنی کی وجہ سے ''علم غیب'' کا دعویٰ بھی کیا ہے اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح خدائی منصب پر فائز ہونے کی کوشش کی ہے۔ اور اپنے اسی علم غیب کی وجہ سے اُس نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی بدعقیدگی کا سراغ لگایا ہے۔ (معاذ اللہ، استغفر اللہ)۔

④ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ قلیب بدر والوں نے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کو سنا تھا اور اس کا اقرار ڈاکٹر عثمانی نے بھی کیا ہے لیکن موصوف لکھتا ہے: ''اب جس میں رتی بھر بھی ایمان ہوگا وہ تو اس حدیث سے مردوں کا سماع مراد نہیں لے گا''۔ (ص:۳۶)۔ نبی ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، محدثین کرام، علماء اسلام، پوری اُمت مسلمہ غرض سب ہی قلیب بدر کے سماع کا اعتراف کرتے ہیں یہاں تک کہ ڈاکٹر عثمانی تک نے اس کا اعتراف کیا ہے لیکن یہ زندیق ان سب کے ایمان کی نفی کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کسی میں رتی بھر ایمان نہیں تھا۔ گویا جس کفر پر یہ اب قائم ہے اسی کو اس نے ایمان سمجھ رکھا ہے۔ قل بئسما یامرکم بہ ایمانکم ان کنتم مؤمنین۔ بہرحال موصوف کے کفر میں رتی بھر شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ اور جو شخص اسے اپنا برزخی عثمانی ساتھی سمجھ کر کافر نہیں سمجھتا تو اسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

⑤ نبی اکرم ﷺ نے سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر: ۲۷ یثبت اللہ الذین آمنوا کے متعلق ارشاد فرمایا: نزلت فی عذاب القبر۔ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی (بخاری) لیکن موصوف اس حقیقت کو تسلیم کرنے والوں کو فرقہ پرست، قبر پرست، جاہل اور گمراہ قرار دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ موصوف نے یہ فتویٰ نبی ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پوری اُمت مسلمہ پر لگایا ہے لہٰذا اب موصوف کے کفر میں کوئی ادنیٰ سا شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

⑥ موصوف نے ایک جگہ لکھا ہے: ''انبیاء علیہم السلام کا مشاہدہ خواب اور بیداری میں ایک جیسا ہوتا ہے''۔ (صفحہ: ۴۷)۔ اہل علم جانتے ہیں کہ موصوف نے یہاں کتنی بڑی جہالت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ موصوف یہ بات کسی علم کی بناء پر نہیں بلکہ ما وجدنا علیہ اباءنا کی بناء پر کہہ رہا ہے۔

⑦ میت کے چارپائی پر کلام کرنے والی حدیث کو نقل کر کے موصوف لکھتا ہے: ''مردے کے بارے میں یہی تصور تو قبر پرستی کی دیومالا کی بنیاد اور سہارا ہے''۔ (صفحہ: ۷۸)۔ گویا موصوف یہ کہنا چاہتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ دنیا میں قبر پرستی کی تعلیم دینے کے لئے تشریف لائے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) نبی اکرم ﷺ کے فرمان کو قبر پرستی سے تعبیر کرنے والا مرتد اور زندیق ہی ہوسکتا ہے۔ اور ایسا شخص لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے زمرے میں شامل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑧ موصوف لکھتا ہے: ''زمین پر رہنے والی ہر مخلوق کو فنا ہو جانا ہے اور باقی رہنے والی ذات صرف تمہارا ذوالجلال اور عظمت والا رب ہے''۔ (الرحمن:۲۶)۔ اور اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے: ''سوائے شیطان کے جو قیامت تک کے لئے زندہ رہے گا''۔ (ص:۴۸)۔ جب ہر چیز فنا ہو جائے گی تو شیطان لعین کیسے باقی رہے گا؟ معلوم نہیں کہ موصوف کو اپنے اس دوست کا خیال کیسے آ گیا؟

⑨ حدیث میں ہے: ''اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ تم مردے دفن کرچھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی قبر کا عذاب سنائے جیسا کہ میں سنتا ہوں''۔ (مسلم)۔ موصوف اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''.....تو میں اللہ کی طرف سے تمہیں بھی قبر کا عذاب بتلا دیتا''۔ (صفحہ:۳۹)۔ یعنی ترجمہ میں تحریف کر ڈالی۔ ویاللعجب۔

⑩ موصوف عذاب قبر کا مذاق اُڑاتے ہوئے لکھتا ہے: ''جس زندہ شخص کو مرنے والے کی یہ آنکھ لگائی گئی ہوتی وہ تو چلاتا پھرتا کہ بھائی نکالو اس آنکھ کو اس میں عذاب کی وجہ سے شدید جلن یا تکلیف ہو رہی ہے جو ناقابل برداشت ہے''۔ (صفحہ:۲۹)۔

تلك عشرة كاملة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیلنج

کیماڑی کے منکرین عذاب قبر یعنی برزخی عثمانیوں کو ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ وہ اپنے ان خودساختہ مسئلوں کا قرآن و حدیث سے مدلل اور ٹھوس جواب دیں اور ان باتوں کو قرآن و حدیث کے واضح دلائل سے ثابت کریں۔ اگر کوئی برزخی عثمانی ان مسائل میں ٹال مٹول سے کام لے اور ان پر گفتگو کرنے سے گریز کرے تو سمجھ لیں کہ ان کا مذہب باطل ہے کیونکہ اگر ان کا مذہب سچا ہوتا تو اس کے کھرے کھرے دلائل وہ قرآن و حدیث سے پیش کرتے۔ ان کا ٹال مٹول سے کام لینا اور گفتگو سے کنی کترانے کا مطلب بالکل واضح ہے کہ ان کے پاس اپنے اس خودساختہ عقیدہ کی کوئی دلیل نہیں ہے اور وہ غلط اور باطل مذہب کے پرستار بن چکے ہیں۔ اور ڈاکٹر عثمانی نے انہیں گمراہ کر دیا ہے۔

چند مسائل جن کا جواب برزخی عثمانیوں کے ذمہ ہے، ملاحظہ فرمائیں:

① برزخی قبر کا ثبوت؟ حدیث وہ پیش کرنی ہوگی کہ جس میں واضح طور پر القبر فی البرزخ کے الفاظ موجود ہوں۔ اور اگر وہ اس کا ثبوت پیش نہ کر سکیں تو سمجھ لیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔

② برزخی اجسام کا ثبوت؟ حدیث میں یہ وضاحت موجود ہو کہ قبض روح کے بعد ارواح کو برزخی اجسام میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح کہ روح کے قبض ہونے کا ذکر واضح طور پر قرآن و حدیث میں موجود ہے، اسی طرح ارواح کے دوبارہ نئے برزخی اجسام میں ڈالے جانے کا ذکر بھی کسی حدیث سے واضح کیا جائے۔ اور اگر وہ ایسا ثبوت پیش نہ کر سکیں تو سمجھ لیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔

③ برزخ کسی مقام یا جگہ کا نام ہے یا برزخ صرف آڑ (پردہ) کو کہتے ہیں؟ اگر برزخ آڑ کے علاوہ کسی جگہ یا مقام کا نام ہے تو اس کے دلائل پیش کئے جائیں۔ اور اگر برزخی عثمانی اپنے اس دعویٰ پر کوئی دلیل پیش نہ کر سکیں تو سمجھ لیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

④ عموماً برزخی عثمانی جب دلائل دینے سے عاجز ہوتے ہیں تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم مباہلہ کریں گے لیکن وہ مباہلہ کے اصول سے ناواقف ہوتے ہیں۔ مباہلہ سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے عقائد کی وضاحت کی جائے اور قرآن و حدیث سے اس کے دلائل پیش کئے جائیں۔ نجران کے عیسائی وفد نے جب اپنے باطل عقائد پیش کئے تو اللہ تعالیٰ نے ان عقائد کی تردید فرمائی اور جب وہ اپنے عقائد کو ثابت نہ کر سکے تو آخر میں ان کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا لیکن انہوں نے مباہلہ سے بھی راہِ فرار اختیار کی (آل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمران:٦١)۔مباہلہ کی وضاحت بھی برزخی عثمانی گروپ کو پیش کرنا ہوگی۔

⑤ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر جو کفر کے فتوے لگائے گئے ہیں، ان کا ثبوت پیش کیا جائے ورنہ پھر اپنے کافر ہونے کا اعلان کیا جائے۔

فی الحال ان پانچ سوالوں کے جوابات برزخی عثمانی فرقہ کے ذمہ ہیں اور اگر وہ ان سوالوں کے جوابات نہ دے سکے تو ان کا اہل باطل ہونا ثابت ہو جائے گا۔ جواب میں اگر کوئی مغالطہ اور دھوکا دیا گیا اور جھوٹ بولا گیا تو پھر اس فرقہ کو اپنی شکست لکھ کر دینا ہوگی۔

مناظرہ

اگر کوئی فرقہ پرست برزخی عثمانی مناظرہ کے لئے تیار ہو جائے تو مندرجہ بالا سوالات کے علاوہ اسے یہ بھی واضح کرنا ہوگا کہ حدیث کی کون کونسی کتابیں ان کے ہاں معتبر ہیں کہ جنہیں وہ مناظرہ میں پیش کرنا پسند کریں گے؟ بصورت دیگر انہیں منکرین حدیث ہونے کا اعلان کرنا ہوگا۔

ہمارے سوالوں کے صحیح جوابات دینے والے برزخی عثمانیوں کو فی سوال دس روپے انعام سے نوازا جائے گا۔ ھل من مبارز؟

قارئین کرام سے ایک درخواست: ہمارا لٹریچر پڑھ کر اسے دوسرے بھائیوں تک پہنچانے کا انتظام فرمائیں کیونکہ یہ فتنہ عام ہوتا جا رہا ہے اور لوگ منکرین حدیث بنتے چلے جا رہے ہیں۔ لہٰذا اس فتنہ کا سدباب کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ چھوٹی کتابیں شائع کر کے اسے متاثرین تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بے حد و بے حساب اجر و ثواب عنایت فرمائے گا۔ ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ ابو جابر عبداللہ دامانوی۔

بروز جمعرات ۷ رجب ۱۴۲۷ھ (03-08-2006ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصنف کی دیگر موضوعات پر علمی و تحقیقی کتب

(1)۔ ''الدین الخالص''(مکمل):

اس کتاب میں منکرین عذاب القبر عثمانی برزنی فرقہ کے عذاب قبر کے انکار اور قرآن وحدیث کی باطل تاویلات بلکہ مبینہ تحریفات کا مکمل جائزہ لیا گیا ہے۔اور عذاب قبر کے دلائل ذکر کر کے اس مسئلہ کو اچھی طرح واضح کیا گیا ہے۔قبر، میت، برزخ وغیرہ کی قرآن وحدیث کے ذریعے جامع تعریف ذکر کی گئی ہیں نیز اس فرقہ کے بانی ڈاکٹر عثمانی کے جھوٹ وفراڈ اور دھوکا دہی کی بہت سی مثالیں پیش کی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ موصوف نے ہر مقام پر عذاب قبر کے انکار کیلئے انہی ہتھیاروں کو استعمال کیا ہے اس کتاب میں الدین الخالص کی پہلی اور دوسری قسط کے علاوہ ''دعوت قرآن کے نام سے قرآن وحدیث سے انحراف'' وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ عثمانی برزخی فرقہ کے خلاف یہ ایک مکمل دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔عنقریب منظر عام پر آ رہی ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز

(2)۔ الفرقۃ الجدیدۃ جماعت المسلمین رجسٹرڈ کے بانی مسعود احمد بی ایس سی کا علمی محاسبہ:

جماعت المسلمین رجسٹرڈ یعنی فرقہ مسعودیہ کے خلاف یہ ایک زبردست علمی وتحقیقی دستاویز ہے۔جسکے منظر عام پر آنے کے بعد اس فرقہ میں زبردست کھلبلی مچ گئی اور کئی لوگوں نے اس فرقہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور موصوف نے اس کتاب کا جو اب ''جماعت القدیمہ'' کے نام سے شائع کیا تھا لیکن وہ اسکا جواب دینے میں مکمل طور پر عاجز دکھائی دے رہے بلکہ بوکھلاہٹ کا شکار بھی نظر آئے بہر حال اس کتاب کا بھی جواب دے دیا گیا تھا جسکا انکی طرف سے کوئی جواب شائع نہیں ہوا اور افسوس کہ وہ اپنے خود ساختہ اور باطل عقیدہ ہی پر فوت ہو گئے۔

(3)۔ قرآن وحدیث میں تحریف:

قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہونے میں ہی امت مسلمہ کی نجات ہے لیکن تقلیدی فرقوں نے قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہونے کے بجائے قرآن وحدیث کو اپنی آراء کے مطابق ڈھالنے کی کوششیں کیں۔چنانچہ اس مقصد کیلئے انہیں قرآن وحدیث میں تحریفات کرنی پڑیں۔اس کتاب میں قرآن وحدیث میں تحریفات کے صرف حوالے ہی نہیں بلکہ ان کتابوں کے فوٹو پیش کئے گئے ہیں کہ جسمیں مبینہ تحریفات کی گئی ہیں یہ کتاب ایک جامع علمی تحقیقی دستاویز ہے جسکا مطالعہ اہل تحقیق کیلئے انتہائی ضروری ہے اب یہ دوبارہ مزید عملی دستاویزات کیساتھ دوبارہ شائع ہو رہی ہے۔

(4)۔ عقیدہ نور من نور اللہ قرآن وحدیث کی روشنی میں:

اس کتاب میں مسئلہ نور و بشر، سایہ رسول ﷺ، عقیدہ لولاک اور اسطرح کے دیگر مسائل کو قرآن وحدیث کے ذریعے حل کیا گیا ہے۔یہ کتاب بھی ایک علمی و تحقیقی دستاویز ہے۔

www.KitaboSunnat.com

(5)۔ یزید بن معاویہ:

یزید بن معاویہ کے دور کے تین عظیم دردناک واقعات یعنی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی شہادت اور مدینۃ الرسول ﷺ، مکۃ المکرمہ پر لشکر کشی اور انہیں تاخت وتاراج کرنا، یزید بن کی شخصیت اہل سنت کی نگاہ میں۔علاوہ ازیں طلاق ثلاثہ، حکم طلاق ثلاث، حرمت رضاعت، آٹھ رکعت تراویح سنت ہے۔''کتاب الجنائز'' رفع الیدین کے دلائل وغیرہ بھی شائع ہو چکی ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

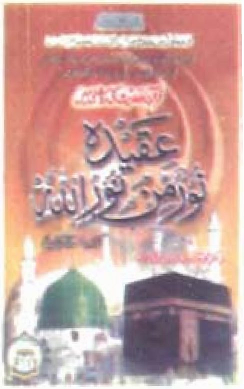

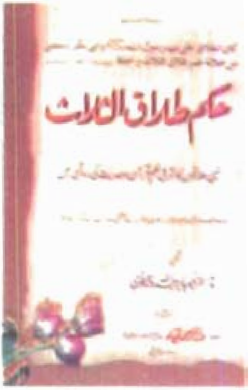

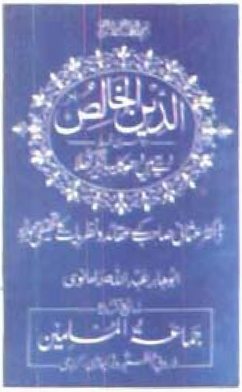

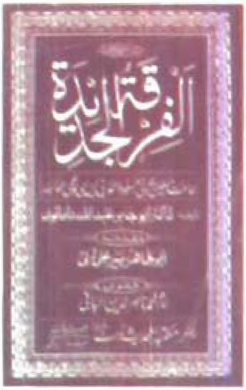

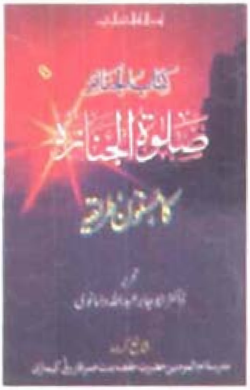

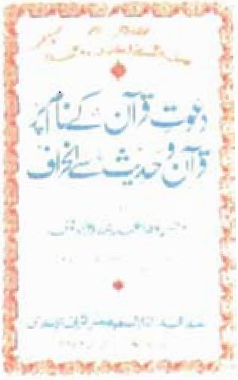

شائع کردہ

مدرسہ ام المؤمنین سیدۃ حفصۃ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلاک 38

کیماڑی کراچی موبائل: 0300-7062081